إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

تاریخِ اسلام

جلد اوّل

پہلی جلد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات درج ہیں

مُصنّفہ

عبدالرحمٰن دہلوی

قیمت چار روپے

فہرست مضامین تاریخ اسلام

بقیہ فہرست بر صفحہ نمبر ٢٠١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ط

مقدمۂ تاریخ اسلام

لفظِ تاریخ کی تحقیق - ارباب لغت نے لفظِ تاریخ کی تحقیق و اشتقاق میں بہت صفحے سیاہ کئے ہیں ان میں سے چند سطور بقدر ضرورت نقل کی جاتی ہیں۔

"القاموس میں لکھا ہے کہ تاریخ کے لفظ کا مادہ عبری یارخ ہے جسکے معنے چاند کے ہیں یا کالدی مادہ یرخ ہے جس کے معنے مہینہ کے ہیں۔

لسان العرب میں لکھا ہے کہ تاریخ مشتق ہے ارخ سے اور ارخ کے معنے ہیں گائے کے بچہ کے جو ابھی پیدا ہوا ہو۔ اسلئے ہر واقعہ کو جو نو پیدا ہو تاریخ کہتے ہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے تاخیر کے مقلوب ہونے سے تاریخ بنا ہے اور تاخیر کے معنے ہیں اولین وقت کو آخرین وقت کے ساتھ نسبت دینے کے اور ہر چیز کی وقت کی تاریخ اُسکی انتہا اسکا وہ وقت ہے جبپر اسکا وقوع ختم ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ فلانی تاریخ قوم خود است یعنی خاندان کی شرافت اسپر ختم ہوتی ہے زمانہ معین کے ساتھ سوانح کو پابند کرنے کو فارسی زبان میں ماہ وروز کہتے ہیں مفاتیح العلوم خوارزمی میں لکھا ہے کہ اہل عرب نے ماہ روز کو معرب بناکر ماروخ پھر مورخ بنایا اور اُسکو باب التفعیل کا اسم فاعل سمجھکر مصدر تاریخ بنالیا۔

بعض ارخ کو مادہ ٹھہراکر یہ کہتے ہیں کہ باب تفعیل کی خاصیت دُور کرنے کی بھی ہے اسلئے سانحہ کے وقت کی نادانی دُور کرنے کے معنے کو تاریخ کہتے ہیں

عرف میں تاریخ ایک روز معین ہوتا ہے کہ پچھلے زمانہ کو اُس سے نسبت دیتے ہیں اور اسی سے شروع کرتے ہیں یہ روز وہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی سانحہ عظیم واقع ہوا ہو جیسے کہ کسی مذہب کا پیدا ہونا کسی بادشاہ کا اورنگ نشین ہونا طوفان کا اٹھنا یا زلزلۂ عظیم کا آنا غرض تاریخ کے معنے تعریف الوقت یا توقیت الشئی یعنی کسی چیز کے وقت مقرر کرنے کے ہیں پس جو حالات و اخبار بلحاظ

وقت لکھے جاتے ہیں اُس کو تاریخ کہتے ہیں۔

تاریخ کا تحریر میں آنا۔

یہ امر تحقیق ہے کہ تاریخ اپنی نوزادگی میں نہ ایسی قوت رکھتی تھی اسکے پاس ایسے کافی اسباب جمع تھے کہ وہ کاغذی پیرہن پہنکر اپنی صورت حرفوں میں دکھاتی یعنی لکھنے میں آتی مدتوں تک واقعات کا علم فقط حافظہ میں محفوظ رہا یا دخشیانہ رموز و علامات میں یاد رہا علم ادب نے اپنی پہلی تصویر نظم کے مرقعہ میں دکھائی جو علم موسیقی یا مطربی سے اتحاد رکھتا تھا جب علم ادب سحر تھی یعنی آغاز تھا تو جس ذہین یا ادیب کو کچھ کہنا ہوتا تو وہ مطرب بن کر اُس کو الاپتا۔ اسکے الفاظ ہوا میں پرواز کرکے دور دور جاتے اور عوام میں اس پرواز کے برقرار رہنے کیلئے نہ قلم کی نہ کسی آلۂ تحریر کی احتیاج تھی نثر پر نظم مقدم تھی اور اس نظم میں کیا واقعات رزم ہوتے یا گیت و بھجن ہوئے اگرچہ اسمیں تاریخی عناصر موجود ہوتے تھے مگر شاذ و نادر پاک صاف ہوتے تھے پہلے زمانہ کے لوگوں میں وہ باتیں پسند ہوتی تھیں جنمیں قوت متخیلہ نے کام کیا ہو وہ حواس اور مشاہدہ کے کاموں کو پسند نہیں کرتے تھے اسی لئے انکو قصے کہانیاں و مثل فلسفے بہ نسبت نفس الامری واقعات کے زیادہ مرغوب خاطر تھے اگر ہم ان وحشیانہ گیتوں کو جو ہر جگہ فن تحریر کی ایجاد سے پہلے مروج تھے تاریخی واقعات خیال کریں تو بڑی غلطی ہے ان مطربانہ نغموں کی بنا سچ پر نہ تھی بلکہ سچ یہ ہے کہ اُنپر بالکل سچ کی پرچھائیں بھی نہیں پڑی تھی اگرچہ بظاہر امر آسان معلوم ہوتا ہے حقیقت میں اس سے زیادہ مشکل کوئی امر نہیں ہے کہ واقعات تاریخی کی تحقیق و تنقیح و تنقید کرکے انکی اصل حقیقت دریافت کریں کوئی قدرتی و جبلی قوت انسان میں اُنکے دریافت کرنے کی عطا نہیں ہوئی کسی نسل و قوم انسانی کو یہ قوت حاصل ہی نہیں ہوتی جب تک کہ اُسکی عقل و دانش و دانائی و زیرکی میں پختگی دائمی ہو اب یہ قوت ترتیب و تعلیم و تہذیب انسانی کا نتیجہ ہے مختلف قوموں میں ایسی نظم نے جو تاریخ سے قرابت قریبہ رکھتی ہے ایک عجیب و غریب خیالی اس سے پہلے پیدا کی ہے کہ کوئی ذلیل سے ذلیل تاریخ بھی انکے پاس ہو ہندوستان میں ہندوؤں کو رامائن و مہابھارت پر فخر و ناز ہے مگر تاریخی علم انکے پاس موجود نہیں۔ یونان میں ہومر شاعر ہیرو ڈوٹس مؤرخ سے پہلے موجود ہے۔ انگلستان میں شکسپیر شاعر اس سے پہلے موجود ہے کہ وہاں کوئی مؤرخ پیدا ہو غرض مؤرخوں سے پہلے شعرا پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے قصوں فسانوں و قافیہ سنجیوں کی زنجیروں سے قدیمی قوموں کا پاؤں نہایت آہستہ آہستہ بتدریج نکالا ہے اور مصلح تاریخی جو قوانین قدرت کے موافق پیدا ہوا ہے دنیا میں تاریخ مذہبی چین و جاپان نے سب سے اول شروع کی

اوران کا تاریخی علم ادب بہت وسیع ہے اور قوموں نے بھی تاریخ مذہبی کو شروع کیا ہے مگر ہم کو صرف اپنی قوم مسلم کے تاریخی علم ادب بیان کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم فقط اہل اسلام کی تاریخ مذہبی کو ذکر کرتے ہیں اور باقی سب کو ترک کرتے ہیں۔

مسلمانوں کا تاریخی علم ادب

عربی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ کی کوئی تاریخ تصنیف نہیں ہوئی عربی زبان میں تاریخ کا موضوع اول آنحضرت م کی ذات مبارک اور انکے اقوال وافعال وغزدات ہیں اور موضوع دوم صحابۂ کرام وتابعین کے جہادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سو برس کے قریب اگرچہ تاریخ تحریری صورت میں نہیں آئی۔ زبانی نسلاً بعد نسل چلی گئی مگر یہ زبانی کارخانہ ایسے عظیم الشان کاموں کی تاریخ کا متحمل کیسے ہو سکتا تھا مہمات عظیم کا وہ متواتر تار بندھا کہ ناچار تاریخی علم ادب کو تحریر میں لانا پڑا جب وہ تحریر میں آیا تو اس نے دست ہی نہیں پائی بلکہ اسکی قدر وقیمت بڑھتی گئی چنانچہ اس زمانہ میں یورپ کے محقق منصف مؤرخ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ تہذیب کی تاریخ عام کے مصنف اپنی تصنیف میں اتنے ہی ناقص رہتے ہیں جتنے کہ وہ اہل عرب کی تاریخوں سے جاہل ولاعلم ہوتے ہیں علماء وفضلاء کا کوئی گروہ ہو جس کی قوت میں مفید علم تاریخ کا سرمایہ بڑھانا ہوگا وہ وہی ہوگا جو مسلمانوں کے عربی مؤرخوں کی تصنیفات سے مستفید ومستفیض ہوتا ہے اس زمانہ کی تمام اقوام مہذب وتعلیم یافتہ کیلئے تواریخ عرب کا یہ علمی خزانہ ایک بے بہا سرمایہ ہے جس کے بغیر تاریخ کی تکمیل کی تحصیل نہیں ہو سکتی۔

مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے اول جناب رسالتمآبؐ کے اقوال وافعال اُن کے غزدات انکے اصحاب اور تابعین کے جہادات تحریر میں آئے اقوام عرب کے انساب کے قلمبند کرنے میں توجہ لیگئی احادیث مذہبی کے سوا احکام ملکی اور واقعات میں سلسلہ روایات جاری ہوا اور اسمیں طریقہ اسناد شروع ہوا ہر روایت کیلئے ہر راوی کا مستند ومعتمد ہونا لازمی ٹھہرا بغیر اسکے وہ روایت ہی ردی سمجھی جاتی تھی سب سے اول جس نے مسلمانوں کے جہادات کی روایات کو جمع کیا ہے ابن اسحق تھا اسی نے اسلام کی تاریخ اوّل لکھی ہے ابن ہشام نے اضافہ کیا بعد ازاں اور بڑے بڑے نامور مؤرخوں نے تاریخیں تصنیف کیں مثلاً ابو الغزی ابن الاثیر۔ واقدی۔ طبری۔ مسعودی۔ وقتیبہ۔ اِن سب پر بلکہ ساری دنیا کے مؤرخوں پر ابن خلدون تاریخ میں سبقت لے گیا۔ اس علم میں جس اعلیٰ درجہ پر وہ پہنچا نہ اس سے پہلے کوئی

مورخ بہیجانہ اس کے بعد تین سو برس تک پہنچا۔ الغرض مسلمانوں کو اپنی تاریخ کا علم عزیز رہا ہے اور اُس کی تدوین میں ہمیشہ توجہ کی اور وہ تاریخی علم ادب تدوین کیا جو متقدمین کے علم تاریخ پر سبقت لے گیا جسطرح اُنہوں نے اس علم پر توجہ کی اسکی نظیر پہلے زمانہ میں موجود نہیں۔

فن تاریخ کی تعریف اور اُسکے اصول اور اسکے مطالعہ کے فوائد

ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ فیروز شاہی میں لکھتا ہے کہ انبیاء و خلفاء و سلاطین و بزرگان دین و وقت کے آثار و اخبار جاننے کا نام علم تاریخ ہے۔ بزرگ و بزرگزادے دل اور عالی نسب زادے دل کے نزدیک مؤرخ جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور مؤرخوں کی تحریر و تقریر کے ذریعہ سے دین و دولت کے بزرگوں کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے علم تاریخ سرمایہ اعتبار اولوالالباب ہے علم تاریخ علم حدیث و علم تفسیر کے بعد سب علوم میں انفع و انفس ہے اور روایت کی تعریف و تنقید اور رد و احادیث کے ماجرای و معاملات غزوات و جہاد حضرت مصطفےٰ اور احادیث کے ایام ناسخ و منسوخ کی تقدم و تاخیر علم تاریخ سے متعلق ہے اور یہ تعلق ایسا ہے کہ آئمہ حدیث کہتے ہیں کہ علم الحدیث و علم التاریخ توامان ہیں اگر محدث مورخ نہ ہو تو وہ معاملات حضرت مصطفےٰ اور معاملات صحابہؓ سے کہ اصل میں رواۃ احادیث ہیں کچھ علم و خبر نہ رکھے گا مخلص صحابہ کی اور صحابہ کے ملتزموں کی کیفیت اخلاص و غیر مخلص صحابہ و غیر ملتزمان صحابہ کا حال اُسپر روشن نہ ہوگا جب مؤرخ محدث نہیں ہوں گے معاملات مذکور نہ ہونگے وہ کسی حدیث کی روایت نہیں کر سکیگا۔ قرن نبوۃ اور قرن صحابہ میں جو احوال و اخبار گذرے ہیں اور اُنکی شرح و تفصیل جو سلف و خلف کے باطنوں کو اطمینان اور دلوں کو تسکین دیتے ہیں سب علم تاریخ سے روشن ہوتے ہیں۔ علم تاریخ عقل و شعور کی زیادتی کا واسطہ اور درستی رائے اور تدبیر کا وسیلہ ہوتا ہے ارسطاطالیس اور بزرجمہر نے کہا ہے کہ علم تاریخ کا جاننا رائے صواب کا مؤید و معین ہوتا ہے اسلئے کہ اہل سلف کا ظلم خلف کی صحت رائے کیلئے بنا عدل ہوتا ہے۔
انبیاء نے جو حوادث اور وقائع میں رضا و صبر اختیار کیا ہے۔ اُس کے جاننے سے علم تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں کو صبر ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء پر جو حضرت آدمؑ کی اولاد میں سب سے بہتر ہیں طرح طرح کی بلائیں پڑی ہیں تو اسلام کے مومنوں کا دل حوادث و مصائب کے وقوع سے نہیں گھبراتا علم تاریخ کی بنا صدق پر رکھی گئی ہے علم تاریخ کیلئے خیر و شر عدل و ظلم استحقاق (

وغیر استحقاق۔ محاسن ومقابیح۔ طاعات ومعاصی۔ فضائل ورذائل سلف کا نقل کرنا تاکہ پچھلے پڑھنے والے اس سے عبرۃ پکڑیں۔ اور جہانداری کے منافع ومضار اور جہانبانی کی نیکوکاری وبدکرداری دریافت کریں۔ اور دل سے اس نیکوکاری کا اتباع کریں۔ اور بدکرداری سے پرہیز کریں محمد بن خاوندشاہ ۔نے اپنی تصنیف روضۃ الصفا میں لکھا ہے۔

بنی آدم کو معرفت اشیا عقل وحس کے ذریعہ سے میسر ہوتی ہے۔ اور تمام محسوسات میں بعض مشاہدات اور بعض مسموعات ہوتے ہیں۔ پس عالم اور اہل عالم اور انکے اوضاع واطوار کا طریق پہچاننے کا علم تاریخ میں تامل کرنا ہے اور اسکی بنا مسموعات پر ہوتی ہے جسکا غالباً کوئی اور علم متکفل نہیں ہے۔ علم تاریخ سے خوشی وبشاشت حاصل ہوتی ہے اور آئینۂ خاطر سے رنج وملال کا زنگ چھل جاتا ہے صاحب خرد جانتا ہے کہ حواس انسانوں میں سمع وبصر کا مرتبہ بڑا ہے جیسی صور حسنہ کے ملاحظہ سے حس بصر محظوظ ہوتی ہے اور ملال نہیں ہوتی۔ ایسے ہی حس سمع بھی اخبار وآثار کے سننے سے ملال نہیں ہوتی بلکہ ہر لحظہ اسکی بہجت وحسرت کو بڑھاتی ہے اسلئے کہ انسان کی حیاۃ میں اخبار واستخبار مذکور ہے۔ اور بنی آدم کی طبائع میں وہ پیدائشی ہے امثال میں یہ لکھا ہے۔ لا یشبع العین من نظر ولا السمع من خبر ولا الارض من مطر (آنکھ دیکھنے سے اور کان سننے سے اور زمین مینہ سے سیر نہیں ہوتی)

علم تاریخ جس میں باوجودیکہ بہت سے فائدے ہیں سہل الماخذ ہے اور اسکے حاصل کرنے میں زیادہ کلفت اور مشقت نہیں پڑتی اور وہ حفظ پر مبنی ہے پس جو شخص گذشتہ واقعات کی محافظت کریگا اور اسکے مطالعہ میں مشغول ہوگا وہ اپنے آمال وامانی کے حاصل کرنے میں تضیع اوقات صرف کریگا۔ اور جلد اپنے مطالب ومقصد پر فائز ہوگا۔

جس شخص کو اس فن میں تجربہ حاصل ہوگا اور اقوال مختلفہ پر اطلاع ہوگی۔ وہ ثقات کی روایات کے موافق سچی باتوں کا مختار ہوگا اور انکی مخالف باتوں کو مردود وکاذب جانے گا اس سے اسکو حق وباطل میں امتیاز کرنے کا شرف حاصل ہوگا۔ جس سے

فضائل انسانی میں تجربہ بھی داخل ہے اور تجربہ ہی کے واسطے اہل عالم کی رائے کامل ہوتی ہے۔ اور تجربہ یہ بھی ہے کہ احوال متقدمین پر اطلاع پیدا کرے اور انکی نحوستوں وسعادتوں اور بلایا کے اسباب کو طریق سمع سے معلوم کرے۔

علم تاریخ کے مطالعہ کرنے والے کو واقعات کے ورود میں عقلائے عالم کے ساتھ ایک قسم

کا مشورہ حاصل ہوتا ہے اور مشورہ بزرگان سابقہ بہ نسبت مشاورۃ حال کے زیادہ اولیٰ و نفع ہے جب کسی کو کوئی واقعہ پیش آتا ہے اور وہ اسکے کشف کے طریقہ کو اس علم سے استکشاف کرتا ہے اذکل علماء کی عقل کا نتیجہ اس کے سامنے ہوتا ہے اسواسطے لشکر حوادث اسکے فکر کے خزانوں کو تاراج نہیں کرتے اور اسلاف کے عقلوں کے پانی سے رنجوں کا غبار لوح خاطر سے دھل جاتا ہے اور جو چراغ دوسروں نے روشن کیا ہے اس کی روشنی میں بغیر محنت و رنج کے وہ اپنی مہمات کا سرانجام کرتا ہے اور حیرت و سختی کے جنگل میں مارا مارا نہیں پھرتا۔ اس جملہ میں اس مضمون کی تاکید ہوتی ہے۔ (السعید من وعظ بغیرہ (نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے)

(علم تاریخ شعور و زیادتی عقل کا سبب اور ازدیاد فضل کا وسیلہ اور صحت رائے اور تدبیر کا واسطہ ہوتا ہے۔ اسلئے بزرجمہر نے فرمایا ہے کہ علم تاریخ رائے صواب کا معین و مؤید ہے۔ اسواسطے کہ احوال سلف علم خلف کی صحت رائے میں شاہد عادل و گواہ افضل ہے۔

اس فن کے علم کی بدولت اصحاب تندار و اختیار کے ضمائر ہولناک و مشکل حادثوں کے وقوع میں مطمئن اور برقرار رہتے ہیں اگر ناگاہ کوئی صعوبت رونما ہوتی ہے تو قصور کشف کی امید منقطع نہیں ہوتی اسواسطے کہ زمانہ سابقہ میں بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ واقعہ عظیمہ اور داہیہ کبریٰ واقع ہوئے اور وہ محض اللہ کی عنایت سے سہل طور پر سر سے ٹل گئے

ہزار نقش برآرد زمانہ و نہ بود　　یکے چنانکہ در آئینہ تصور ماست

جو شخص کہ اخبار اور تواریخ پر مطلع ہوتا ہے وہ صبر و رضا کے مرتبوں سے بہرہ مند ہوتا ہے یہ دونوں مراتب اصفیا و اتقیا کے ہیں اسلئے کہ جو وقت حوادث روزگار میں تعمق و تامل کیا جائے کہ ذوات کرام رسل و انبیاء علیہم السلام پر صدہا طرح کی بلائیں نازل ہوئیں اور انہوں نے تحمل کر کے مصابرت کا طریقہ کس خوبی سے اختیار کیا اسلئے کہ جب کوئی داہیہ عظمیٰ رونما ہو تو صبر و رضا کو اختیار کرے اسمیں شک نہیں جو ان دو فضیلتوں کا التزام کرے وہ دارین کی سعادت سے مستفید ہوگا اور منزلین کی شقاوت سے محروس۔

فی الحقیقت اسمیں فائدے ہیں مگر ارباب تاریخ نے ان سب فائدوں کے مجموعے کا نام ایک فائدہ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ یہ فن شریف غرائب انقلابات و عجائب تحویلات کا مخبر ہے جب سلاطین محافظ دین و ارکان دولت و اعیان مملکت کو انکا علم ہوتا ہے تو وہ مالک الملک کی قدرت قاہرہ پر زیادہ مطلع ہوتے ہیں پہلے لوگوں کے تغیرات حالات سے

معلوم ہوتا ہے کہ نعمت و نقمت و راحت و محنت کو چنداں بقا نہیں ہے اقبال سے مغرور اور ادبار سے ملول نہیں ہونا چاہیئے جب وہ عادلوں کی سعادت و شرف درجات پر مطلع ہوتے ہیں اور متمردوں کی پریشانی و گمراہی پر آگاہ ہوتے ہیں اور امور جہانداری میں نیکوکاری کے ثمرات اور بدکاری کے نتائج اصحاب قدرت پر ظاہر ہوتے ہیں تو جو بادشاہ جہانگیری کی ابتداء میں طریقۂ قہاری اور شیوہ جباری اختیار کرتے ہیں تو وہ خصلت مذمومہ سے عدول و انحراف کرتے ہیں اور مہالک اشرار سے سعادت پاکر مسالک ابرار میں آتے ہیں جس سے اُن کے لئے عقلی میں منزل اعلیٰ مہیا ہوتی ہے۔

ابن خلدون کے مختصر حالات

ابن خلدون کے مختصر حالات مسلمانوں میں ابن خلدون بڑا نامور مؤرخ گزرا ہے جسکا لوہا اس زمانہ میں اہل یورپ بھی مانتے ہیں رو برٹ فلنٹ ایک نامور فاضل عالم مؤرخ فلاسفی آف ہسٹری کے صفحہ ۱۵۷ میں لکھتا ہے (سب سے اول جس شخص نے علم تاریخ کو علوم کلیہ میں سے ایک علم قرار دیا ہے وہ ابن خلدون تھا) گو اس باب میں ارباب الرائے کے آراء میں اختلاف ہو مگر انصاف دوست راستی منش اس کے مقدمہ کو مطالعہ کرتے ہی کہیگا کہ اس ایجاد کا سہرہ ابن خلدون کے سر پر بندھا ہے۔

ابن خلدون نے خود اپنے حالات اس طرح لکھے ہیں۔

سنہ ۱۳۲۲ء میں مقام طیونس (جسپر آجکل فرانس کا قبضہ ہے) ابن خلدون پیدا ہوا وہ حضرموت کے کسی قبیلۂ عرب کی نسل میں سے تھا کئی صدیوں سے سپین میں اُسکے باپ دادا سلاطین کے عمدہ عہدوں پر ممتاز تھے جب بنی امیہ کا خاندان تباہ ہوا تو اُسکے آبا و اجداد شمالی افریقہ میں جاکر آباد ہوئے ابن خلدون کی تربیت و تعلیم نہایت شائستگی کے ساتھ ہوئی ایام طفلی سے علم کا شوق اُسکو دامنگیر تھا۔ نوجوانی میں اسکو علوم مختلفہ کے درس دینے کی اسناد ملگئیں اسکو علم تفسیر و حدیث و فقہ و فلسفہ و صرف و نحو و منطق و اصول فقہ و رمانۂ جاہلیت کے علم ادب میں استعداد کامل ہو گئی۔ مگر خدا نے غالمانہ زیست بسر کرنے کی فرصت کم دی مگر اسکے دل میں ہمیشہ علوم کے شوق اور علم ادب کے عشق کی آتش شعلہ افروز رہی وہ بیس برس کی عمر میں امور ملکی میں مصروف ہوا۔ اور اس نے طیونس کے سلطان ابن اسحٰق دوم کی ملازمت میں اعتبار و اقتدار پیدا کیا دو برس بعد وہ فیض کے سلطان ابو عنان کے پاس چلا گیا اور اسنے وہاں سلطان کے مزاج میں ایسا دخل پیدا کیا کہ اسکے اقران کو اسقدر حسد پیدا ہوا کہ انہوں نے سازشیں کرکے اسکو

معزول کرا دیا۔ اور قید خانہ میں ڈلوایا۔ ۱۳۵۹ء میں جب ابو عنان کو اجل آئی تو ابو مسلم نے اسکو
قید سے نکالا۔ اور اپنا مقرب بنایا۔ مگر پھر اُسپر ارکان سلطنت کو حسد پیدا ہوا۔ اور جب ابو مسلم
کا انتقال ہوا اور اسکے وزیر جسکے ہاتھ میں سلطنت کا بالکل اختیار تھا ابن خلدون کی نہ سنی تو وہ
اس سے ناراض ہو اسپین میں چلا آیا۔ یہاں اُسکا حد سے زیادہ اعزاز و احترام ہوا وہ افریقہ میں
ابن الاحمر کی خدمت نمایاں بجالایا۔ سال آئندہ میں وہ اُسکی طرف سے سفیر بنکر سولہویں پیٹر دی
کرویل عیسائی بادشاہ کیسل کی خدمت میں گیا جس نے اُس کی بڑی آؤبھگت کی ۱۳۶۵ء میں وہ افریقہ
میں آیا یہاں اسکا ایک قدیمی دوست ابن عبداللہ تھا جسنے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا تھا یہ اسکا وزیر اعظم
ہو گیا۔ لیکن ابن عبداللہ قسطنطنیہ کے سلطان عبد العباس سے لڑکر ایک جنگ میں مارا گیا۔ ان
بادشاہوں کی جنگ آرائیوں میں ابن خلدون کی زندگی کے کئی برس تباہی میں کٹے اسکا گذارہ اسطرح
سے ہوتا تھا۔ کہ زبردست قوموں کے آزاد سردار اُسکے ساتھ سلوک کرتے تھے ۱۳۷۰ء سے ۱۳۷۲ء
تک وہ سلطان مراکو کی خدمت میں رہا اور اُس کی طرف سے اقوام عرب کے ساتھ صلح کے
عہد و پیمان کی گفتگو کرتا رہا۔ دوبارہ پھر اسپین میں آیا۔ مگر یہاں وہ زبردستی مراجعت پر مجبور کیا
گیا وہ ملکی کاموں سے دست بردار ہوا اور چار برس تک خلوت گزین رہا اور مطالعہ علمی کے سوا کچھ
اور کام نہیں کیا اور اس خلوت میں اپنی تاریخ کا مقدمہ تصنیف کیا۔ اور عرب و بربر کی تحریر کا آغاز
کیا اس تاریخ کی تصنیف کے واسطے اسکو بڑے بڑے کتب خانوں کی ضرورت پڑی اسلئے وہ
۱۳۷۹ء میں طیونس گیا سلطان عبد العباس نے اُسپر نہایت عنایت کی اور اسکی تعظیم و تکریم
کی اور اہل شہر و طلبہ نے اُسکے آنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ جانا اور نہایت شوق سے اُس سے اپنے
جوش و محبت کا اظہار کیا۔ اور اسکو جانے نہ دیا اور اپنی تعلیم و تدریس کے لئے اُسے روک لیا۔ مگر
مفتی عرفہ اور اسکے ساتھ دیگر امرا ابن خلدون کی جان کے دشمن ہے اور اسکے ساتھ ایسی عداوت
کی کہ اُسکو وہاں رہنا دشوار کر دیا اُسنے بربر کی تاریخ ختم کر کے مکہ معظمہ کا قصد کیا حج کی اجازت
لیکر اکتوبر ۱۳۸۲ء کو جہاز میں سوار ہو کر مصر کی طرف چلا نومبر میں اسکندریہ میں اترا۔ اور ایک
مہینہ یہاں قیام کیا۔ پھر قاہرہ میں آیا۔ اب اسکی ناموری و شہرہ ایسی ہو گئی تھی کہ یہاں اسکا
نام اُس سے پہلے آگیا تھا اس سال یہاں سے کوئی قافلہ مکہ نہیں جاتا تھا۔ اسلئے وہ حج کو
نہ جاسکا۔ اور اس نے سلطان برقوق کے کہنے سے عہدۂ مدرسی قبول کر لیا۔ بعد ازاں عہدۂ
قضاۃ پر اُسکی ترقی ہوئی مگر اُس کی عدالت میں ایسا تشدد تھا۔ اور شریعت کے خلاف کاموں

کی مخالفت میں ایسا سخت گیر تھا۔ کہ اس کے سبب سے اُسکے دشمن بہت ہو گئے۔ اس زمانہ میں اُس پر ایک حادثۂ عظیم یہ نازل ہوا کہ مراکو سے مصر کو اُسکا سارا کنبہ جہاز میں سوار آتا تھا۔ کہ جہاز تباہ ہوا۔ اور اسکے سب اہل و عیال بحر فنا میں غرق ہو گئے۔ جس پر اُسنے یہ کہا کہ ایک ہی صدمہ میں میری مسرت و دولت اور اولاد برباد ہو گئی وہ اس رنج و الم سے ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ سوائے عبادت الٰہی کے اُسکے دل کو چین کسی اور کام میں نہیں ہوتا تھا۔ وہ ۱۳۸۷ء میں مکہ معظمہ گیا وہاں سے قاہرہ میں آیا ایک مدت تک مطالعہ اور درس علمی میں مصروف رہا۔ اپنے حالات کے بیان میں ۱۳۹۴ء تک ایک کتاب لکھی و ۱۴۰۰ء میں شام گیا۔ یہاں فرخ سلطان مصر اور صاحب قران امیر تیمور کی لڑائی ٹھن رہی تھی وہ بھی اس لڑائی میں شریک ہوا۔ اور دمشق میں محصور ہوا۔ لیکن پھر اپنے تئیں امیر تیمور کے حوالہ کیا۔ امیر نے اپنی شاہانہ عنایت اور سخاوت سے سرافراز کیا۔ ابن خلدون نے بھی امور ملکی میں اپنی لیاقت کے کمال دکھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ امیر اسکے علم کا ایسا قدرشناس ہوا کہ اس کو اپنے ہمراہ لیجانے کا ارادہ کیا۔ یہ ترک بادشاہ اس مؤرخ کو لیجانے سے خوش ہوتا مگر اس عربی مدبر کی زبان اغوا آمیز اُسکے ارادہ کی مانع ہوئی۔ ابن خلدون قاہرہ کو پھر آیا اور یہاں قاضی القضاۃ کا عہدہ پایا چوہتر برس کی عمر ۱۴۰۹ء میں موت نے نہ چھوڑا۔

اسکی تصنیفات میں چھوٹی چھوٹی کتابیں بہت ہیں مگر وہ نایاب ہیں فقط اسکی تصنیف سے تاریخ مشہور ہے۔ جس نے اسکے نام کو حیاتِ دوام دی ہے یہ بھی ایک عجیب و غریب آدمی تھا۔ اُسکی سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کیسی کیسی حالتوں میں رہا۔ کہیں سازشوں کے خارستان میں ایسا پھنسا کہ جب تک اپنے پہلوؤں کو زخمی نہ کرے نکل ہی نہیں سکتا تھا روز بروز اسکے پھنسانے کیلئے سازشیں ہوتی تھیں شخصی حکومت کی بلائیں اسکے سر آتی تھیں یہ اسی کا کام تھا کہ ادھر گرتا تھا ادھر پھر سنبھلکر اُٹھتا تھا۔ اوج و حضیض دونوں کے تماشے دیکھتا تھا۔ ابتدا عمر سے آخر عمر تک اُس کو ایسے سوانح پیش آئے۔ جس نے اُسکو سب طرح سے انقلابات دنیا دکھائے کبھی وہ قید خانہ میں گیا۔ کبھی معزول ہوا۔ کبھی ایسا با اقتدار و اختیار ہوا۔ کہ سب کے دل میں اُسکا خوف پیدا ہوا۔ کبھی اُسکا تحسین و آفرین کا آوازہ بلند ہوا۔ وہ صاحب فطرۃ مدبر تھا۔ اور کامل ندیم و مشتشار مؤتمن مقرر فصیح و بلیغ مختلف قسم کے کاموں کیلئے نہایت لائق کارکن و کار فرما بڑا زمانہ ساز تھا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے جو

علوم وفنون تھے۔ اُن میں سے ہر علم کا عالم اور ہر فن کا ماہر تھا۔ وہ علم میں اور سیاسیات میں شہرت حاصل کرنے میں اولوالعزم تھا۔ سازشوں میں شریک ہونے سے اسکو انکار نہ تھا مگر اُسمیں کوئی بدعادت نہ تھی۔ یہ نیک نہاد سچا مسلمان تھا۔ اُسکے زمانہ میں علوم فلسفیہ کا رواج تھا۔ اور وہ انتہائی عروج پر تھے۔ وہ انکو باطل اس سبب سے بتاتا تھا۔ کہ اُن سے مذہب کو مضرۃ و نقصان پہونچا تھا۔ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو جو اندھا دھند مغربی علوم کی پیروی کر رہے ہیں۔ ابن خلدون کی اس مفید رائے کا تتبع کرنا چاہیئے۔

ابن خلدون کہتا ہے۔ جو شخص دینی و دنیاوی باتوں کی تحقیق چاہتا ہے۔ اسے فن تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

الغرض

علم تاریخ سے احوال اقوام اُنکے بلدان۔ انکے رسوم و عادات و انساب پہچانے جاتے ہیں

تاریخ کا موضوع	احوال اشخاص ماضیہ۔ انبیاء۔ اولیاء۔ علماء۔ حکماء۔ ملوک۔ وغیرہم۔
علم تاریخ کی غرض	احوال ماضیہ پر مطلع ہونا۔
علم تاریخ سے فائدہ	احوال ماضیہ سے عبرت پکڑنا۔ اور نصیحت لینا۔ اور ملکۂ تجارب حاصل کرنا جو اُن نقلیات زمانہ پر موقوف ہو جن کے سبب سے

ان افعال کی نقل سے احتراز ہو۔ جن سے مضرتیں پہونچیں اور ان نظائر کی نقل کیطرف جلب ہو جن سے منافع ہوں۔

اب ہم اصل مضمون کیطرف رجوع کرتے ہیں اور تاریخ اسلام شروع کرتے ہیں وباللہ التوفیق :۔

تاریخ اسلام

زمانہ جاہلیت

عرب اسلام کا مبدأ ہے اُسکے عروج و اقبال کا ماخذ ہے۔ ہر سلطنت اسلامیہ اسکی شاخ ہے۔ قبل از اسلام اہل عرب خدا اور رسول اور شریعت سے جاہل تھے۔ اسلئے قبل از اسلام اہل عرب پر جو زمانہ گذرا ہے اسکو زمانۂ جاہلیت کہتے ہیں

عرب کا جغرافیہ

عرب ایک بے قاعدہ متوازی الاضلاع کی شکل کا ہے۔ ایران کیطرف اسکا حصہ عمان اگر دور کردو تو باقی حصہ خاصہ مستطیل بنجاتا ہے عرب ایک جزیرہ نما ہے۔ جس کے تین طرف پانی ہے۔ ایک طرف خشکی اسکے مشرق میں خلیج فارس اور بحر عمان مغرب میں بحر قلزم یا بحر احمر شمال میں ملک شام۔ جنوب میں بحر عرب اسکے رقبہ کا تخمینہ ۱۲۹۷۴۸ مربعہ میل کیا گیا ہے۔ عرض سے طول دُگنا ہے زیادہ سے زیادہ پندرہ سو ۱۵۰۰ میل ہے۔ معلوم نہیں جھوٹ ہے یا سچ اسمیں ایک کروڑ آدمیوں کی آبادی بتاتے ہیں۔ اس جزیرہ نما عرب کو جزیرۃ العرب بھی کہتے ہیں۔

عرب کی وجہ تسمیہ

اسکی وجہ تسمیہ میں محققین نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ لیکن کوئی امر متحقق نہیں ہوا۔ عبرانی زبان میں عربا کے معنے ہموار بیابان کے ہیں۔ لغت عرب میں ایک خاص قوم کا نام ہے۔ جو عجم نہ ہو (عجم کے معنی گونگا عرب اپنے سوا کل دنیا کو گونگا کہتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک عربی زبان کے سوا، باقی سب بانیں ہیچ ہیں) عرابہ کے معنی گندم گوں کے ہیں۔ غرض ایسی وجوہ بیان کرکے عرب کی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے۔

عرب کی زمین آب و ہوا اور زراعت

اس ملک میں بیابانوں ریگستانوں اور کوہستانوں کی عجیب بہار ہے تاتار کے بیابانوں میں تو کہیں کہیں دست قدرت نے بلند بلند درخت اور سبز جھاڑی بوٹی لگادی ہے جب انمیں تنہا مسافر منزل پیما ہوتا ہے تو اُن نباتات کے ملنے کو بہت غنیمت جانتا ہے۔ اور اُن سے متمتع ہوتا ہے مگر ملک عرب کے بیابان تو وہ ہموار ریگستان میدان ہیں کہ جنمیں پہاڑ ننگے کھڑے ہیں اور ان پہاڑوں پر بھی کہیں سبزہ زار نہیں۔ پھر اس صحرا میں جسمیں نہ درختوں کا سایہ ہے نہ کوئی اور پناہ کی جگہ ہے۔ آفتاب کی شعاعیں سیدھی اور تیز

پڑتی ہیں جو خط استوا کے اقالیم میں پڑا کرتی ہیں۔ بھلا ایسے مقام میں نسیم کا نشان کہاں اسکی جگہ پچھم و دکن کیطرف سے باد صرصر کے طوفان آتے ہیں اپنے ہمراہ مہلک بخارات [illegible]تے ہیں۔ ریگستانوں کو نچلا بیٹھنے نہیں دیتے ان میں سمندر کا سا تلاطم مچاتے ہیں ریگ کے تودے کے تودے ادھر سے اُدھر ایسے لہراتے ہیں کہ جیسے بحر میں طوفان کے اندر پانی کی لہریں لہراتی ہیں انکے اندر بگولوں میں قافلے کے قافلے غائب ہو جاتے ہیں۔ فوجیں کی فوجیں دبکر دفن ہو جاتی ہیں وہاں پانی ایسا نایاب ہے کہ جس کے لئے انسان بے تاب رہتا ہے جب ملجاتا ہے تو اسکے پینے پلانے اور فائدہ اٹھانے پر ایک فساد برپا ہو جاتا ہے۔ پانی کے ساتھ آگ کی بھی قلت ہے۔ لکڑی کا کال رہتا ہے۔ آگ کا سلگانا اور اسکو دیر تک قائم رکھنا بڑے ہنر اور سلیقہ کا کام گنا جاتا ہے۔ عرب کی سرزمین ایسے دریاؤں سے خالی ہے کہ جس میں جہازرانی ہو سکے اور وہ زمین سرسبز و شاداب کریں اور قرب وجوار کے ملکوں کے اندر ملک کی پیداوار لیجانے کیلئے راہیں بنائیں۔ وہاں کی زمین ہمیشہ تپتی رہتی ہے۔ اسلئے ایسی پیاسی رہتی ہے۔ کہ پہاڑوں جو بہتے ہوے سیل اور رونیں پانی کی بہکر آتی ہیں انکو نوشجاں کرکے ایسے ہضم کر جاتی ہے کہ ڈکار بھی نہیں لیتی کھجور کے جھنڈ اور ببولوں کے درخت نہایت سخت پہاڑوں کی چٹانوں میں اپنی جڑ جمائے ہیں۔ رات کی اوس انکو پال پوس کر بڑا کرتی ہے۔ مینہ گاہے گاہے برستا ہے۔ اور اسکا پانی حوضوں اور نالیوں میں بھر لیا جاتا ہے۔ ریگستانوں میں کنوؤں اور چشموں کا پانا گویا جنگل میں ایک مخفی خزانہ پانا سمجھا جاتا ہے۔ حاجی جو مکہ کو حج کرنے جاتے تھے انکو بڑی کڑی منزلیں خشک و گرم میدانوں میں طے کرنا پڑتی تھیں جب اُن کو شور زمین کا آب رواں تلخ و بے مزہ پینا پڑتا تھا تو انکی طبیعت کو نہایت ناگوار ہوتا تھا۔ قاہرہ سے مکہ تک پندرہ منزلیں ہوتی تھیں جن میں گیارہ منزلوں میں پانی ملتا تھا۔ غرض ملک عرب کے اکثر حصوں کی آب و ہوا کا یہ حال تھا۔ گو بعض مقامات ان میں سے مستثنیٰ بھی تھے۔

قاعدہ ہے کہ جہاں محنت و مشقت تکلیف مصیبت کی کثرت ہوتی ہے۔ وہاں تھوڑے سے آرام کی بھی نہایت قدر ہوتی ہے۔ اور جہاں کچھ بھی آرام ملتا ہے۔ وہ بہت آرام سمجھا جاتا ہے۔ جب ملک عرب کا یہ حال تھا کہ اسکی آب و ہوا روح پرور کمتر۔ اور صرصر کا طوفان سر پر اکثر۔ اُدھر ہوا آتش فشاں ہوتی تھی اِدھر پانی اپنا پتا نہ بتاتا تھا۔

لکڑیاں جلانے کے لئے سوکھا جواب دیتی تھیں۔ آتش آب رنگ (سراب) جان لینے کے لئے بلاتے تھے۔ کانٹے و ٹیلے چلنے کو سدّ راہ ہوتے تھے۔ سبز کھیتی اور سایہ دار درخت شاذ و نادر ہوتے تھے۔ جہاں یہ تکلیفوں پر تکلیفیں ہوں۔ وہاں کے باشندے ایسے مقامات کی قدر حد سے زیادہ کیوں نہ کریں اور وہاں سکونت کیوں نہ اختیار کریں۔ جہاں سایہ دار درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہوں۔ چراگاہ و سبزہ موجود ہوں۔ برسات کا پانی یا کوئی چشمہ وہاں رواں ہو۔ پس اہل عرب ایسے مقامات کی تلاش میں رہتے تھے۔ جہاں وہ اُنکو مل گئے وہاں اُنکے قبیلے کے قبیلے چلے جاتے تھے۔ اپنے دنبے بکریوں کے گلے اور اونٹوں اور گھوڑوں کو ساتھ لے آتے تھے۔ اور اُنکو چرا کر تازہ دم و توانا کرتے تھے۔ اور خرما اور انگور کی زراعت سے اپنی محنت کا ثمرہ پاتے تھے۔

ملک عرب میں جو سرزمین مرتفع بحر ہند کے ساحل پر واقع ہے۔ وہ سارے ملک میں ممتاز و سرفراز اس بات میں تھی۔ کہ وہاں پانی اور لکڑی کی افراط تھی۔ ہوا میں اعتدال رہتا تھا۔ میوے بڑے بامزہ ہوتے تھے۔ حیوانوں اور انسانوں کی وہاں کثرت تھی۔ زمین کی شادابی اور زرخیزی کاشتکار کو پکار پکار کے بُلاتی تھی۔ کہ یہاں آؤ اور مجھ میں زراعت کرکے اپنی ریاضت کا ثمرہ پاؤ۔ اور اسکا مزہ پاؤ۔ یہاں زراعت کا سامان یہ تھا۔ تجارت کی صورت یہ تھی کہ قہوہ نافعہ اور لوبان معطرہ ساری دنیا کے تاجروں کو ہر زمانہ میں اپنی طرف رغبت دلاتا رہا ہے۔ تاجر ہمیشہ اس کی طرف بطیب خاطر التفات کرتے رہے ہیں ساری عبادت گاہوں کو لوبان معطر کرتا تھا۔ پھر ایسی عمدہ چیز پر کیوں نہ تاجر دوڑتے آئیں۔ یہاں کے مصالحوں کا خوشبودار ہونا ضرب المثل کے طور پر دور دور مشہور تھا۔ کتب مقدسہ میں انکا ذکر بہت آتا ہے۔ شعروں میں اُن کی تشبیہات موجود ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ انکی خوشبوؤں سے سمندر مسرور ہو کر اپنی موجوں سے کوسوں تک تبسم کرتے ہیں۔ ملک عرب میں یہ خطہ اسکے تمام اور حصوں سے ایسا جدا ہے کہ اگر ہم اسکو فردوس عرب کہیں۔ تو بجا ہے۔ شاعروں نے تو اپنے خیالات اور تصورات کی رنگ آمیزی سے اس کو فردوس بنا کر کہہ دیا۔ کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس خطہ کو خدا تعالیٰ نے عجیب عجیب نعمتیں اور اپنے ہر قدرت سے عجیب عجیب صنعت کے

کام ایسے کیے ہیں۔ عیش و عشرت و عصمت ایسے راگ ہیں کہ جنکے سُر کبھی نہیں ملتے۔ مگر یہاں انکو ملا دیا ہے۔ زمین کا پیٹ زر و جواہر سے بھر دیا۔ یہاں سے بحر و بر کی ایسی ہوائے معطر اٹھائی کہ قوت شامہ کو عطر آگین کرتی تھی۔

عرب کی تقسیم یونانیوں اور رومیوں کو خوب معلوم تھا۔ کہ ملک عرب کا ایک حصہ سنگلاخ و کوہستان ہے۔ دوسرا بیابانی و ریگستان۔ تیسرا حصہ سرسبز و شاداں۔ انہوں نے اسیطرح ملک عرب کی تقسیم تین حصوں میں کردی بطلیموس نے اپنے جغرافیہ میں عرب کے تین حصے کئے۔ عرب البحر۔ عرب المعمور۔ عرب الوادی۔ مگر اس تقسیم کو اہل عرب نہیں مانتے۔ وہ صحیح بھی نہیں ہے۔ اہل عرب نے اپنے ملک کی یہ تقسیم جدید خود نہیں کی۔ تعجب ہے کہ جس ملک کے باشندوں کی زبان ایک ہو اور وہ خود بھی ایک ہوں وہ اپنی سرزمین کی تقسیم قدیم کی نشانیاں اور علامتیں ذرا بھی نہ مقرر کریں عربی جغرافیوں میں ملک عرب کی تقسیم ان پانچ حصوں میں لکھی ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد۔ عروض۔ یمن بدوؤں کے اطوار اور انکی شبانی۔ کیخسرو کے زمانہ میں عرب کی مانند بود کی یہ کیفیت تھی کہ خلیج فارس اور بحر ہند اور بحر قلزم کے کناروں پر مچھلی کا شکار کر کے اپنے پیٹ کو پالتے تھے۔ مچھلیوں کے آسرے پر جیتے تھے۔ ساحل بحر پر اس شکار کی تلاش میں خوار پھرتے تھے۔ شکار کا ہاتھ میں آنا کچھ شکاری کے اختیار میں تو ہوتا نہیں۔ کبھی اتنا ہاتھ آگیا کہ پیٹ بھر گیا اور بچ رہا۔ کبھی اتنا بھی نہ ہاتھ آیا کہ پورا پڑتا۔ یہ ابتدائی ماہی خوری کی حالت ایسی ذلیل و خوار تھی کہ اسکو تمدن انسانی کہنا ننگ نوع بشر ہے۔ ان وحشی انسانوں میں گو مردم خوری نہ تھی۔ مگر انکو نہ کوئی فن آتا تھا نہ کوئی قانون و آئین جاری تھا۔ شکل و زبان کے پیرایہ سے بھی معرا تھے۔ ان کی اور بہائم کی حالت ایسی یکساں تھی کہ ان میں تمیز کرنا بھی دشوار تھا۔ معلوم نہیں کہ ان مچھلیوں کے صید نے انکو ساحل بحر کے تنگ قیدخانہ میں کب تک قید رکھا۔ اور انکو اپنے میں ایسا دبائے رکھا کہ نہ اُبھرنے کی اجازت دی نہ آگے چلنے کی۔ انکے لئے قرن بہائم صفتی میں گذر گئے جس کو اب زمانہ یاد نہیں رکھتا۔ ان وحشیوں کے پاس ایسے بیابان بھی نہ تھے کہ اُن کے شکار سے مدت تک گذارہ ہو سکتا۔ قاعدہ ہے۔ کہ بیابان میں جب ہی تک شکاریوں کا گذارہ ہو سکتا ہے کہ پیٹ بھر کر شکار ملے۔ پس جب ان بیابانوں میں بھی اُنکا گذارہ مشکل ہوا تو بہت زمانہ اسپر گذر چکا ہے کہ اُنہوں نے اپنے تئیں اس پستی سے اُبھارا۔ اُنہوں نے چرواہہ ہونے کا پیشہ اختیار

کیا۔ یہ پیشہ بڑا میمون اور مانوس ہے۔ سارے ریگستانی بیابانوں کے اقوام خانہ بدوش اسی پیشہ سے اپنی اوقات بسر کرتی تھیں۔ زمانۂ حال کے بدؤں کی صورۃ و بشرہ اُن کے بزرگوں کے پیشہ شبانی کی شہادت دیتا ہے۔ وہ حضرت موسٰی اور آنحضرت علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک ہی طرح رہتے تھے۔ وُہی اُن کے چمڑے کے خیمے بدؤں کے خرگاہیں رہنے کیلئے تھیں۔ دُنبوں اور بکریوں کے گلّے اور اونٹ اپنے قبیلے کے ساتھ لئے پھرتے تھے۔ جہاں پانی کا چشمہ اور جانوروں کا چارہ اور اپنا گذارہ دیکھا۔ وہیں ڈیرے ڈالدیئے۔ تنبو تان لئے آسمان کے تلے بسیرا لینے لگے۔

قاعدہ ہے کہ جب سودمند اور بکار آمد جانور انسان کے قابو اور بس میں آجاتے ہیں تو وہ انسان کی محنت کرنے اور دولت بڑہانے میں بڑے ممد و معاون ہوتے ہیں بس ان عرب کے چرواہوں کو گھوڑا جو ایک وفادار دوست کا کام دیتا ہے اور اونٹ جو جفاکش غلام کی سی خدمت کرتا ہے ایسے بس میں آگئے کہ انکی باگ و نکیل کو ہاتھ میں لیکر جہاں چاہیں انکو لئے پھریں اور جو خدمت چاہیں اُنسے لیں۔ علم حیوانات کے عالموں کی رائے ہے کہ گھوڑے نے سب سے پہلے ملک عرب میں جنم لیا ہے۔ اس شریف نجیب جانور کیلئے قدرت نے یہیں کی آب و ہوا کو پیدا کیا تھا۔ گو وہ اسکے قد و قامت کو چنداں بلند نہیں کرتی۔ مگر وہ تیزی و چستی و چالاکی شتاب روی پیدا کرتی ہے کہ جسکا جواب دنیا میں نہیں

عربی گھوڑے

جو خوبیاں ہسپانیہ اور انگلستان کے گھوڑوں کی نسل میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ ان عربی گھوڑوں ہی کے تناسل کا طفیل ہے۔ شریف و نجیب گھوڑوں کی نسل کا باقی رکھنا بدؤں کا ایمان ہے اور اپنی شرافت کو ایسا یاد نہیں رکھتا۔ جیسا بدو ان گھوڑوں کی نسل کی نجابت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ نر کو فروخت کرڈالتا ہے لیکن مادہ کو جان کے برابر رکھتا ہے۔ مشکل سے اُسے جدا کرتا ہے۔ جب کوئی نجیب گھوڑی بچھیرا دیتی ہے تو اُسکی خوشی کی مبارک سلامت آپسمیں شادی کی سی ہوتی ہے بدو اپنے خیموں میں گھوڑوں کی تعلیم و تربیت اپنی اولاد کی طرح کرتے ہیں اور اُن سے محبت بھی اپنی اولاد سے کم نہیں کرتے اسی سبب سے گھوڑوں کو اُن سے مؤانست کی عادت ہوجاتی ہے۔ وہ راہوار اور سرپٹ دوڑنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ سوار مہمیز اور تازیانہ کے متواتر مارنے سے اُنکے حواس کو کند نہیں کرتا۔ بلکہ ان دو چیزوں کو اُس وقت کیلئے

اٹھا رکھتا ہے کہ اسکو خود بھاگنا ہوتا ہے یا کسی کے تعاقب میں جانا ہوتا ہے۔ ایسے وقتوں میں تازیانہ کو ہاتھ لگانا اور ایڑی مارنا گھوڑوں کو باد رفتار بنا دیتا ہے اگر کہیں اسکا سوار پیٹھ سے جدا ہو کر گر جاتا ہے تو گھوڑا اُس اپنے دوست کے انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے جب وہ اپنے ہوش و حواس ٹھیک کرکے پھر سوار ہوتا ہے تو وہ آگے قدم اُٹھاتا ہے۔

اونٹ خدا نے عرب و افریقہ کو بڑا اشرف دیا ہے۔ کہ اس میں اونٹ کو پیدا کیا ہے یہ جانور کیسا صابر حلیم ہے کیسی گرمی کی شدت تشنگی گرسنگی کا متحمل ہوتا ہے کئی کئی روز تک بے آب و دانہ و چارہ کے کڑی کڑی منزلیں طے کرجاتا ہے۔ ع

بیچارہ خار میخورد و بار میکشد

اسکے پانچویں اوجھ میں ایک بڑا کیسہ ہوتا ہے وہ تازہ پانی سے بھرا رہتا ہے اونٹ کے جسم کی ساخت ایسی بنی ہے کہ گویا اس پر یہ عبارۃ کندہ ہے کہ انسان اسے اپنا خدمت گذار بنائے وہ اطاعت کیلئے سب طرح حاضر ہے۔ اونچی نسل کا اونٹ ساڑھے بارہ من بوجھ پیٹھ پر لاد کر لیجاتا ہے اور سانڈنی سبک اندام اور چالاک گھوڑ دوڑ کے تیز گھوڑوں سے آگے نکل جاتی ہے۔ اگر ان ملکوں میں اونٹ نہ ہوتا تو وہاں کے باشندوں کا رشتہ معیشت ہی ٹوٹ جاتا۔ اسکا دودھ بکثرت ہوتا ہے۔ اور مقوی بھی ہوتا ہے۔ دہی اہل عرب کی سب سے زیادہ عمدہ غذا تھی۔ اسکے بچہ کا ملائم گوشت گائے کے بچھڑے کے گوشت سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ اسکا پیشاب بیش بہا نمک کی کان ہوتا ہے اسکی مینگنیاں جلانے کے کام میں آتی ہیں۔ اسکی لمبی پشم ہر سال گرتی ہے۔ اور از سر نو جمتی ہے۔ اسکو عورتیں تو م کر کات کر اور بنکر لباس اور خیمے اور گھر کے اسباب بناتی ہیں غرض اس پشم کو عربوں کے خانماں آباد کرنے میں بڑا دخل ہے۔

دیگر حالات اگر مینہ کے برسنے سے کہیں کہیں جنگل میں نباتات کا نمونہ ہو جاتا تھا تو بدو انکو کھاتے تھے۔ موسم گرما کی شدت حرارت اور موسم سرما کی قلت حرارت میں ساحل بحر پر یا یمن کے پہاڑوں میں یا دریائے فرات کے قرب و جوار میں وہ اپنے خیموں کو لیجاتے تھے۔ اکثر وہ رود نیل کے کنارہ پر اور شام و فلسطین کے مواضع میں بڑے بڑے خطرے اُٹھا کر وہاں رہنے کی اجازت بالجبر حاصل کرتے تھے۔ ایک خانہ بدوش بدو کو بعض اوقات غارت گری یا تجارت سے اپنی محنت کا ثمرہ ملجاتا تھا

مگر پھر بھی اسطرح زندگی بسر کرنا سخت جفاکشی و خطرناک تھا۔ بدوں کا وہ امیر متکبر جو دس ہزار سوار میدان جنگ میں لیجا سکتا تھا۔ وہ عیش اور آرام نہیں پاتا تھا جو فرنگستان کا ادنے امیر پاتا ہے۔

عرب کے شہر اور انکی تجارت و زراعت

عرب کے قبائل کیا تو خانہ بدوش پڑے پھرتے تھے یا ہاہت سے مجتمع ہوکر قصبات اور دیہات آباد کرتے تھے اور تجارۃ و فلاحۃ کے کام کرتے تھے۔ مویشی کی پرورش میں سخت محنت اُٹھاتے تھے۔ اور اپنے وقت کا ایک حصہ اُسمیں صرف کرتے تھے۔ وہ صلح اور جنگ کے وقت اپنے ریگستانی بھائیوں کے ساتھ شریک ہوجاتے تھے۔ یوں بدوں میں آپسمیں آمدورفت کا سلسلہ جاری تھا۔ بیچ بیوپار لین دین ہمسایہ قوموں کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان سے بعض حاجتیں بھی روا ہوجاتی تھیں۔ علوم وفنون کی الف بے تے کا بھی کوئی سبق پڑھ لیتے تھے۔ ابوالفداء نے عرب کے بیالیس شہر شمار کئے ہیں۔ انمیں نہایت قدیمی اور آباد ملک میمنت اندوز یمن میں واقع تھے۔

شہر صنعاء کے بروج عالیشان اور مآرب کے حوض تعجب خیز اور حیرت افزا حمیر کے بادشاہوں نے بنائے تھے جو صنائع معماری سے آراستہ تھے۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نے ان دونوں شہروں کے زیب و زینت کے آفتاب کو کسوف لگادیا۔ یہ کیونکر ہوتا وہ بادشاہوں کے بنائے ہوئے تھے۔ اور یہ نبیوں کے بنائے ہوئے۔ کہاں بادشاہ اور کہاں نبی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے مابین (۲۰۰) میل کا فاصلہ ہے۔ اور دونوں شہر بحر قلزم کے نزدیک ہیں۔ ان مقدس شہروں میں سے یونانیوں نے مکہ کا نام ایسارکھا تھا جسکے معنے اس شہر کی عظمت و شوکت ظاہر کرتے تھے۔ یہ شہر اپنے معراج کے زمانہ میں بھی مارسلیز پر فائق نہیں تھا۔ یہ شہر ایسی جگہ آباد ہے۔ جہاں سود اور بہبود کی توقع نہیں ہوسکتی بانیان شہر نے کوئی مبارک شگون سوچ کر اور اپنی مصلحت سمجھکر اسکی بنیاد رکھی ہوگی۔ اس میں مٹی اور پتھر کے مکانات دو میل طویل اور ایک میل چوڑی جگہ میں بنے ہوئے ہیں۔ یہ جگہ ایسی دامن کوہ میں واقع ہے کہ جن پر نباتات نے اُگنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ زمین پتھریلی پانی کھاری یہانتک کہ آب متبرکہ چاہ زمزم بھی شیرینی سے خالی۔ سبز چراگاہ شہر سے دُور فاصلہ پر۔ طائف۔ یہاں سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس شہر کی حکمران قوم قریش تھی۔ جو

اور قوموں میں ممتاز اور نامور تھی۔ کل عرب میں انکی شجاعت کی دھوم تھی۔ قوم قریش کے پاس یہاں کی زمین ایسی بے فیض تھی کہ خواہ اُسکے بونے جوتنے میں کوئی جان ہی کیوں نہ کھپا دے۔ لیکن وہ ایک دانہ بھی اُسکو نہ دیوے مگر ہاں اپنے اقامت گزیدہ کو تجارت سے فائدہ پہنچاتی تھی۔ جدّہ۔ کی بندرگاہ اُس سے چالیس میل فاصلہ پر تھی اسکے توسط سے ملک حبشہ کے ساتھ آمد و رفت بآسانی جاری تھا۔ افریقہ کا مال عرب میں ہو کر حیرہ کتنف جاتا رہا۔ کہتے ہیں کہ کتنف کو ضلع بحرین میں خالدیہ کے جلائے وطنوں کے تنگ کے کتل سے بنایا تھا۔ پھر یہاں سے قریش خلیج فارس کے موتیوں کو لیکر جہاز کے بیڑوں میں سفر کرکے دریائے فرات کے دہانہ تک لیجاتے جو کہ یمن اور شام کے وسط میں واقع تھا۔ ہر ایک ایک ایک مہینہ کے سفر کا فاصلہ رکھتا تھا۔ ملک یمن اسکے جانب یمین میں اور ملک شام اُسکے جانب یسار میں واقع تھا۔ اسکے کاروان گرمیوں میں ملک یمن اور جاڑوں میں ملک شام میں قیام کرتے تھے۔ ان موسموں میں عین وقت پر کاروانوں کے پہنچنے سے ہندوستان کے جہازات کو طول طویل اور خطرناک بحر قلزم کا سفر نہ طے کرنا پڑتا تھا۔ قریش صنعاء اور مآرب کے بازاروں میں اور عدن اور عمان کی بندرگاہوں میں قیمتی اور خوشبودار مصالحہ کی کھیپیں لاد کر لاتے تھے اور بصرہ اور دمشق کے میلوں میں سے اناج اور صنعت کاری کی چیزیں خرید کر لیجاتے تھے۔

الغرض! اس مفید تجارت کی بدولت مکہ کے کوچہ و بازار مال و متاع سے معمور رہتے تھے۔ وہاں کے امرا اور شرفا کو جیسے کہ سپہ گری کے پیشہ سے موانست تھی ایسے ہی تجارۃ سے بھی اُلفت تھی۔

عرب کی قومی آزادی

سیاسی

منجملہ عجائبات روزگار کے یہ بات بھی تھی کہ اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے۔ کوئی غیر قوم اُنپر فرماں روا نہیں ہوئی اس بات پر انکو خود بھی بڑا ناز و افتخار تھا۔ اور غیر قومیں انکی اس بات کی مدح خواں ہیں۔

تم اسکو خوب یاد رکھو۔ کہ عرب کی کل قوموں نے بڑے بڑے صاحب جلال اور شان و شکوہ بادشاہوں کی غاشیہ اطاعت کو اپنے کندھے کے اوپر نہیں رکھا۔ نہ کندھا کسی کے جوئے کے نیچے دھرا۔ ہزاروں برس آزاد رہے۔ فراعنہ مصر اور شاہان شام کی سعی اسکی فتح میں بے حاصل رہی۔ عرب کیخسرو ایرانی اور سکندر یونانی سے بچا رہا۔ روم کی سلطنت کا غلغلہ ساری دنیا میں بلند ہوا۔ مگر یہ سرزمین محفوظ رہی۔ فارس۔ پومپی۔ ٹیرجن وغیرہ کی فوجیں سرٹک کے

بیٹھ رہیں مگر ملک عرب کو زیر نہ کر سکیں۔ گو سلطان روم نے برائے نام انپر حکومت کی ہے۔ مگر انکو چھیڑنے سے وہ بھی ڈرتا تھا۔ انپر حملہ آوری بے سود جانتا تھا۔ خدا نے یہ ملک ہی ایسا بنایا ہے۔ اور اسکے باشندوں کے فضائل اور طرز روش کو ایسا رکھا ہے۔ کہ وہ انکی آزادی کی بڑی معاون ہیں۔ ہمسایہ قوموں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے قرنوں پہلے انکی بیباکانہ جرأت وہمت اور شجاعت کو خوب آزما لیا تھا۔ کبھی وہ انپر چڑھ کر آئے۔ کبھی یہ انپر چڑھ کر گئے دونوں نے لڑائیوں میں اپنی قوتوں اور زوروں کو تول لیا تھا (انکا پیشہ رعایت دبکریوں کا چرانا) ایسا تھا۔ کہ اس میں خود بخود نادانستہ سپاہیانہ چستی وچالاکی سختی کا برداشت کرنا۔ جفاکشی کی عادتیں داخل ہو جاتی تھیں بھیڑوں کے گلوں کی اور اونٹوں کی قطاروں کی نگہبانی اپنی عورتوں کے سپرد کرتے تھے۔ اور جو مردان کار ہوتے تھے وہ اپنے کسی امیر کے علم کے نیچے گھوڑوں پر سوار ہوکر میدان کارزار میں تیر چلانے برچھی اور تلوار مارنے کو طیار رہتے تھے انکو اپنی قدیمی آزادی ایسی دل پسند تھی کہ وہ اُسکا وظیفہ ہمیشہ پڑھا کرتے۔ اور اپنی اولاد کو یاد کرایا کرتے تھے۔ یہ دونوں باتیں انکی آزادیٔ مدام کی کفیل تھیں۔ انکی اولاد خوب سمجھے ہوئے تھی کہ ہماری اصالت اور نجابت کا ثبوت یہی ہے کہ ہم آزادی کو جو باپ دادا کے ارث میں پہنچی ہے قائم وثابت رکھیں اسلئے وہ اپنی آزادی کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اور سب متفق ہوکر دشمن کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑتے تھے۔

۸۰۰۰۰
جب ترکوں سے اُنکی آخری معرکہ آرائیاں ہوئیں ہیں تو اس میں مکہ کے ایک قافلہ کو اسی ہزار ترکوں نے حملہ کرکے غارت وتباہ کیا تھا۔ جب اہل عرب دشمنوں سے جنگ کیلئے آگے قدم بڑھاتے تھے تو فتح وظفر انکے آگے اور پیچھے بھی دست بستہ کھڑی رہتی تھی جب دشمنوں کے آگے سے پیچھے ہٹتے تھے تو اُسکے ہاتھ سے سلامت جانے کا یقین ساتھ ہوتا تھا۔ اُن کے تعاقب میں ظفرمند دشمن کی کچھ سعی کام نہ کرتی تھی۔ اُنکی رانوں کے تلے وہ خوش عناں تیز رفتار گھوڑے اور اونٹ ہوتے تھے کہ آٹھ دس روز میں چار پانچ سو میل انکو ایسا اڑا کر لیجاتے تھے۔ اور انکو ریگ سوزاں کے گوشوں میں اُتار دیتے تھے۔ کہ دشمن انکی گرد کو بھی نہ پہنچتا تھا۔ اگر وہ انکے پیچھے جاتا تو ادھر انکے پتہ لگانے میں حیران رہتا اُدھر پانی کی تلاش میں پیاسا مرتا۔ کھانے کو خاک نہ ملتا۔ پھر اسیر سفر کی درماندگی اسکو (دشمن کو) موت کا لقمہ بناتی اور اُنکو (عرب کو) آزاد کا آزاد رہنے دیتی۔ یہ بدوؤں کے ہتھیار اور ریگستان صرف اُنہیں کی آزادی کے پشت وپناہ

نہ تھے۔ بلکہ عرب شاداب یعنی ملک یمن کے دشمنوں کیلئے بھی سدراہ تھے جہاں کے باشندے دین کی رطوبت اور آب و ہوا کے باعث سے کمزور ہوجاتے تھے اور جنگ و پیکار سے برکنار رہتے تھے۔ اغسطوس قیصر روم نے جب یمن پر حملہ کیا تھا۔ تو اسکی فوج بری بیماری اور درماندگی سے تباہ ہوگئی۔ صرف فوج بحری کی امداد سے اُسے فتح کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک یہاں قائم ہوا۔ تو ملک یمن سلطنت فارس (ایران) کا ایک صوبہ تھا مگر پھر بھی حمیر خاندان کے سات شخص پہاڑوں میں حکمرانی کرتے تھے۔ خسرو شاہ ایران نے اپنی طرف سے جو حاکم یہاں بھیجا تھا۔ وہ اپنے ملکِ بعید اور اپنے بدنصیب آقا کو بھول گیا تھا۔

وہ مشرقی معرکہ آرائیوں میں جو نہایت عرصہ دراز تک قائم رہیں اپنی کسی مصلحت سے یا خود غرضی سے یا میلان طبع سے کسی فریق ہو کر لڑنے والوں کے ساتھ شریک و رفیق ہوگئے تھے۔ یہ عرب میدان جنگ میں نہایت تیزی چابکی و دلیری دلاوری سے کام دیتے تھے۔ مگر اپنی دوستی نیلام کرتے تھے۔ جس نے زیادہ قیمت دی اُس کے یار و مددگار ہوگئے۔ جیساکہ جنگ عظیم (۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک) میں ترکوں سے بغاوت کرکے انگریزوں سے مل گئے۔ اور اور غداری کا خوب مزا چکھ رہے ہیں۔ اُنکی وفاداری کا کچھ سر پاؤں نہ تھا۔ عداوت میں تلون تھا۔ ان خانہ بدوش قوموں کو چھیڑ کر بھڑکا دینا بہت آسان تھا۔ روزمرہ کی لڑائیوں سے وہ فارسیوں اور رومیوں کو کمزور جانتے اور حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔ مگر آجکل کے عرب تو اپنی قدیمی شجاعت کو بھول چکے ہیں اور انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالکر اُنکے غلام بن گئے ہیں بلکہ انکی فوجوں میں بھرتی ہو کر اُنکی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اہل عرب کی گھر میں آزادانہ زیست اور انکے خصائل و عادات

اگر ایک قوم کسی غیر قوم کی محکوم نہ ہو اور خود فرمانروا ہو۔ مگر اُسکو اپنے بھائیوں اور قوم کے ہاتھ سے جور و ستم اُٹھانے پڑیں۔ اور اپنے ہی بادشاہوں اور افسروں کے جور و جفا سہنے پڑیں۔ تو اُسکو اپنی آزادی پر ناز کرنا بیجا و نامناسب ہے وہ حقیقت میں آزاد نہیں ہے لیکن اہل عرب اس قسم کے آزاد نہ تھے بلکہ اُن کا ہر فرد خود سر و آزاد تھا۔ ہر عرب تمدنی اجتماع کے فائدوں سے کسی قدر بہرہ مند ہوتا تھا۔ اور طبیعت بشر میں جو قدرتی استحقاقِ آزادی رکھے گئے ہیں اُنکو وہ کبھی اپنے ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ جو خاندان اپنی قوم پر اخلاءِ کرتا یا دولتمند

ہوجاتا یا دین و مذہب کا حامی ہوجاتا وہ اپنے ہمسروں میں ممتاز و سرفراز ہوتا تھا۔ ایسے برگزیدہ خاندان سے امیر شیخ نسلاً بعد نسل منتخب ہوکر مقرر کیا جاتا تھا۔ اہل عرب کے ہاں امارت کے عہدۂ عظیم الشان میں دقتیں و پیچیدگیاں نہ تھیں۔ اس میں سیدھے سادے کام ہوتے تھے۔ اگرچہ امیر و شیخ ہونے کا قاعدہ غیر منضبط اور دوسروں کی مرضی پر منحصر تھا اور اسکا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ مگر یہ ضرور تھا۔ کہ امیر کے رشتہ داروں میں سے کوئی نہایت لائق متین متحمل عمر رسیدہ سنجیدہ شخص ایسا منتخب ہوتا تھا۔ کہ اسمیں یہ قابلیت ہوتی تھی کہ وہ اپنے صوابدید و رائے سے معاملات نزاع کو رفع کر دیتا تھا اور خود اپنی ذات میں ایسی صفات رکھتا تھا۔ کہ اوروں کو شجاعت و دلاوری کے کاموں پر ہمت بند ہوتا تھا۔ مردانگی کی راہ میں رہنما ہوتا تھا۔ اس قاعدہ کی پابندی یہاں تک کہ اگر کوئی عورت جری و عقیلہ ہوتی تھی۔ تو وہ عہدۂ امارت پر مقتدر ہوتی تھی چنانچہ زنوبیہ تدمر کے باشندوں پر ایک عورت صاحب فراست و شجاعت حکمران تھی جب عرب کے کئی قبیلے تھوڑے عرصہ کیلئے متفق ہوتے تھے۔ تو انکا اجتماع سپاہ کی صورت دکھاتا تھا۔ اگر اس اجتماع کا زیادہ جماؤ ہوتا تو وہ ایک قوم معلوم ہوتی تھی۔ جس امیر الامراء کے علم کے نیچے وہ جمع ہوتی تھی قوم کی نظروں میں وہ بادشاہ دکھائی دیتا تھا۔ وہ عزت شاہانہ کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔

اہل عرب ہمیشہ امیروں اور شیخوں کی حلیمانہ و مربیانہ حکومت کے عادی تھے۔ اگر انمیں سے کوئی اپنے اختیار و اقتدار کی حد سے پرے قدم رکھتا تھا۔ تو اسکو تنہا بے پناہ چھوڑ کر سب بھاگ جاتے تھے۔ پھر کبھی اسکے پاس بھی نہیں بھٹکتے تھے۔ یہی سزا امیر کو اپنی حد سے باہر قدم نکالنے کی ہوجاتی تھی۔ یہاں کے لوگ آزاد منش تھے۔ کوئی احاطہ ایسا بنا ہوا نہ تھا۔ کہ انکو گھیرے رکھتا۔ کوئی ایسی بھاری بیڑی اُنکے پاؤں میں نہ تھی کہ انکو بھاگنے نہ دیتی۔ صحرا کے فراخ میدان کے میدان اُنکی جولانیوں اور دوڑ کیلئے خالی پڑے تھے۔ جدھر دل میں آئی۔ منہ اُٹھایا چلے گئے

ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست۔ ہاں جو زنجیران وارستہ مزاجوں کو پابستہ کرتی تھی وہ آپس کا اخلاص با وفا اور بے ریا تھا۔ انکی آپس کی رضا و رغبت قبیلوں کو یکجا جمع کرتی تھی ورنہ کوئی اور بندش انکو ایک جگہ باندھکر نہیں رکھ سکتی تھی۔

یمن کے نرم دل باشندوں نے بادشاہ کی شان و شوکت کو تسلیم کرکے غاشیۂ اطاعت دوش پر رکھا۔ اور بادشاہ کی شان کے حامی دل و جان سے ہوگئے۔ اگر بادشاہ کا حال ایسا ہوجاتا کہ محل سے باہر نکلنے میں اُسکو جان کا خوف و خطرہ ہوتا تھا۔ تو سلطنت کے تمام مہمات عظیم و امورات

۳۱۸۹

دانکا ... اہم کا اختیار امرا و وزراء اور ارکین سلطنت کے ہاتھ میں آجاتا تھا۔ الیشیا میں سلطنت جمہوری نے اپنا رنگ مکہ و مدینہ میں جو ناف الیشیا میں ہے دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اور انکے خاندان کے اکابر اپنے ملک کے کاروبار اور غیر ملکوں کے معاملات میں گویا بادشاہ اختیار رکھتے تھے اور بادشاہ معلوم ہوتے تھے۔ مگر انکی حکومت دیانت ودانائی کے زور سے بھی انکے اختیارات ذوی القربیٰ میں وراثتاً تقسیم ہوتے تھے۔ چنانچہ عصائے شاہی بڑوں سے چھوٹوں میں قوم قریش میں مستقل ہوگیا تھا۔ قاعدہ ہے۔ کہ انسان اطاعت یا تو مجبوری سے اختیار کرتا ہے یا فہمائش سے جو ایسی فصاحت و بلاغت میں کہ غضب کی قدرت وشہرت حاصل کی تھی کہ اسکا ایک فصیح بیان اپنی قدرت تقریر سے ہزاروں کے دل تسخیر کر لیتا تھا وہ اکیلا ایک جماعت کثیر سے جو کام چاہتا کرا لیتا تھا۔ اُن کے کلام کی تاثیر عوام کی آزادی پر شہادت دیتی ہے۔ کہ انکے دلوں پر اطاعت کا اثر ہوتا تھا۔ ملکہ کلام کا۔ عرب کی آزادی اور یونان وروم کی آزادی میں بڑا فرق یہ ہے کہ عرب کی سلطنت جمہوری سیدھی سادھی تھی اور یونان وروم کی سلطنت جمہوری پیچ در پیچ تھی تصنع اور تکلف سے بھری ہوئی تھی۔ اُنمیں ہر رکن اختیارات ملکی ومالی کلیتہً رکھتا تھا۔ یہاں اپنی سیدھی سادھی حالت میں ساری قوم عرب آزاد تھی ہر شخص ان میں سے کسی آقا کی کمینہ اطاعت سے نفرت دلی رکھتا تھا۔ اسکا سینہ شجاعت وصبر وحلم واستقلال وہمت وجرأت کا مخزن تھا۔ اُسکی آزادی کا شوق خود بخود سکھاتا تھا۔ کہ وہ اپنے نفس کو اپنے بس میں رکھے اور اپنے اختیار کو سنبھالے رہے۔

عرب کے نزدیک مرجانا کوئی بات نہ تھی وہ اپنے ننگ و ناموس کے لئے جان کھونے کو طیار تھا۔ اور آزادی رکھنے کیلئے ساری تکالیف ومصائب اُٹھانیکو گوارہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ مرنے کا بھی خوف ایسے موقعوں پر نہیں کرتا تھا۔ اسکے بشرہ سے نہایت سنجیدگی علانیہ ہمیشہ ٹپکی پڑتی تھی۔ اُسکی گفتار اختصار ومتانت وفصاحت کے ساتھ آہستہ آہستہ ہوتی تھی۔ وہ کبھی اتفاق سے کسی بات پر خندہ کرتا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی داڑھی پر ایک انداز کے ساتھ ہاتھ پھیرتا تھا۔ داڑھی انسان کی جوانی اور مردی کی نشانی ہے۔ داڑھی پر ہاتھ پھیرنے میں یہ امر تھا۔ کہ وہ اپنی جوانی وبزرگی کو داڑھی سے بتلاتا ہے۔ اسی ریش ہی کے لحاظ سے وہ اپنے ہمسروں کے ساتھ طفلانہ سفلوں کی سی بات نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنے

بزرگوں سے باتیں کرنے میں کبھی نہیں جھجکتا تھا۔ اُن کے رُعب میں نہیں آتا تھا۔ زمانہ جاہلیت کی آزادی کا اثر اسلام کی ابتدار میں قائم رہا۔ خلفاء اولین نے اپنی رعایا کو بیباکانہ گفتگو سے نہیں روکا۔ انکے ساتھ وہ اسطرح باتیں کرتے تھے جیسے کہ آپس میں متعارف دوست بےتکلف باتیں کیا کرتے ہیں۔ نہ دینی امور کی ہدایت کرتے تھے۔ کوئی غرور و شان شاہانہ اپنی رعایا کو نہیں دکھاتے تھے۔ ہاں جب سلطنت اسلامیہ کا دارالسلطنت دریائے دجلہ کے کنارے پر بغداد میں منتقل ہوا۔ تو خلفاء عباسیہ نے ایران اور روم کے بادشاہوں کی تقلید کرکے اپنے درباروں کی شان و شوکت کو ایسا بنایا کہ جس سے بادشاہ کی نخوت عیاں ہو۔ ورنہ پہلے خلفاء کو ان باتوں کیطرف ذرا بھی خیال نہ تھا۔

اخلاقی | عرب کے آپس کے بغض و کینے و لڑائیاں

اقوام اور انسانوں کے حالات پر غور و خوض کرنے سے ہکو وہ وجوہ اور اسباب معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن سے کہ انہیں نفاق و وفاق پیدا ہوتا ہے۔ اور موانستِ انسانی میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ اور معاشرت بدلتی رہتی ہے۔ اہل عرب اور انسانوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ غیروں کے ساتھ نہ پیوند رکھتے تھے نہ رشتہ۔ اس سببسے یہ امران کی عادت میں داخل ہو گیا۔ کہ وہ دشمن اور اجنبی آدمی میں تمیز نہیں کرتے تھے۔ ان دونوں کے دیکھنے سے اُن کے دل میں ایسے تصور پیدا ہوتے تھے جو آپس میں ملتبس ہوتے تھے انہوں نے اپنی لوٹ مار اور غارتگری کے مباح ہونے کیلئے ایک مسئلہ مذہبی بنا رکھا تھا۔ جسپر انکا عمل و عقیدہ چلا جاتا تھا۔ کہ وہ حضرت اسمٰعیل ؑ کے گھر سے اپنی ماں ہاجرہ سمیت اپنی سوتیلی ماں حضرت سارہ کے رشک و حسد کے سببسے نکالے گئے تو انکو خداوند تبارک و تعالےٰ نے یہ ملک عرب کہ وادیٔ غیر ذی زرع ہے عنایت کیا اور اجازت دی کہ جو کچھ اس سے حاصل ہو سکے حاصل کرو پس اپنے تئیں اس کم پیداوار کی زمین ملنے کو اور اولاد حضرت اسحٰق اور اپنے نوع انسان کو زیادہ پیداوار کی زمین ملنے کو یہ سمجھتے تھے کہ ہم ناحق اپنی ارث سے محروم کئے گئے ہیں۔ اسلئے ہم جو اولاد اسحٰق یا غیروں کو لوٹتے ہیں تو اپنی وراثت کا حصہ لیتے ہیں کچھ دغابازی اور سینہ زوری نہیں کرتے۔ اسیوجہ سے وہ اپنی چوری کا نام چوری نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اسکو تحصیل ملکی کہتے تھے۔ جب کوئی عرب کسی آدمی کو لوٹتا تھا۔ تو یہ نہیں کہتا تھا کہ میں نے آج یہ لوٹا۔ بلکہ یہ کہیگا کہ میں نے یہ نفع کمایا۔ یہی سبب ہے کہ وہ غیروں کے لوٹنے میں دست درازی کرتے

تھے۔ مگر خود انکے سارے خیمے اور گھر کھلے پڑے رہتے تھے وہ کبھی آپسمیں ایکدوسرے کی چیز نہیں چرانے تھے۔

اہل عرب کو جیسے تجارت کی عادت تھی ایسے ہی چوری وغارتگری کیطرف رغبت تھی ریگستان میں جو قافلے چلتے تھے جب تک وہ فدیہ نہ دیتے تھے۔ بدوؤں کے ہاتھ سے بچتے تھے۔ وُہ اُن کو لوٹ لیتے تھے۔ حضرت ایوبؑ کے زمانہ سے اہل عرب کے ہمسائے ہمیشہ انکی غارتگری کے شکار رہے۔ اگر بدو دور سے دیکھتا کہ مسافر اکیلا چلا آتا ہے۔ تو وہ اسپر لپک کر جھپٹتا تھا۔ اور اُسکو ڈانٹ کر کہتا تھا کہ کپڑے اُتار کر رکھدے کہ تیری چچی (یعنی میری زوجہ) ننگی بیٹھی ہے۔ اگر مسافر نے چپ چاپ کان دبا کر کپڑے اتار کر رکھدیئے تو خیر گذری پھر اُسپر شفقت و مہربانی کی نظر ہے اگر مسافر نے اُسکے کہنے کو نہ سُنا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ رہزن مقابلہ ہوا۔ تو پھر یہاں کیا تھا۔ سینہ میں شعلہ غضب نے آگ لگادی۔ اور اپنی حفاظت نفس کیلئے مشروع طور پر اپنے خون کا کفارہ اس بیچارہ مسافر کی خونریزی کو سمجھنے لگا۔ ایک چور یا دو چور ملکر چوری کریں تو وہ چوروں کے نام سے بدنام ہونے تھے۔ لیکن اگر گروہوں کا مجمع چوری کرے تو وہ جائز سمجھا جاتا تھا۔ اور اسکا نام معززمشروع محاربہ رکھا جاتا تھا۔ پس آدمیوں کے طبائع یوں نوع بشر کی مخالفت پر کمربستہ ہوں اُن میں دو چند اشتعال کا اس سے پیدا ہوجاتی ہے کہ انتقام وقتل وغارتگری کی اجازت انکی اپنی قوم کیطرف سے بھی۔ فرنگستان کے نظم ونسق میں صلح وجنگ کا استحقاق صرف چند معزز فرمانرواؤں پر محصور ہوتا ہے۔ اور استحقاق کے موافق عمل کرنے کا اختیار نفس الامر میں اور کبھی کمتر فرمانرواؤں پر موقوف ہوتا ہے۔ مگر ملک عرب میں ہر عرب فرمانروا تھا جسکی خطا کی کوئی پرسش نہ تھی اپنے ہموطنوں کو چاہیئے جلا کر مار ڈالے۔ اور اپنے تئیں اس کام میں بے گناہ اور نامور جانتے۔ اتفاق تو تھی انہیں فقط زبان اور اطوار میں ایک پریشان طور پر تھا۔ ہر فرقہ میں ایک رئیس برائے نام حکومت رکھتا تھا۔ اسکو بہت اختیار واقتدار نہیں حاصل ہوتا تھا۔ تب معاملات ملکی میں نفاق پیدا ہوجاتا تھا۔ تو آپس میں سخت عداوت ہوجاتی تھی جو جھگڑے وفساد ختم بھی ہوجاتے تھے۔ انکا نظم ونثر میں پڑھا جانا متخاصمین کی اولاد کے باب میں کینہ وانتقام کی بجھی ہوئی آگ کو سُلگا دیتا تھا۔ ہر شخص اپنے امورات خانگی میں اور ہر ایک خاندان اپنے معاملات کے فیصلہ کرنے میں مُنصف یا منتقم ہوتا تھا۔ ہر فرد کو اپنے ننگ وناموس کا ایسا نازک خیال ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنی ہتک کو ایسا گرانبار جانتا تھا۔ کہ اپنے بھاری نقصان کو

اسکا پاسنگ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ عرب کے فسادوں میں یہ عزت کا خیال اپنا زہر اُگلا کرتا تھا۔ اُنکے عیش کو تلخ بنا دیتا تھا۔ اگر انکی عورتوں یا داڑھی کی نسبت کوئی گستاخی کا کلمہ کسی زبان سے ذرا بھی نکل گیا۔ تو وہ بہت چڑ جاتے تھے اگر ایک نے دوسرے کی نسبت تحقیر کا لفظ کہدیا یا اور کوئی حرکت بیہودہ اسکے ساتھ کر بیٹھا۔ تو اسکا عوض و انتقام تلوار سے ہی لیا جاتا تھا۔ وہ اپنے انتقام لینے میں استقلال اس صبر کے ساتھ کرتے تھے۔ کہ مہینوں اور برسوں کمین لگائے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ کہ کب موقع ہاتھ آئیگا۔ کہ انتقام لیکر اپنے دل کو ٹھنڈا کریں۔ ہر زمانہ کے وحشیوں میں یہ قاعدہ رہا ہے کہ قتل کے بدلے میں تاوان اور خونبہا لیتے تھے۔ عرب میں یہ دستور تھا۔ کہ مقتول کے وارث یا دیت لیں یا اپنے ہاتھ سے قاتل سے قصاص لیں اسکے سواء ایک عجیب صفائی اُنکے کینہ میں تھی کہ وہ قاتل کے سر لینے سے انکار کرتے تھے۔ اور اسکے عوض میں چاہتے تھے کہ قاتل جس قبیلہ کا ہو اسکے سب سے بڑے سردار کا سر اُٹھائیں تو ہماری ناموری ہے۔ کہ اپنے ادنی آدمی کے عوض میں دشمن کے اعلیٰ افسر کا سر اڑایا غرض وہ مجرم کے عوض ایک بے گناہ کا خون سر پر لیتے تھے۔ پس اگر قاتل کے گروہ میں اُنکا یہ نامی گرامی مارا گیا۔ تو پھر طرفین انتقام کے درپے ہوا۔ اسطرح دو آدمیوں کے لڑنے مرنے پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے۔ اُنکے ہاں کسی شخص کا خون ہو جانا ایک ایسا قرض تھا کہ جسکے اصل اور سود ہمیشہ جمع ہی ہوا کرتے تھے۔ اور کبھی ادا نہ ہوتے تھے۔ طرفین کے دلوں میں روز بروز کینہ و پرخاش بڑھتا جاتا تھا۔ دونوں کی زندگی خوف و خطر میں بسر ہوتی تھی۔ بعض اوقات نصف صدی گذر جاتی تھی۔ کہ اس انتقام کا حساب کتاب بیباق نہ ہوتا تھا۔

التوائے جنگ کی مہلت

عزت کے باب میں بعض مسائل اور قوانین اُنکے ہاں ایسے تھے۔ کہ ایسی خونخوار لڑائیوں میں بھی جو رحم و عفو سے معرا تھیں اعتدال پیدا کر دیتے تھے۔ ان مسائل کا منشا جو شائستہ تھا۔ یہ ہوتا تھا۔ کہ ہر خانہ جنگی میں طرفین عمر میں قوت میں تعداد میں ہتھیاروں میں درجہ مساوات رکھیں اسلئے ہر سال میں دو یا چار مہینے ایسے مقرر کر رکھے تھے کہ انکے اندر قتل ممنوع تھا۔ کہ نہ آپسمیں لڑنے کے لئے نہ غیروں سے جنگ کرنے کے واسطے تلواریں میان سے باہر کرنا چاہئیں۔ پس تھوڑے دنوں تک جنگ و پیکار سے باز رہنا۔ اُنکی جنگ و جدل کی عادتوں اور ملک کی بد نظمیوں کو خوب عیاں کرتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت کی لڑائیاں

روایت ہے کہ اس زمانہ میں سترہ ۱۷۰۰ سو لڑائیاں ہوئیں۔ کوئی بارہ ۱۲۰۰ سو بتلاتا ہے۔ ان بیباک بد بے قید عربوں کی معرکہ آرائیاں و خونریزیاں بڑی مشہور ہیں ان میں سے ہم دو نقل کرتے ہیں۔ ایک حرب بسوس دوسری حرب داحس۔ حرب بسوس بنی بکر اور بنی تغلب کے مابین ہوئی اسکا سبب یہ تھا۔ کہ کلیب ایک بڑا مشہور امیر عرب تھا۔ اس نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ میرے چراگاہ میں کوئی اونٹ نہ چرنے پائے۔ قوم جرم کا ایک شخص جساس کی پھوپھی بسوس نامی کے پاس اترا تھا۔ اسکے ناقہ کا نام سراب تھا۔ وہ چرتے ہوئے کلیب کی چراگاہ میں چلی گئی۔ کلیب نے اُسپر تیر چلائے۔ اور پھر اسکے تھن کاٹ لئے۔ یہ اونٹنی لہو لہان اپنے مالک کے پاس بڑبڑاتی ہوئی آئی۔ بسوس نے اُسکو لہو میں لتھڑا ہوا دیکھا۔ وہ اسکو پیار کرنے لگی۔ اور کہنے لگی ہائے افسوس کیا میرے مہمان کو تکلیف ہوئی۔ جساس نے جو اپنی پھوپھی کو غمگین پایا۔ اور تمام قوم کو جمع کر کے کلیب کو جا گھیرا وہ اپنے احاطہ میں پھر رہا تھا۔ کہ جساس نے اسکے نیزہ مارا کہ وہ مرگیا۔ بس اتنی بات پر آتش جنگ برسوں تک مشتعل رہی۔ جس کے شراروں میں ستر ہزار جانیں خاکستر ہوئیں۔ حالی

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی
صدی جسمیں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جسنے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک انکی جہالت کا تھا وہ

جنگ داحس کا حال یہ ہے۔ کہ قیس عرب کا امیر تھا۔ اسکے پاس دو گھوڑے داحس اور غبرا نامی تھے۔ حذیفہ بن بدر کے گھوڑوں کے ساتھ دوڑ ہوئی۔ دو دو سو شتروں کی شرط بدی گئی حذیفہ نے پہلے سے ایک آدمی اُن گھوڑوں کی راہ میں بٹھا دیا تھا۔ اور اس سے کہدیا تھا۔ کہ اگر قیس کا گھوڑا داحس میرے گھوڑے سے آگے نکل جائے تو اسکو روک دینا۔ اسنے روکا مگر وہ نہ رکا تو اُس نے اسکی تھوتھنی میں ایک ضرب شدید لگائی جس سے وہ رک گیا۔ مگر دوسرا گھوڑا غبرا نہ رکا۔ اور حذیفہ کے گھوڑوں سے آگے نکل گیا۔ قیس بازی جیت گیا۔ مگر حذیفہ اسپر جھگڑا کرنے لگا۔ کہ دوبارہ پھر گھوڑوں کو دوڑاؤ اس بات پر بنی قیس اور بنی بدر میں کینہ پیدا ہوا چالیس ۴۰ برس تک خونریزی کا ہنگامہ برپا رہا۔ قبیلے کے قبیلے کٹ گئے۔ ہزارہا تن بے سر ہوگئے۔ یہ جنگ ضرب المثل ہے۔ غرض ایسی ہی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ حالی۔

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا | لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا | یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں | یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان واقعات کیطرف یوں اشارہ کیا ہے۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ط

اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو۔ جب تم ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

آپس کی خونریزی کو یہ حکم بھیجکر بند کیا۔

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ط

اور جو مسلمان کو دیدہ دانستہ قتل کریگا تو اسکی سزا دوزخ ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسپر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور اسپر خدا کی پھٹکار پڑیگی اور اللہ نے اسکے لئے بڑا سخت عذاب تیار کیا ہے۔

اہل عرب کی معاشرت و تمدن اور انکا علم

گو اہل عرب لوٹ مار میں نہایت سخت اور آپس میں انتقام لینے میں درشت تھے مگر تجارت اور علم ادب کی ملائم تاثیروں نے اُنکی درشتی اور سختی میں اعتدال پیدا کر دیا تھا۔ ملک عرب ایک جزیرہ نما ہے۔ اسکے گرد قدیم زمانہ کی نہایت مہذب قومیں آباد تھیں۔ تاجر ہمیشہ سے انسان کا خیر خواہ چلا آتا ہے۔ چنانچہ ان مہذب قوموں کے قافلے وہاں ہر سال جاتے تھے اور علم و اخلاق کے بیج عرب کے شہروں میں کیا بلکہ بیابان کے خیموں میں بوئے جاتے تھے اہل عرب کا نسب خواہ کچھ ہی ہو مگر انکی ابتدائی زبان کا درخت عبرانی۔ شامی۔ خالدیہ کی زبانوں کی گٹھلی سے پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ عرب کی طبیعت کی آزادی اور خودسری نے ایک ہی زبان کے قواعد کا پابند نہیں رکھا۔ انکے قبیلوں کی زبانوں میں کچھ نہ کچھ فرق رہا۔ مگر ہر ایک قوم اپنی گفتار خاص کے بعد ملک کے خالص اور فصیح زبان کو ترجیح دیتی تھی۔ عرب میں اور نیز یونان میں فصاحت زبان کا کمال بہ نسبت اطوار کی تہذیب و شائستگی کے بہت بڑھا ہوا تھا۔ علم نے قوم کے حافظہ میں لغت کی وہ بڑی کتاب ودیعت کی تھی جسکے اندر شہد کے ۸۰ اسّی مختلف نام۔ سانپ کے ۲۰۰ دوسو۔ شیر کے ۵۰۰ پانچسو۔ تلوار کے ۱۰۰۰ ہزار نام تھے۔

یمن میں حمیر کا خاندان سلطنت کرتا تھا۔ انکی عمارتوں میں کتابے خط مسند میں کندہ

ہوئے ہیں۔ مگر یہ خط ایسا متروک الاستعمال ہوگیا ہے۔ کہ اب اسکو کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ مگر خط کوفی جس سے خط نسخ نکلا ہے۔ دریائے فرات کے کناروں پر ایجاد ہوا تھا۔ اور اس نو ایجاد خط کی تعلیم ایک شخص نے اہل مکہ کو دی تھی۔ اہل عرب کو فصاحت کلام کی استعداد خداداد تھی۔ وہ صرف و نحو عروض قوافی بدیع بیان معانی کے علوم سے محض ناآشنا تھے۔ فصاحت انکا جوہر ذاتی تھا۔ کہ اشراف خاندانوں کے بچے لطیف زبان طوطی ہزار داستان کیطرح اپنے ساتھ لیکر پیدا ہوئے تھے۔ سنکر سخن میں انکی طبیعت نہایت رسا اور صائب خیالات میں وسعت فہم مستحکم ذہن نکتہ سنج۔ انکے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ جب وہ اپنی رجز خوانی پر آتے تو ہزاروں سامعین کے دلوں کو اپنے بس میں کر لیتے تھے۔ جدہر چاہتے تھے پھیر لیتے تھے۔ وہ اپنی فصاحت سے شجاعت کو جوش و خروش میں لاتے کہ مخالفوں کے جی چھوٹ جاتے۔ جب اپنے کشتوں کی لاش پر نوحہ خوانی کرتے تو سننے والوں کے آنسو نکل پڑتے وہ علم الانساب۔ علم الانوار۔ علم التواریخ۔ علم تعبیر رؤیا سیکھتے تھے۔

جب کوئی ہونہار شاعر اپنی قابلیت کو دکھاتا۔ تو اسکی خود قوم و دیگر اقوام اسکی ستائش میں سرگرم ہوتیں کہ دور دور اسکی شہرت ہو جاتی۔ اسکی دعوت کا سامان کیا جاتا تھا۔ جسمیں عورتیں ڈھولک بجاتیں۔ اور بڑی دھوم دھام مچاتیں اور اپنی آوازوں کے سُروں کو ملاکر اپنے بیٹوں اور خاوندوں کے سامنے یہ گاتیں کہ ہماری قوم کیا خوش اقبال ہے۔ کہ اس میں یہ ایک نوجوان بہادر پیدا ہوا ہے جو ہمارے تمام حقوق کی حمایت کریگا۔ اور ہمارا نقیب ہے کہ اپنی آواز سے ہماری نیکنامی کا آوازہ بلند کریگا۔ اور ہمارے نام کو شہرۂ عام اور بقائے دوام بخشیگا۔ جبل عرفات کے پیچھے مکہ کے پاس عکاظ ایک مقام تھا۔ جسمیں ہر سال میلہ ہوا کرتا تھا۔ صدہا کوس سے لوگ اسمیں آتے تھے۔ اور ان اقوام کے آدمی بھی آتے تھے جو آپسمیں دشمنی رکھتے تھے۔ یہ میلہ گویا ایک اجتماع قومی تھا۔ جس سے ان وحشی قوموں میں موانست پیدا ہوتی تھی۔ اور تہذیب پھیلتی تھی۔ وحشی صحرائیوں میں اس مل بیٹھنے سے انسانیت آئی تھی۔ تیس روز تک یہ میلہ رہتا تھا۔ اسمیں فقط ہزاروں کا لین دین اور انگوروں ہی کا مبادلہ نہیں ہوتا تھا بلکہ زیادہ تر فصاحت و شاعری کا بازار گرم ہوتا تھا۔ اس بازار میں تمام اسبابوں میں جوہر سخن کے برابر کوئی چیز قیمتی نہیں رکھتی تھی۔ صرافان جوہر سخن اسمیں جمع ہوتے تھے۔ سخن کے کھوٹے کھرے کو پرکھتے تھے۔ ایک میدان میں سب جمع ہوکر خوش اسلوبی کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔

ایک شاعر کھڑا ہوتا تھا۔ اور اپنے شعر ازبر پڑھتا تھا۔ شاعر اپنی طبع آزمائیاں کرتے تھے ایک دوسرے پر سبقت لیجانے میں سعی کرتے تھے۔ اپنی برتری کی دلیلیں پیش کرتے تھے اسپر جھگڑا کرنے کو بھی طیار ہوتے تھے۔ پس جو کوئی اس میدان میں سبقت لیجاتا۔ اسکی تحسین و آفرین کا آوازہ بلند ہو جاتا تھا۔ اسکے قصائد یا عبارت نثر صاحب بارۃ اور شاہزادے امیرزادے تبرک کیطرح لیجاتے تھے۔ اونٹوں و بکریوں کی جھلیوں پر اریشمی کپڑوں پر سنہری حرفوں میں لکھکر کعبہ کی دیواروں پر آویزاں کرتے تھے انکو مذہبہ یا معلقہ کہتے تھے۔ چنانچہ سبعہ معلقہ انہیں سے ابتک موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ سوائے ان سات کے کوئی اور معلقہ باقی نہیں رہا۔ ان اشعار میں شجاعت۔ دل کی اُمنگیں۔ خونریزی۔ شرافت نسب۔ رفاقت باوفا۔ سخاوت فرحت مقام۔ دریاؤں کی روانی۔ جنگلوں کی ویرانی۔ پہاڑوں کی وحشت ناکی جنگلوں کی سرسبزی۔ حیوانات کی خوبی۔ اونٹ گھوڑوں کی تعریف۔ عشق معشوق کی تعریف۔ ہجر کی اُداسی۔ وصل کی مسرت۔ اور اس قسم کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ شعر اخلاق کے معلم اور اپنے زمانہ کے مؤرخ تھے۔ وہ عرب کی خوبیوں اور نیکیوں کا اعزاز دلوں میں دلنشیں کرتے تھے۔

سخاوت

سخاوت و شجاعت میں ایسا پیوند ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس رشتہ بندی ہی پر انکے اشعار کا مدار تھا۔ سب سے زیادہ بھی مضمون دلپسند تھا۔ سخاوت مہمان نوازی۔ بہادری۔ شجاعت سے انکا تمام کلام مرصع ہے۔ گو بدیع و معانی و بیان سے معرا ہے۔ جب وہ کسی مبتذل قوم کی ہجو کرکے خاکہ اڑاتے تھے۔ تو اسکو بطور طعن سے یہ بھی کہتے تھے کہ مردوں کو دینا اور عورتوں کو انکار کرنا نہیں آتا۔ وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوان نوال اہل عرب کے خیموں میں نظر آتا تھا۔ وہی تندخو بدو جو بیابان میں کسی شخص کی جان کا خواہاں ہوتا۔ اگر وہ بغیر حجت اسکی بات پر اعتماد کرکے اسکے خیمہ میں آجاتا تھا۔ پھر اس سے معانقہ کرتا تھا۔ محبت کے ساتھ اسکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ مہمان بناتا تھا وہ اپنی دولت و افلاس میں شریک حال کرتا تھا۔ وہ بقدر اسکی حاجت کے اپنے گھر میں رکھتا تھا۔ پھر اسکا شکریہ ادا کرتا تھا۔ دعائیں دیکر رخصت کرتا تھا۔ کبھی اسکے ساتھ کوئی عطیہ بھی کردیتا تھا۔ سخاوت ان میں ایسی تھی کہ محتاج بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ وہ دست اور دل کشادہ رکھتے تھے۔ شجاعت کا حال یہ تھا کہ اسکے ساتھ کوئی شرط حزم و احتیاط و تجربہ کی نہیں لگاتے تھے۔ کہ جس سے اسکا احاطہ تنگ ہو جائے انکے بہادرانہ کام مدح و ستائش تمام کے قابل جب ہی شمار ہوتے تھے کہ وہ اس تنگ احاطہ سے باہر

ہوتے تھے۔ اہل عرب کی ساری خوبیوں کا حال اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ حاتم طائی کے فضائل میں دیکھ لے۔ اس سخی کا نام ایسا ہے کہ اسکو جاہل سے لیکر عالم تک ہندوستان کے سب لوگ جانتے ہیں۔ وہ قبیلۂ بنی طے کا سردار تھا۔ وہ اہل عرب کی تمام نیکیوں کا آئینہ تھا۔ جوانمرد۔ بہادر۔ فیاض۔ دریا دل۔ شاعر فصیح بیان۔ جنگ و پیکار میں کامگار و کامران۔ مہمان نواز ایسا کہ چالیس اونٹ جسکے ہاں دعوت میں قربان ہوتے تھے۔ ایکدفعہ اسنے اپنے جانی دشمن کی منت سماجت کرنے پر اسکے تمام مال ومتاع وقیدی وغلام واپس کر دیئے ۔ ۶۰۵ء میں اُس نے وفات پائی۔ عرب کی آزادی کا اقتضا، قوانین عدالت کی پابندی سے انکو نفرت دلاتا تھا ان میں جو جبلی عادت۔ سخاوت۔ شجاعت۔ رحم تھا۔ وہ اس سے مستفید ہوتے تھے۔ اُسیکو وہ وہ اپنا فخر اور جوہر ذاتی سمجھتے تھے۔ قوانین و آئین کی پابندی سے جو خوبیاں پیدا ہوتی ہیں وہ انکے نزدیک ذلیل وحقیر تھیں۔

اوپر کے بیان کا خلاصہ

بدّوں کے دل سخی اور قلب جری۔ انکے لغت فصیح۔ زبان بلیغ۔ نسب صحیح۔ حسب شریف۔ اُنکی زبان سے کلام ایسا رواں نکلتا تھا۔ جیسے تیر کمان سے۔ وہ دلوں پر اثر کرتا تھا۔ نسیم بہار اور آب شیریں سے زیادہ لطف دیتا تھا۔ وہ بھوکوں کو مصیبت میں کھانا کھلاتے تھے۔ میدانِ جنگ میں زبردستوں سے لڑنے مرنے کو طیار رہتے تھے۔ یہ اُنکو کب گوارہ تھا کہ کوئی غیر اُنکا دل دُکھائے اور اپنا تابع بنائے۔ اور انکی عزت کا خواہاں ہو۔ وہ اپنے ہمسائے کے ایسے حامی ہوتے تھے۔ کہ اسکو تکلیف نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ گھر کی عورتوں پر کسی کی نظر بد نہیں پڑنے دیتے تھے۔ امیروں شریفوں کو ذلیل نہیں ہونے دیتے تھے۔

عرب کی قدیمی بُت پرستی

اہل عرب میں جو اجرام فلکی یعنی چاند سورج ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ وہ صابئین کہلاتے تھے۔ عبرانی زبان میں صاب کے معنی ستارہ کے ہیں۔ یہ اجرام فلکی کی پرستش انسان کے توہمی مذہب کا اختراع اول ہے یہ مذہب اور مذاہب باطل میں زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ان اجرام فلکی کا نور جو ساری زمین و آسمان پر چمکتا ہے وہ ذات الٰہی کے نور کی تصویر آنکھوں کے سامنے رکھدیتا ہے۔ اُنکی تعداد اور ابعاد (دُوری) حکیم وجاہل دونوں کی نظر میں ایک وسعت غیر متناہی کا تصور باندھ دیتے ہیں۔ اِن نورانی مجسم کردں میں کبھی زوال و تنزل کے

آثار نمایاں نہیں ہوتے اسلئے انکا ازلی و ابدی ہونا اُنکی ذات ہی سے خود عیاں ہوتا ہے۔ انکی حرکتیں ایسے انضباط و قواعد کے ساتھ ہوتی ہیں کہ اُن میں حرکت آزادی اور عقل انسانی وحیوانی کے موجود ہونے کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تاثیراتِ کواکب خواہ وہ خیالی ہوں یا اصلی ہوں اعتقاد باطل کی تقویت اس امر کی کرتے ہیں۔ کہ وہ زمین کے باشندوں کی خبر گیری اور اُنکے کاموں کا انتظام و انصرام کرتی ہیں۔ علم ہیئات کی بنا ر بابل میں پڑی۔ مگر اس علم میں اہل عرب کی استادی انکی صفائی مطلع آسمانی اور بیابانوں کی کف دستی نے پیدا کی۔ انکے راتوں کے سفروں میں یہ ستارے ہی راہنمائی کرتے تھے۔ بدّوؤں کو انکے نام اور ترتیب اور منازل معلوم تھے اور انکا تفحص اور تجسس اُنکی عادات میں داخل تھا۔ انہوں نے اپنے تجربہ و مشاہدہ سے دورِ قمر کو اٹھائیس ۲۸ منازل میں تقسیم کیا تھا۔ اور ان ستاروں کے اقترانوں کو نہایت سعد (خوش نصیبی) سمجھتے تھے۔ کہ جنہیں بارش ہوتی تھی۔ اور اُنکی خشک لب زمین کی پیاس بجھتی تھی۔ یہ تاثیرات اجرام فلکی تو جسمانی تھیں۔ وہ صرف مادیات میں محسوس ہوتی تھیں۔ یہ ستارہ پرست انواء منازل ستاروں اور منجمیں کا بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ انکے سب کام انواء (ستارے) پر مقرر تھے۔ وہ کوئی حرکت و جنبش ہی نکرتے جبتلک نوء (ستارہ) کے موافق نہ ہوتی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اب کی دفعہ فلانی نوء کے سبب سے ہمارے ملک میں مینہ برسا۔ (یہ سب شرک و کفر ہے)

اُنکے مذہب میں روحانی مسائل کی بھی ضرورت تھی۔ سو وہ تناسخ ارواح اور حشرات اجسام کے قائل تھے۔ مُردہ کی قبر پر ایک اونٹ باندھ دیتے تھے کہ وہ دوسرے جنم میں اُسکی خدمت کرے۔ مُردوں کی روحوں کی حاضرات کیجاتی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بقائے روح کے قائل تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے۔ کہ اسکو علم ہوتا ہے۔ اور وہ قدرت رکھتی ہے بالتفصیل یہ بتلانا نہایت مشکل کام ہے کہ اُنکے دیوتا کون کون سے تھے۔ اور کن کن مقاموں سے مختص تھے۔ کون کون سے کواکب کی وہ پرستش کرتے تھے۔ عناصر کی عبادت کیونکر کرتے تھے۔ انکی تذکیر و تانیث کیونکر مانتے تھے۔ یعنی کیونکر دیوتا اور دیبی مقرر کرتے تھے انکے کیا خطاب و القاب تھے۔ کیا کیا اُنکے صفات بیان کئے جاتے تھے۔ ان میں سے چند مشہور باتیں لکھتے ہیں کہ اہل عرب میں ہر فرقہ و قبیلہ اور خود مختار جنگباز اپنی رسوم عبادت اور من مانے معبود کو جب چاہتا بدل ڈالتا تھا۔ مگر ہاں کل قوم کا اسمیں اتفاق تھا۔ کہ مکہ کو تیر تھ کی جگہ مانے۔ اُسکو کبھی نہ گرائے۔ اس کے بتوں کے آگے ہمیشہ سر جھکائے۔ اور وہاں

کی زبان کی عظمت کا اعتقاد رکھے۔ شہرستانی اپنی کتاب ملل والنحل میں کہتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کے کئی فرقے تھے ایک فریق خدائے تعالیٰ کا بالکل منکر تھا۔ اُسکا یہ مقولہ تھا کہ ہر شے اپنی طبیعت سے زندہ ہو جاتی ہے۔ اور دہر یا زمانہ اسکو مار ڈالتا ہے۔ اور پھر وہ زندہ ہوتی ہے۔ دوسرا فریق خالق کا اقرار کرتا تھا۔ مگر مرکر پھر زندہ ہونے سے انکار کرتا تھا۔ ایک فریق بتوں کو پوجتا تھا۔ اور ہر قبیلہ کے ساتھ ایک ایک بت مخصوص تھا۔ اور وہ ایک جگہ قائم تھا۔ ہُبل سب بتوں میں معزز و معظم بُت تھا۔ وہ کعبہ میں تھا۔ اور آساف نائلہ صفا و مروہ میں۔ لات قبیلۂ ثقیف کا طائف میں۔ قریش اور بنی کنانہ کا بُت عزیٰ تھا۔ اوس و خزرج کا مناۃ۔ بعض فرشتوں کو سجدہ کرتے تھے اور بعض جنوں کو پوجتے تھے۔

قریش مکہ کی آبادی و بہبودی میں کوشش کرتے تھے۔ تجارت کا انتظام کرتے تھے بنی ہاشم کا خاندان بڑا نامی اور بزرگ تھا۔ وہ کعبہ کا متولی تھا۔ ہر سال کے آخر مہینہ میں وہاں لوگ حج (حج کے معنی قصد کے ہیں اور سال کے بھی ہیں۔ اسواسطے خواہ اس خیال سے کہ وہاں آنے سے قصد عبادت کا ہوتا تھا یا سال بسال وہاں مجمع ہوتا تھا اس سفر کا نام حج ہو گیا) کو آتے تھے۔ ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا بُت جدا خانہ کعبہ میں رکھا تھا۔ اسلئے خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت تھے جسمیں بعض آدمیوں کے بعض ہُما کے بعض شیر کے اور بعض ہرن وغیرہ کی شکل کے تھے۔ ان سب میں ہُبل ممتاز تھا۔ وہ سرخ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ وہ اہل شام کی صنعت کی یادگار تھی۔ وحشیانہ زمانہ میں اہل عرب ایک ٹکڑا پتھر پوجنے کیلئے رکھ لیتے تھے یا کسی چٹان میں بتوں اور قربانگاہ کو بنا لیتے تھے۔

قربانیاں رسوم عبادات اور دختر کشی

دنیا میں جاپان سے لیکر پیرو تک قربانیوں کا عام رواج ہے قربانی کرنے والے اپنے دیوتاؤں کی پرستش اور بندگی اسمیں سمجھتے ہیں کہ جو چیز انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہو اُسکو ذبح کرکے قربان کر ڈالیں انسان کو سب سے زیادہ عزیز اپنی جان ہے۔ وہ بھی انپر قربان کرنا بڑی عبادت سمجھی جاتی ہے۔ بعض بتخانے ایسے ہیں کہ انپر انسانوں کی قربانیاں ہوئی ہیں۔ یہ رسم عرب میں بھی بہت مدت تک جاری رہی کہ ایک لڑکے کی قربانی کعبہ میں بتوں پر چڑھاتے تھے۔ باپ کا اپنے بیٹے کو قربانی کرنے کیلئے ہاتھ پکڑ کر بتخانہ میں لیجانا عجب مذہبی جوش اور دیوانگی کی مثال ہے یہ کام وہی کرتے تھے کہ بڑے بہادر اور جری اور معزز و متبرک ہوتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے بھی یہ منت مانی تھی کہ میں اپنے بیٹے کو قربان کرونگا مگر آنحضرت صلعم کے والد پیدا ہوئے تو انہوں نے اس قربانی کے عوض کفارہ میں اونٹ دیئے۔

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کو بھی مثل یہود سؤر کے گوشت کھانے سے پرہیز تھا۔ اولاد کا ختنہ بھی کرلتے تھے ماں و بیٹی سے نکاح نہیں کرتے تھے۔ اور سگی بیٹیوں سے بیاہ کرنیکو بُرا جانتے تھے۔ جو شخص اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلیتا تھا۔ اُسکو بہت ہی بُرا جانتے تھے۔ افلاس کے سبب سے رسم دخترکشی رائج تھی۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نو مسلم عرب سے کہا مجھکو تم اپنے زمانہ جاہلیت کا کوئی واقعہ سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا میں تجارت کرنے غیر ملک گیا ہوا تھا کہ میرے پیچھے میرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی۔ چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی۔ اسواسطے میری بیوی کو اس سے محبت ہوگئی۔ اور اس اندیشہ سے کہ جب میں واپس آؤنگا تو اسکو زندہ درگور کردونگا وہ اسکو میری نظروں سے چھپا دیا کرتی تھی۔ بدقسمتی سے ایک روز میری نظر اس خوبصورت لڑکی پر پڑگئی میں نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ لڑکی بہت خوبصورت ہے کس کی ہے اُسنے آبدیدہ ہوکر جواب دیا یہ بدنصیب لڑکی تمہاری ہے میں نے اُس لڑکی کا ہاتھ پکڑلیا۔ اور جنگل میں لے گیا گڑھا کھود کر اسکو اسمیں ڈالا تو وہ معصومانہ لہجہ میں کہتی ہے ابا جان میں نے کیا قصور کیا ہے کہ مجھکو زندہ دفن کررہے ہو لیکن میں اسپر مٹی ڈالتا جاتا حتی کہ اُس کو دبا دیا قرآن مجید نے اسکی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ

اور جب انمیں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیجائے تو مارے رنج کے اسکا منہ کالا ہوجاتا ہے اور زہر کے سے گھونٹ پیکر رہجائے۔ لوگوں سے بیٹی کی عار کے مارے جسکے پیدا ہونے کی اُسکو خوشخبری دی گئی ہے چھپا چھپا پھرے اور دل میں منصوبے سوچے کہ آیا اس ذلت پر بیٹی کو لئے رہے یا اسکو مٹی میں گاڑ دے۔

ملک عرب میں صابئین

عرب آزاد ملک تھا۔ ہمسایہ سلطنتوں میں فتوحات اور ظلم کے سبب سے ہل چل پڑی تھی۔ تو ستم رسیدہ اور جفا دیدہ لوگ یہاں چلے آئے تھے۔ اس یقین پر کہ یہاں عرب میں ہمکو آزادی رہیگی ہم جو چاہیں گے اپنے خیالات رکھینگے صابئین یہودیوں عیسائیوں اور مجوسیوں کا مذہب خلیج فارس سے بحر احمر تک بالکل خارج ہوچکا تھا بہت قدیم زمانہ میں صابئین مذہب خالدیہ والوں کے نجومیوں کے علم سے اور عصریہ والوں کی تلوار سے ایشیا میں پھیلا تھا۔ بابل کے نجومیوں اور پیرو مرشدوں نے ہزار برس کے عرصہ میں اپنے مشاہدات اور تجربوں سے انتظام و تدبیرات الٰہی اور فطرت کے قوانین ابدیہ دریافت کئے تھے وہ سات دیوتاؤں اور فرشتوں کی عبادت کرتے تھے۔ ان دیوتاؤں کو کہتے تھے کہ وہ سبعہ سیاروں کو اپنے

مدار میں چلاتے ہیں۔ وہ زمین پر اپنا اثر ایسا کرتے ہیں کہ جسکا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا سبعہ سیارہ کی صفات کو اور بارہ برجوں اور چوبیس اشکال شمالی وجنوبی کو تصاویر سے تعبیر کرکے اُن کا نام طلسمات اور ہیکل رکھا تھا۔ صابئین دن میں تین دفعہ نماز پڑھتے تھے حیرہ میں ایک ہیکل قمری تھی وہاں حج کو جاتے تھے۔ انکا مذہب ایسا لچکدار تھا کہ کچھ آپ سیکھتا تھا اور کچھ اوروں کو سکھاتا تھا۔ طوفان نوحؑ کے ماننے میں وہ اپنے قیدی یہودیوں کا سا مذہب رکھتے تھے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ اور حضرت یونسؑ کے مصحف کو مانتے تھے۔ جنکو وہ مخفی رکھتے تھے۔ بصرہ کے عیسائیوں کے عقائد کی چاشنی بھی اپنے دہریہ پن میں ملائی تھی۔ بابل کی قربانگاہیں مجوسیوں نے تہ و بالا کردی تھیں جو نقصان صابئین کو اُنکے ہاتھ سے پہنچے تھے اسکا عوض سکندر نے خوب لیا تھا۔ ایران پانچسو برس تک غیر قوموں کی حکومت کے جوئے کو اٹھاتا رہا۔ اور واویلا کرتا رہا۔ خالص زردشت کے مذہب والے بت پرستی کی وبا سے بچکر آزادانہ زیست بسر کرنے کیلئے عرب میں چلے گئے تھے۔

یہودی

آنحضرتؐ کی ولادت سے سات سو برس پہلے یہودیوں نے عرب میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ طیطوس اور ہیڈرین کی لڑائیوں کے سبب ارض مقدس سے بہت سے یہودی ملک عرب میں جا بسے تھے۔ یہ جفاکش جلاوطن آزادی اور اقتدار کے خواہشمند تھے۔ انہوں نے اپنے معابد۔ اور شہر اور قلعے جنگلوں میں بنائے تھے اور قومیں جو یہودی ہو گئی تھیں وہ بنی اسرائیل کے ساتھ خلط ملط ہو گئیں انہیں ختنہ کی ظاہری نشانی ایک ہی تھی۔

عیسائی

عیسائی اپنے کام میں مستعد اور نہایت کامیاب تھے کیتھولک مذہب کی حکمرانی تھی جن عیسائی گروہوں کو انہوں نے دبایا تھا وہ رومیوں کی سلطنت کی حد سے پرے نکل گئے تھے۔ انکی انجیل اور عقائد رومن کیتھولک کے سے نہ تھے انہوں نے یمن میں اپنے کلب قائم کئے اور آزاد ہو گئے۔

غرض یوں عرب جو اپنے مذہب میں آزاد تھا اسکے ساتھ یہ یہودی عیسائی مجوسی اور صابئین بھی شریک ہو گئے یہ اجنبی قومیں جو یہاں آکر آباد ہوئیں اب سبکے فاضلوں کا اس مسئلہ پر اتفاق تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے زمین وآسمان سب اسکے محکوم ہیں اُسنے انسانوں میں اپنا الہام بذریعہ فرشتوں اور پیغمبروں کے بھیجا ہے اور اُسنے اپنے فضل و کرم اور عدل سے معجزات خرق عادات کو فطرت کیا ہے۔ عرب کے مہذب خاص لوگ خدا کو ایک مانتے تھے مگر اُسکی عبادت میں بڑی غفلت کرتے تھے بتوں کے پوجا کی عادت بد انکو تھی۔ گو اسکا اعتقاد نہ بھی ہو اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے عہد

عتیق و عہد جدید عربی زبان میں ترجمہ ہو گئے تھے۔ انجیل طفولیت جو آجکل عیسائی مذہب سے خارج سمجھی جاتی ہے۔ اسکا رواج تھا۔ اہل عرب یہودیوں کو اپنی قوم کا اب (باپ) سمجھتے تھے وہ حضرت اسمٰعیل کی ولادت اور انکے وعدوں کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم کے مذہب کا ادب و تعظیم کرتے تھے اپنے تئیں اور یہودیوں کو ایک باپ کی اولاد جانتے تھے راہب اُن کاہنوں سے اعتقاد رکھتے تھے۔

معلوم نہیں کہ کس زمانہ سے سارا جزیرۂ عرب و مکہ سچی روحانی کیفیات سے محض نا آشنا تھا۔ یہودیت و نصرانیت و فلسفہ کا اثر ملک عرب پر ایسا اوپری اوپری حقیقت ناپائدار تھا۔ جیسے کہ کسی آب ایستادہ پر لہروں کا اثر ہوتا ہے کہ وہ اُسکی سطح بالا کو تو متحرک کرتی ہیں مگر تہ میں انکا کچھ اثر نہیں ہوتا وہ بیحس و حرکت رہتی ہیں۔ کل عرب توہماتِ باطلہ میں گرفتار بدکاری میں ڈوبا ہوا خدائے کارساز پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ غیر مرئی ارواح کے توہماتِ باطلہ پر ایمان الٰہی کی رضا و مرضی پر دل و جان سے فدا انکی ناخوشی سے ہراساں نہ قیامت کا نہ اعمال کی سزا و جزا کا قائل۔ غرض جب ملک عرب کی یہ حالت تھی تو حالی سہ

یکا یک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت	بڑھا جانبِ بو قبیس ابر رحمت	ادا خاکِ بطحا کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت	ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا	دعائے خلیل و نویدِ مسیحا

حضور کا شجرۂ نسب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جا ملتا ہے صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ (حضرت ہاجرہ) کو بیت الحرام کے پاس زمزم سے اوپر ایک بڑے درخت کے پاس چھوڑ گئے اس وقت حضرت اسمٰعیل اپنی والدہ ماجدہ کے گود میں دودھ پی رہے تھے۔ اسوقت وہاں نہ آبادی تھی اور نہ پانی تھا۔ حضرت ابراہیم نے ان دونکے پاس ایک تھیلی رکھدی جسمیں کھجوریں تھیں اور ایک مشک رکھدی جسمیں پانی تھا پھر حضرت ابراہیم اُٹھکر چلے آئے اور ماں بچہ کو تنہا چھوڑ دیا حضرت ہاجرہ نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ غرض کیا آپ ہمکو اس وادی میں جسمیں نہ کوئی انیس ہے اور نہ کوئی چیز ملتی ہے تنہا چھوڑ چلے۔ حضرت ہاجرہ نے کئی دفعہ یہ کلمات دہرائے مگر حضرت ابراہیم نے نہ مڑکر دیکھا اور نہ کوئی جواب دیا۔ بالآخر حضرت ہاجرہ نے عرض کیا کیا خدا نے آپکو اسکا حکم دیا ہے حضرت ابراہیم نے جواب دیا ہاں، حضرت ہاجرہ نے فرمایا پھر کوئی فکر نہیں خدا ہمکو بچائے گا اللہ اکبر اس خاتون کا کیا پکا ایمان تھا۔ مترجم

یہ کہکر واپس چلی آئیں اور حضرت ابراہیمؑ آگے کیطرف نکل گئے جب ثنیہ کے پاس پہنچے تو بیت اللہ کیطرف (اسوقت بیت اللہ نہیں تھا بعد میں انہی باپ بیٹوں نے بنایا) رُخ کر کے خدا سے یہ دعا مانگی۔

رَبِّ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ

اے میرے پروردگار میں نے تیرے معزز گھر خانہ کعبہ کے پاس اس بیابان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں اپنی کچھ اولاد لاکر بسائی ہے تاکہ اے ہمارے پروردگار یہ لوگ یہاں نمازیں پڑھیں تو ایسا کر لوگوں کے دل انکی طرف مائل ہوں اور دوسرے ملکوں کی پیداوار سے انکو روزی دے تاکہ یہ تیرا شکر کریں۔

حضرت ہاجرہ حضرت اسمٰعیلؑ کو دودھ پلاتی جاتیں اور اس مشک سے پانی پیتی جاتیں حتیٰ کہ مشک کا پانی ختم ہوگیا خود بھی پیاسی ہوں اور بچہ بھی پیاسا ہوا بچہ کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں چلیں اور پیچھے مڑ کر بچہ کو دیکھتی جاتیں صفا پہاڑ بہت قریب نظر آیا اسپر چڑھکر وادی کیطرف منہ کر کے دیکھا کہ شاید کوئی متنفس نظر آئے۔ لیکن کوئی شخص نظر نہ آیا پھر صفا سے نیچے اتر آئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دوپٹہ اوٹھا کر تیز رفتار مروہ کیطرف دوڑنا شروع کیا حتیٰ کہ وادی سے گذر گئیں اور مروہ پہاڑ پر پہنچیں یہاں بھی چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی شخص نظر نہ آیا پھر اس پہاڑ سے نیچے اتر آئیں۔ اور اسی طرح دامن اُٹھا کر دوڑنا شروع کیا حتیٰ کہ صفا و مروہ کے درمیان اسیطرح سات دفعہ دوڑ لگائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بیت اللہ میں حج کے موسم پر جو سات دفعہ ان دو پہاڑوں کے درمیان دوڑ لگائی جاتی ہے یہ اسی دوڑ کی یادگار ہے۔ آخری دفعہ جب مروہ پر چڑھیں۔ تو ایک آواز سنی آواز سے خطاب کر کے کہا اگر تیرے پاس کوئی مدد ہے تو میں تجھسے مدد کی طالب ہوں۔ اچانک ایک فرشتہ دیکھا کہ اپنے پر زمزم کے مقام پر مار رہا ہے حتےٰ کہ پانی نکل آیا حضرت ہاجرہ نے اپنے ہاتھ سے پانی کو ایک دائرہ میں لے لیا اور حوض بنا دیا اور پانی ہے کہ لمحہ بہ لمحہ جوش مار رہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ پانی کو اسکی حالت پر چھوڑ دیتیں حوض نہ بناتیں تو یہ زمزم آج بڑا لمبا چشمہ ہوتا حضرت ہاجرہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور بچہ کو دودھ پلایا فرشتہ نے ان سے کہا آپ کچھ فکر نہ کریں آپ یہاں ہلاک نہیں ہوتیں یہاں اللہ کا گھر ہے جسکو یہ بچہ اور انکا باپ دونوں ملکر بنائینگے۔ خدا اس بچہ کی اولاد کو ضائع نہیں کریگا۔ اُس وقت بیت اللہ شریف ایک مرتفع پشتہ تھا۔ پانی کے سلاب اُس سے

ٹکراکر دائیں بائیں پھیل جاتے تھے یہ صورتِ حالات اسیطرح رہی کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں سے گذرا۔ کداء کے راستہ سے وہ آئے تھے وہ مکہ معظمہ کے زیریں حصہ میں فروکش ہوئے انہوں نے ایک پرندہ اُڑتا ہوا دیکھا انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر اُڑ رہا ہے ہمکو اس وادی میں پانی ضرور ملیگا۔ انہوں نے اپنے دو آدمی پانی کی تلاش میں بھیجے وہ زمزم پر پہنچ گئے۔ اور پھر جاکر اپنے قافلہ کو حالات سے مطلع کیا سارا قافلہ چلا آیا۔ اور حضرت ہاجرہ پانی کی نگہبانی کر رہی تھیں انہوں نے خاتون سے عرض کیا۔ اگر اجازت ہو تو ہم یہاں اتر جائیں حضرت ہاجرہ نے فرمایا تمکو یہاں اُترنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس پانی پر میری ملکیت ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ہمیں منظور ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اب حضرت ہاجرہ کی انسیت والفت کا سامان پیدا ہو گیا۔ یہ قافلہ یہاں اُتر گیا اور پیچھے سے اپنے رشتہ داروں کو بھی بُلوا لیا۔ اسطرح یہاں چند گھر بن گئے اس قافلے کی زبان عربی تھی حضرت اسمٰعیل ؑ نے انہی میں پرورش پائی۔ اور عربی سیکھ گئے (حضرت ابراہیم ؑ کی پیدائش بابل کی ہے اور انکی مادری زبان عبرانی تھی) جب حضرت اسمٰعیل ؑ جوان ہو گئے تو بہت خوبصورت نکلے قبیلہ جرہم نے اپنی ایک لڑکی سے شادی کر دی حضرت ہاجرہ انتقال فرما گئیں حضرت اسمٰعیل ؑ کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم ؑ تشریف لائے اس وقت حضرت اسمٰعیل ؑ گھر میں تشریف فرما نہ تھے حضرت اسمٰعیل ؑ کی بیوی سے پوچھا انہوں نے کہا ہمارے لئے شکار تلاش کرنے گئے ہیں اسکے بعد حضرت ابراہیم ؑ نے اس خاتون سے معاش اور گذران زندگی کے متعلق دریافت کیا حضرت اسمٰعیل ؑ کی بیوی نے جواب دیا ہم بُری حالت میں ہیں اور تنگی سے زندگی بسر کر رہے ہیں حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں تو انکو میرا سلام پہنچانا اور کہنا تمہارے والد کا حکم ہے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل لو۔ جب حضرت اسمٰعیل ؑ تشریف لائے تو محسوس کیا کہ انکے پیچھے مکان میں کوئی شخص آیا تھا۔ بیوی سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا۔ کہا ہاں ایک بڑے میاں آئے تھے انہوں نے تمہارے متعلق دریافت کیا میں نے انکو باخبر کیا پھر پوچھا کیسے بسر ہوتی ہے میں نے کہا بُری طرح سے حضرت اسمٰعیل ؑ نے کہا پھر انہوں نے کوئی حکم دیا کہا ہاں یہ کہا کہ میرا سلام پہنچانا اور کہنا اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو حضرت اسمٰعیل ؑ نے فرمایا یہ میرے والد ماجد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمکو جدا کر دوں تمکو طلاق ہے اپنے گھر جاؤ۔ اسکے بعد حضرت اسمٰعیل ؑ نے اور شادی کر لی کچھ عرصہ کے بعد پھر حضرت ابراہیم ؑ تشریف لائے اس دفعہ بھی حضرت اسمٰعیل ؑ گھر سے غائب تھے گھر میں گھسے اور انکی بیوی سے حالات پوچھے انہوں نے عرض کیا باہر

تشریف لیگئے ہیں ہمارے لئے کچھ رزق تلاش کرنے فرمایا تمہاری کیسے گذر ہوتی ہے۔ بیوی نے عرض کیا الحمدللہ ہم اچھی حالت میں ہیں خدا کا شکر ہے فرمایا کیا کھاتے ہو عرض کیا گوشت فرمایا کیا پیتے ہو عرض کیا پانی فرمایا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ ط یا اللہ انکے گوشت اور پانی میں برکت دے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت وہاں غلہ نہیں تھا اگر یہ بھی ہوتا تو حضرت ابراہیم ؑ اسکے لئے بھی دعا خیر مانگتے حضرت ابراہیم ؑ نے حضرت اسمعیل ؑ کی بیوی سے پوچھا کہاں گئے ہیں عرض کیا شکار کرنے اس مبارک خاتون نے عرض کیا آپ یہاں ٹھہریئے کھانا کھائیے اور پانی پیجئے۔ فرمایا نہیں میں چلتا ہوں جب وہ آئیں تو انکو میرا سلام پہونچانا اور حکم دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ رہنے دو۔ جب حضرت اسمعیل ؑ تشریف لائے تو بیوی سے پوچھا کوئی صاحب تشریف لائے تھے عرض کیا جی ہاں ایک بہت اچھی صورت والے بزرگ تشریف لائے تھے بڑے نیک آدمی تھے۔ انہوں نے آپ کے متعلق دریافت کیا میں نے پورے حالات سے باخبر کیا۔ پھر دریافت فرمایا تمہارا معاش زندگی کیا ہے میں نے عرض کیا الحمدللہ بہت اچھی طرح سے گذر ہوتی ہے۔ کہا انہوں نے تمکو کوئی حکم دیا عرض کیا جی ہاں فرمایا انکو میرا سلام کہنا اور حکم دینا کہ اپنے دروازہ کی یہ چوکھٹ رہنے دو مت بدلو۔ فرمایا یہ میرے والد ماجد تھے۔ تم میرے دروازہ کی چوکھٹ ہو حکم دے گئے ہیں کہ میں تمکو رہنے دوں (طلاق نہ دوں) کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم ؑ پھر وارد ہوئے اس وقت حضرت اسمعیل ؑ زمزم کے قریب بڑے درخت کے نیچے اپنا تیر ٹھیک کر رہے تھے جب والد ماجد کو دیکھا تو تعظیم کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بہت محبت سے پیش آئے فرمایا اسمعیل خدا نے مجھے ایک حکم دیا ہے حضرت اسمعیل نے عرض کیا تو پھر اسکو بجا لائیے فرمایا تم میری مدد کروگے عرض کیا میں آپکی مدد کرونگا فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا کہ اس بلند ٹیلہ پر اسکا گھر بناؤں اسکے بعد دیواریں کھڑی کرنا شروع کردیں حضرت ابراہیم ؑ بناتے اور حضرت اسمعیل ؑ پتھر اٹھا کر لاتے جب بناء مرتفع ہوگئی اسمٰعیل ؑ یہ حجر اسود لائے اسکو نیچے رکھا۔ حضرت ابراہیم ؑ اسپر کھڑے ہوکر عمارت بناتے اور حضرت اسمٰعیل ؑ پتھر اٹھا کر دیتے جاتے دونوں اپنی زبان سے کہتے۔ (صحیح بخاری)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اے ہمارے رب ہم سے یہ قبول فرما بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے

الغرض! حضور کا نسب شریف یہ ہے۔ ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

ابن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور عدنان حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں (ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۱۲)

ولادت شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم بہار دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سلسہ عام الفیل مکہ معظمہ میں بعد از طلوع صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب دنیا میں ظہور پذیر ہوئے۔ والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔ جس وقت آپ کو حمل ٹھہرا تو ایک تیز روشنی پیدا ہوئی۔ جسمیں آمنہ نے بُصریٰ (دمشق کے علاقہ میں واقع ہے) کے عظیم الشان محل دیکھے (ابن ہشام صفحہ ۸۶)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام کیوں تجویز کیا گیا

آپکی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد عبداللہ نے انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ دادا عبدالمطلب آپکی پیدائش کی خبر سُنتے ہی گھر میں تشریف لائے اور اُسی وقت آپکو کعبۃ اللہ میں لے گئے اللہ کی درگاہ میں نہایت زاری سے دعا کی۔ اور پھر واپس پلٹے ساتویں روز قربانی کی اور تمام قریش کو مدعو کیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ جناب نے فرزند ارجمند کا اسم گرامی کیا تجویز کیا ہے۔ فرمایا محمد انہوں نے عرض کیا جناب نے خاندان کے مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں تجویز کیا فرمایا میری خواہش ہے کہ میرا بچہ دنیا بھر کی تعریفوں کا مستحق قرار پائے (محمد کے معنے ہیں تعریف کیا گیا) (ابو الفداء صفحہ ۱۱۰)

سلطنتِ ایران کی تباہی

آپ کی پیدائش کے دن کسریٰ کا عظیم الشان محل ہل گیا۔ اسکے چودہ ۱۴ کنگرے گر پڑے۔ بحیرہ ساوہ (رے اور ہمدان کا مشہور دریا رے اور ہمدان کے مابین نوے ۹۰ میل کا فاصلہ ہے) خشک ہوگیا۔ ایران میں مجوسیوں کی سب سے بڑی آتش کدہ کی آگ بجھ گئی حالانکہ اس سے قبل ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی۔ حکومت ایران کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ بڑے بڑے اونٹ عربی گھوڑے لیجا رہے ہیں اونٹوں نے دریائے دجلہ عبور کر لیا ہے اور تمام سلطنتِ ایرانی پر حاوی ہوگئے ہیں

شاہِ ایران بستر سے گھبرا اُٹھا۔ اور علی الصباح قاضی کو طلب کیا۔ اسنے جواب دیا عرب میں کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے سطیح (اُس وقت کے ایک بہت بڑے فاضل) نے تشریح کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول عربی پیدا ہوئے ہیں۔ انکی فوجیں عالمگیر فتوحات حاصل کرینگی چودہ کنگروں کے گرنے کے معنے یہ ہیں کہ آج سے صرف چودہ بادشاہ ایرانی حکومت کے تخت پر بیٹھ سکینگے چودہویں بادشاہ کے عہد میں اسلامی فوجیں تمام ایرانی سلطنت پر قابض ہوجائینگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور صرف چار برس میں دس ایرانی بادشاہ تخت پر بیٹھ سکے۔

(ابوالفداء صفحہ ۱۱۱۔ جلد اول)

تربیت

شہر کی نسبت گاؤں کی آب و ہوا صحت افزا ہوتی ہے اور دیہاتی نسبتاً زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں دستور تھا۔ کہ گاؤں کی غریب عورتیں شہر سے شریف گھرانوں کے بچے دودھ پلانے اور انکو اعلےٰ تربیت دینے کے لئے اپنے گاؤں میں لیجایا کرتی تھیں۔ اور دو برس کے بعد بچوں کو واپس کردیا کرتی تھیں۔ تربیت کے معاوضہ میں شریف گھرانوں سے اُن کو بہت کچھ ملتا تھا۔

قبیلہ بنی سعد کی مشہور خاتون حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا یہاں فرماتی ہیں کہ ہم دستور کے مطابق مکہ معظمہ میں بچے حاصل کرنے گئے میری تمام سہیلیوں کو بچے ملگئے مجھکو کوئی بچہ نہ ملا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یتیم سمجھکر کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ اسلئے کہ بچوں کی مائیں تربیت کا کوئی معاوضہ نہیں دیتی تھیں۔ بچوں کے باپ معاوضہ میں بہت کچھ دیا کرتے تھے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والد پہلے ہی انتقال کرچکے تھے۔ جب شہر سے مجھکو کوئی بچہ نہیں ملا تو مجھکو بہت ملال ہوا کہ میری سہیلیاں بچے ساتھ لیجائیں اور میں خالی ہاتھ جاؤں۔ بالآخر مجبور ہوکر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اٹھا لیا۔ میری سہیلیوں نے مجھکو تسکین دی کہ تم اس یتیم بچہ کو ضرور ساتھ لیچلو۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ خلاصہ کلام ہم گاؤں کیطرف چل پڑے۔ میری سہیلیاں گدھوں پر سوار تھیں اور میں ایک گدھی پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری گود میں تھے۔ اللہ کی شان میری گدھی کی رفتار زیادہ تیز تھی۔ سہیلیوں نے کہا حلیمہ ذرا آہستہ چلو آتے وقت تمہاری گدھی اتنی تیز رفتار نہیں تھی۔ چلتے وقت اسکی رفتار کیوں اتنی تیز ہوگئی میں نے جواب دیا میں خود حیران ہوں۔ سہیلیوں نے کہا۔ آخر کوئی بات ضرور ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوب دودھ پیا۔ اور جلد جلدی بڑھنے لگے۔ ابھی دو برس

کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ خوب موٹے تازے ہو گئے۔ مجھکو اُن سے محبت ہو گئی اور میں انکو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ قاعدہ کے مطابق دو برس کے بعد انکو آمنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام) کے پاس لائی انہوں نے مجھسے بچہ لینا چاہا میںنے اُن سے کہا مجھکو اندیشہ ہے کہ مکہ کی آب و ہوا انکی صحت کیلئے مضر ہو گی ابھی تم اسکو میرے پاس رہنے دو انہوں نے نہ مانا۔ بالآخر میںنے جب زیادہ اصرار کیا تو مان گئیں اور میں بچہ کو لیکر واپس گاؤں چلی آئی (ابو الفدا صفحہ ۱۱۳ جلد اول ابن ہشام صفحہ ۸۹)

آپ کا پیٹ چاک کیا گیا

ایک روز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ دفعتہً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور کو گرا کر انکا پیٹ چاک کیا۔ اور دل سے خون کا ایک لوتھڑا نکالکر حضور سے فرمایا "تمہارے دل میں یہ ٹکڑا شیطان کا حصہ تھا" یہ فرما کر وہ ٹکڑا پھینکدیا اور سونے کے ایک بڑے طبق میں آب زمزم سے آپکا دل دھویا پھر اسکو اسی جگہ رکھکر پیٹ کو سی دیا۔ یہ دیکھکر آپکا رضاعی بھائی عبد اللہ اور گاؤں کے لڑکے دوڑے ہوئے آپکی والدہ حلیمہ رضؓ کے پاس آئے "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے" یہ سنکر آپکی رضاعی والدہ اور والد حضرت حرثؓ دوڑے ہوئے آئے۔ آپ کھڑے تھے چہرہ متغیر تھا حضرت حلیمہ نے آپکو گلے سے لگایا "بیٹا کیا ہوا تھا" فرمایا "دو شخص میرے پاس آئے اور مجھکو زمین پر گرا کر میرا پیٹ پھاڑا اور اسمیں سے کوئی چیز نکالکر پیٹ صاف کر کے اُسی طرح سی دیا۔ اور چلے گئے" آپ کے رضاعی والد حضرت حرثؓ نے حضرت حلیمہؓ سے فرمایا "تم انکو اسی وقت آمنہ کے پاس چھوڑ آؤ" حضرت حلیمہؓ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ معظمہ لے گئیں۔ آمنہ حضرت حلیمہؓ کی غیر معمولی آمد دیکھکر حیرت میں رہگئیں۔ پوچھا "کیا ہوا تم تو ایک لمحہ کیلئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علیحدہ نہیں کرنا چاہتی تھیں یا آج دفعتہً انکو واپس لے آئیں" انہوں نے جوابدیا "میںنے اپنا فرض پورا کر دیا اور بچہ بڑا ہو گیا ہے۔ اب انکو میرے پاس رہنے کی ضرورت نہیں" آمنہ نے کہا "سچ سچ بتاؤ آخر کیا واقعہ ہے" حضرت حلیمہ رضؓ نے کہا۔ "شیطان انکو کسی طرح کا نقصان پہنچا سکتا ہے" انہوں نے کہا "ہر گز نہیں شیطان کو ان کے پاس آنے کی جرأت ہی نہیں میرا بچہ دنیا میں نامور ہونے والا ہے" حضور کے رضاعی بہن بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ عبد اللہ[1]۔ انیسہ[2] حذامہ[3] (شیما)۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضرت حلیمہؓ آپکی خدمت میں حاضر

ہوئیں حضور سے فرمایا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم بھوکے مر رہے ہیں حضور نے حضرت خدیجہ رضؓ سے سفارش کی اُنہوں نے حضرت حلیمہ رضؓ کو چالیس بکریاں دیں۔

نبوت کے بعد حضرت حلیمہ رضؓ اور حضرت حرث حضور کے پاس آ گئے اور اسلام قبول کیا۔

(ابو الفداء صفحہ ۱۱۳ جلد اول)

دادا اور والدہ کا انتقال

آپ کے دادا عبد المطلب آمنہ کے ساتھ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ننھیال سے ملنے ابوار (مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) تشریف لے گئے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس وقت چھ برس کے تھے آپکی والدہ آمنہ نے یہیں انتقال کیا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ دو برس کے بعد دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا عبد المطلب کی بیٹی اُمیمہ نے اپنے والد کے مرثیہ میں ایک نظم کہی جس کے ابتدائی شعر یہ ہیں۔

الا ھلک الراعی العشیرۃ ذو الفقد	افسوس آج خاندان کا محافظ، حاجیوں کیلئے پانی کی سبیلیں لگانے
وساقی الحجیج والمحامی عن المجد	والا، خاندانی شرافت کی حفاظت کرنے والا، غریب مہمانوں
ومن یؤلف الضیف الغریب بیوتہ	کو آرام پہونچانے والا دنیا سے چل بسا۔ (ابن ہشام صفحہ ۹۳)

دادا کی وصیت

مرتے وقت ابو طالب (محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا) کو وصیت کر گئے تھے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاص خیال رکھنا کیونکہ یہ میرا پوتا دنیا میں نامور ہونے والا ہے۔

(ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۱۳۔ ابن ہشام صفحہ ۹۳)

حضرت خدیجہ رضؓ

محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاندان کا نام قریش ہے اس خاندان کے کل افراد تاجر تھے اس وقت قریش کی ایک معزز اور شریف خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خاندان میں سب سے زیادہ مالدار تھیں۔ پہلا خاوند انتقال فرما چکے تھے۔ قریش کے معزز افراد نے انکے پاس شادی کے پیغام بھیجے۔ اور بڑے بڑے شرفا نے انکسے شادی کرنے کیلئے کثیر قیمتیں خرچ کیں مگر کیسکو

کامیابی حاصل نہ ہوئی اور حضرت خدیجہ رضؓ نے سب کے پیغام مسترد کر دیئے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) فطرتاً نیک سیرت اور خلیق واقع ہوئے تھے۔ ہمہ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ اپنے نیک افعال اور صالح اعمال کیوجہ سے قوم میں ناموری حاصل کر لی تھی۔ اسقدر امانتدار تھے کہ ہر شخص ادباً آپکو امین امین کہکر پکارتا تھا۔ کسیکو آپکا نام لینے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپکی امانت اور صدق بیانی کی شہرۃ سنکر حضرت خدیجہ رضؓ نے درخواست دی کہ آپ میرا مال تجارت لیکر ملک شام میں جائیں۔ دوسرے تاجروں کی نسبت آپکو معاوضہ زیادہ دوں گی" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منظور فرمایا اور اس معزز خاتون کا مال تجارت لیکر ملک شام میں تشریف لیگئے۔ حضرت خدیجہ رضؓ کے غلام حضرت میسرہ رضؓ ہمرکاب تھے۔ سخت گرمیوں کا موسم تھا۔ تمام سفر میں دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے رہے۔ اللہ نے تجارت میں بہت زیادہ نفع دیا۔ بخیر و عافیت مکہ واپس تشریف لائے حضرت میسرہ رضؓ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف بیان کی اور راستے کے تمام واقعات گوش گذار کیئے۔ یہ سُنکر حضرت خدیجہ رضؓ بہت خوش ہوئیں۔ اور آپ سے شادی کی درخواست کی آپنے منظور فرمائی حضرت حمزہ رضؓ (حضور کے چچا) اور حضرت خدیجہ رضؓ کے والد ماجد خویلد کے سامنے نکاح پڑھا گیا۔ جہیز میں بیسؓ اونٹنیاں دی گئیں آپ کی عمر پچیس ۲۵ اور حضرت خدیجہ رضؓ کی عمر چالیس سال تھی مرحوم ابراہیم کے سوا کل اولاد حضرت خدیجہ رضؓ سے ہوئی حضور کے کل بیٹے اور بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔

طاہرؓ۔ طیبؓ۔ قاسمؓ انکے ساتھ آپکی کنیت تھی۔ یعنی آپکو ابو القاسم کہا جاتا تھا۔ عبد اللہؓ یہ سب سے چھوٹے تھے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں یہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے و بعض مؤرخ کہتے ہیں طیبؓ و طاہر حضور کے صاحبزادوں کا نام نہیں ہے یہ دونوں الفاظ حضرت عبد اللہ رضؓ کے القاب ہیں بیٹیوں کے نام حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت فاطمہ رضؓ پہلی تین بیٹیاں حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں انتقال کر گئی تھیں۔ صرف حضرت فاطمہ رضؓ آپ کے بعد چھ ۶ ماہ تک زندہ رہیں یہ کل اولاد حضرت خدیجہ رضؓ سے ہے۔

حضرت ابراہیم رضؓ آپ کی لونڈی ماریہؓ قبطیہ سے ۸ھ میں پیدا ہوئے آپکے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضؓ نے حضرت ابراہیم رضؓ کی پیدائش کی خبر دی حضور نے انکو ایک غلام انعام میں دیا۔ حضرت ابراہیم رضؓ دودھ پیتے پیتے انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

(ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۱۴۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۹۷۔ زاد المعاد صفحہ ۲۶ جلد اول)

منہیات سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اعظم و خاتم النبیین بنایا تھا۔ اسواسطے اسنے آپکو ابتداء عمر سے نبوت و لعبثت تک ہر طرح کے منہیات افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ اور گناہوں کے ارتکاب سے بچایا۔ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ آپ فطرتاً نیک سیرۃ اور جملہ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مینے عمر بھر کوئی گناہ نہیں کیا صرف دو دفعہ ایک گناہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اسکے ارتکاب سے بھی خدا تعالےٰ نے بچایا بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میرا ہم عمر قریش کا ایک لڑکا بھی میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایکدن میں نے اس سے کہا یار اگر آج شب تم میری بکریوں کی حفاظت کا ذمہ لو تو میں بھی شہر کی چہل پہل سے محظوظ ہو جاؤں اسنے کہا ضرور حفاظت کرونگا شوق سے آج شب کو شہر کی چہل پہل میں حصہ لو رات کو میں شہر کیطرف چل کھڑا ہوا۔ ابھی شہر میں قدم ہی رکھا تھا کہ ایک مکان سے ناچ گانے کی آواز سنائی دی طبلہ پر کھاپ پڑ رہی تھی الغرض ایک لطف آ رہا تھا۔ میں ٹھہر گیا اور اس میں شریک ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے جوابدیا۔ فلاں شخص کی شادی ہے میں اس تقریب سے لطف اندوز ہونے کے لئے بیٹھ گیا۔ میرا بیٹھنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کان بند کر دیئے میری آنکھ لگ گئی رات بھر سویا رہا مجھکو مطلق علم نہیں کہ یار لوگوں نے اس محفل میں کیا لطف اٹھائے دھوپ کی تیزی سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں اپنے دوست چرواہے کے پاس گیا۔ اُس سے واقعہ بیان کیا۔ دوسرے دن پھر شہر کی چہل پہل میں حصہ لینے کی نیت سے نکلا آج بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور کل کیطرح رات بھر سوتا ہی رہا۔ اسکے بعد پھر مینے کبھی ارتکاب گناہ کا ارادہ ہی نہیں کیا اور عمر بھر لذاتِ دنیا سے متمتع نہ ہوا (طبری صفحہ ۱۹۶ جلد ۲)

آپنے ایک خونریز جنگ کو کسطرح ٹال دیا

حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اپنے لڑکے حضرت اسمٰعیلؑ کی معیت میں کعبۃ اللہ کی بناء ڈالی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تک عرب کی مختلف قومیں اسکی حفاظت کرتی رہیں۔ ابراہیمی دین متغیر کر دیا گیا۔ نئی نئی بدعتیں جاری ہو گئیں۔ کعبۃ اللہ میں

تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت رکھدیئے گئے علانیہ اسکی بیحرمتی کی گئی دن دہاڑے اسمیں زنا کیا جاتا اُسکا خزانہ چُرایا گیا۔ اسکی عمارت بہت پرانی شکستہ اور نیچی تھی قریش چاہتے تھے از سر نو اسکی تعمیر کا ارادہ کیا مگر کعبۃ اللہ میں ایک بڑا بھاری اژدہا ہر وقت منہ کھولے کھڑا رہتا تھا۔ قریش اس سے بہت خوفزدہ تھے اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ بھیجا جو چونچ سے اُسکو اٹھا کر لیگیا اژدہے کے غائب ہو جانے سے قریش بہت خوش ہوئے اور عمارت گرانا شروع کی اللہ کی شان اُس وقت سمندر میں ایک بڑا بھاری طوفان آیا ہوا تھا۔ اس طغیانی میں مغرب کے کسی تاجر کا لکڑیوں سے بھرا ہوا ایک جہاز جدہ کی بندرگاہ میں آگھسا۔ قریش کیلئے یہ غیبی امداد تھی انہوں نے اس جہاز کی تمام لکڑی اُتار کر عمارت میں لگادی تعمیر میں قریش کا ہر قبیلہ شریک تھا اور سب نے آپسمیں تقسیم عمل کر لیا تھا جس وقت عمارت تکمیل تک پہنچ گئی اور حجر اسود رکھنے کا وقت آیا اور اُن میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلہ حجر اسود کو اسکی جگہ رکھنے پر مُصر تھا۔ تلواریں کھچ گئیں۔ اور خونریز جنگ کیلئے تیار ہو گئے جوش کا یہ عالم تھا کہ خون سے بھری ہوئی ایک لگن درمیان میں رکھی گئی اور ہر قبیلہ کے سردار نے آخر تک لڑنے کا حلف اُٹھایا اور خون سے اپنا ہاتھ بھرا۔ پانچ روز تک یہ صورت رہی۔ ابو امیہ بن مغیرہ ان میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا اسنے کہا۔ اختلاف روکنے کے لئے کسی شخص کو اپنا حکم بناؤ سب سے پہلے جو شخص حرم کے دروازہ سے اندر آئے اسکو اپنا حکم تجویز کرو۔ قریش کے ہر قبیلہ نے اسپر اتفاق کیا خدا کا حکم جو شخص سب سے پہلے حرم کے دروازے داخل ہوا۔ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اُنکو دیکھکر سب نے بلند آواز سے کہا ھذا الامین قد رضینا بہ (یہ امین آگیا ہم اسکے فیصلہ پر راضی ہیں) قریش نے آپکو نیک اعمال کیوجہ سے امین کا قومی خطاب عنایت کیا تھا۔ آپنے ایک بڑی چادر بچھائی اور حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر بیچ میں رکھدیا حکمدیا قریش کا ہر قبیلہ چادر کے کونے کو اُٹھانے میں شریک ہو چادر اُٹھائی گئی اور آپنے اپنے ہاتھ سے چادر سے حجر اسود اُٹھا کر اسکی جگہ رکھدیا اُس وقت آپ کی عمر پینتیس ۳۵ سال کی تھی (ابن ہشام صفحہ ۱۰۲ ۔ طبری صفحہ ۲۰۰ جلد ۲ ۔ ابو الفدا صفحہ ۱۱۴ جلد اول)

بعثت و نبوت کا آغاز

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرتاً نیک سیرت واقع ہوئے تھے۔ لہو و لعب اور دنیا کے فضول کاموں سے اجتناب کرتے تھے۔ تمام لوگوں کی نشست و برخاست

سے الگ رہتے مکہ سے باہر تین میل کے فاصلہ پر کوہ حرا واقع ہے آپ اسکے غار میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے یہ غار چار گز لمبا اور پورے دو گز چوڑا تھا گھر سے زاد راہ لیکر کئی کئی راتیں اسمیں بیٹھکر عبادت میں مصروف رہتے نبوت سے پہلے آپکو سچے خواب نظر آنے لگے۔ جس راستہ سے گذرتے درخت پتھر آپ سے خطاب کر کے کہتے "اللہ کے رسول السلام علیکم" ایکروز آپ غار حرا میں عبادت کر رہے تھے کہ دفعتہً بروز دوشنبہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے فرمایا "پڑھو" آپ نے جواب دیا "میں کیا پڑھوں" یہ جواب سُن کر حضرت جبریل ؑ نے آپ کو زور سے دبایا پھر فرمایا "پڑھو" آپنے وہی جواب دیا" حضرت جبریل ؑ نے پھر زور سے دبایا تین دفعہ اسی طرح ہوتا رہا چوتھی دفعہ حضرت جبریل ؑ نے آپ سے کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ	اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جسنے سب کچھ پیدا کیا جسنے جمے ہوئے خون سے انسان کو بنایا پڑھتے جاؤ تمہارا پروردگار بہت ہی کرم والا ہے جسنے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی اس نے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جن سے وہ ناواقف تھا۔

یہ سکھلا کر حضرت جبریل ؑ تشریف لیگئے لیکن آپکا یہ عالم تھا کہ خوف کے مارے کپکپا رہے تھے دل دھڑک رہا تھا۔ گھر کی طرف رُخ کیا گھستے ہی ارشاد فرمایا "مجھپر کمبل ڈالو مجھپر کمبل ڈالو" حضرت خدیجہ رضہ سے تمام واقعہ بیان کیا آپنے تسکین دی ہمت بندھائی اور کہا گھبرائیے کسیطرح کا فکر نہیں اللہ تعالیٰ ہر بلا سے آپ کو محفوظ رکھیگا۔ اسلئے کہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں؛ آپنے کبھی جھوٹ نہیں بولا، غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں، بیوہ اور لاوارث عورتوں کو کھانا کپڑا دیتے ہیں، مہمانوں کی اچھی طرح خدمت کرتے ہیں، قومی اصلاح کیلئے خوب جد و جہد کرتے ہیں" حضرت خدیجہ رضہ کے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل عمر رسیدہ اور فاضل تھے مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے، اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے پاس لیگئیں، اور غار حرا کا پورا واقعہ سنایا حضرت ورقہ رضہ نے ارشاد فرمایا "یہ وہی ناموس ہے جو اللہ کیطرف سے رسولوں اور نبیوں کے پاس آیا کرتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں۔ قوم آپکو جلا وطن کر دیگی۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا کاش میں اس وقت جوان ہوتا تاکہ اچھی طرح آپ کی اعانت کرنے پر قادر ہو سکتا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "فی الواقع قوم

مجھکو جلاوطن کردے گی" حضرت ورقہؓ نے فرمایا "ضرور، دنیا میں سب نبیوں اور رسولوں سے یہی سلوک ہوا ہے اگر میں زندہ رہا تو اچھی طرح آپکی امداد کرونگا" حضرت ورقہؓ تھوڑے دنوں کے بعد انتقال فرما گئے۔ (صحیح بخاری - زاد المعاد صفحہ ۱۸ و ۲۰ جلد اول - ابن ہشام صفحہ ۱۲۵ - جلد ۲ (ابو الفداء صفحہ ۱۱۵ - جلد اول)

پہلا مسلمان

روئے زمین پر پہلا وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آخر دم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا۔ والدہ کو دیکھتے ہی کل صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت فاطمہؓ مسلمان ہوگئیں آپ کے گھر سے اسلام شروع ہوا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اکتالیس سال تھی۔

سب سے پہلے مسلمان ہونیوالوں کی فہرست

عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بچوں میں حضرت علیؓ غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ۔ چونکہ حضرت صدیقؓ قریش میں سب سے زیادہ خاندانی تھے تاجر تھے عالم فاضل با اخلاق اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے اسواسطے قریش کے معزز افراد انسے فیض حاصل کرنے کیلئے انکی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ جن پر حضرت صدیقؓ کو اعتماد تھا انکو دعوت اسلام دی اُن کے ایما پر مندرجۂ ذیل اشخاص مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوگئے:۔

حضرت عثمانؓ بن عفان۔ حضرت زبیرؓ بن عوام حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ۔

حضرت صدیقؓ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر حضور کی خدمت میں لائے اور انہوں نے حضور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی (خازن صفحہ ۲۵۵ جلد ۲)

فرضیت نماز

وحی کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہونے کے بعد سب سے پہلے اللہ نے نماز کی فرضیت مقرر

کی۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بالائی حصہ کے ایک وادی میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت جبریل ؑ نمودار ہوئے۔ وادی میں ایڑھی سے ٹھوکر ماری پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت جبریل ؑ نے آپکو وضو کرنا سکھلایا جب دونوں وضو سے فارغ ہو گئے۔ تو حضرت جبریل ؑ نے آگے بڑھکر نماز پڑھائی وہ امام تھے اور آپ مقتدی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضؓ کو وضو کرا کے نماز پڑھائی۔ روئے زمین پر جس شخص نے حضور کے بعد پہلے نماز پڑھی وہ حضرت خدیجہ رضؓ ہیں حضرت جبریل ؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا "حضرت خدیجہ رضؓ کو مطلع کیجئے کہ اللہ تعالیٰ انکو سلام کہتا ہے حضرت خدیجہ رضؓ جواب دیا" "اللہ کو سلام اور حضرت جبریل ؑ کو بھی سلام"

حضرت علی رضؓ

حضرت علی رضؓ کے والد ابو طالب کثیر العیال تھے ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس (یہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) سے فرمایا "آپکے بھائی کثیر العیال ہیں آئیے ہم دونوں ملکر انکی اعانت کریں اور انکے کچھ لڑکے حاصل کر کے انکا بوجھ ہلکا کریں" عباس مان گئے اور دونوں اسی وقت ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا پیش کیا۔ انہوں نے کہا "عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو اور جسکو چاہو اپنے ساتھ لیجاؤ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عباس نے حضرت جعفر رضؓ کا حضرت خدیجہ رضؓ کے بعد حضرت علی رضؓ نے اسلام قبول کر لیا اس وقت حضرت علی رضؓ دس سال کے تھے۔

حضرت زید رضؓ بن حارث

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے کل افراد تجارت پیشہ تھے، یہ ایسے ظالم تھے کہ یورپ و شام میں تجارت کرنے جاتے تو واپسی میں بھولے بھٹکے مسافر غریب مفلوبین یورپ داہل شام کو زبردستی پکڑ کر اغوا کر کے غلام بنا لیتے اور مکہ میں لا کر فروخت کر ڈالتے اسطرح انہوں نے ہزارہا اللہ کی مخلوق کو ظلماً غلام بنا کر فروخت کر ڈالا تھا حضرت زید رضؓ بن حارثہ شام کے باشندے تھے حضرت خدیجہ رضؓ کے رشتہ دار حکیم بن حزام تجارت کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔ واپسی میں ظلماً کئی غلام پکڑ لائے حضرت زید رضؓ بن حارثہ انہی میں سے تھے۔ حکیم نے مکہ میں آکر

حضرت خدیجہؓ سے عرض کیا "آپ ان میں سے ایک غلام اپنے لئے منتخب کر لیجئے" حضرت خدیجہؓ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو منتخب فرمایا۔

جس وقت حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی ہے تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے حضرت زیدؓ کو لینا چاہا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپکو ہبہ کر دیا (مفت میں دیدیا) آپنے اسی وقت حضرت زیدؓ کو آزاد کر دیا نزول وحی سے قبل کا واقعہ ہے کہ زیدؓ کے غائب ہو جانے سے حارث (باپ) کو سخت صدمہ پہنچا ہر وقت اُسکے فراق میں زار زار روتے۔ رنج کی حالت میں یہ شعر کہتے:۔

بکیت علی زید ولم ادر ما فعل	میں زید پر رو رہا ہوں مجھکو معلوم نہیں کہ اسکا کیا حشر ہوا۔
احیّ فیرجیٰ ام اتی دونہ الاجل	آیا وہ زندہ ہے جو اُس سے ملنے کی امید ہو یا موت اُسکو کھا گئی ہے
تذکرنیہ الشمس عند طلوعہا	صبح و شام اُسکے فراق میں رہتا ہوں۔
ویعرض ذکراہ اذا غربہا أفل	طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اسکی یاد میں رہتا ہوں
وان هبت الارواح هیجن ذکرہ	ہوا کے چلنے سے اسکی یاد تازہ ہو جاتی ہے
فیا طول ما حزنی علیہ وما وجل	ایک طویل مدت سے اسکے غم میں تڑپ رہا ہوں
ساعمل نص العیس فی الارض جاھدًا	میں اسکی تلاش میں سرخ سفید اونٹوں کو تمام روئے زمین پر دوڑاؤنگا۔
ولا اسأم التطواف او تسام الابل	خیر اونٹ اسکو تلاش کرتے کرتے تھک جائینگے لیکن میں نہ تھکونگا
حیاتی او تاتی علی میتتی	اب میں اپنی زندگی کو اسکی تلاش کیلئے وقف کرتا ہوں حتیٰ کہ مجھکو موت آجائے
فکل امرئٍ فان وان غرہ الامل	ہر شخص فنا ہونیوالا ہے اگرچہ وہ اپنی زندگی میں بڑی بڑی امیدوں کا خواب دیکھ رہا ہو

باپ اور چچا نے حضرت زیدؓ کی تلاش میں کھوج لگاتے لگاتے آخر پتہ چلا ہی لیا معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما ہیں۔ دونوں حضور کو پوچھتے پوچھتے موقع پر پہنچ گئے۔ بتلایا گیا کہ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں دونوں مسجد میں آئے اور آپکو دیکھتے ہی کہا

"اے قوم کے سردار ہمکو معلوم ہوا ہے کہ آپ شریف اور رحمدل ہیں اللہ کے گھر کے پاس رہتے ہیں اور اس کی تعظیم بجا لاتے ہیں قیدیوں کو اچھی طرح رکھنا اور غلاموں کو آزاد کرانا آپ کا امتیاز خصوصی ہے۔ ہم اپنے لڑکے کو لینے آئے ہیں۔ خدارا آپ ہم پر ترس کھائیے۔ آپ ہم سے زر نقد لیکر اسکو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "وہ کون شخص ہے"؟

باپ اور چچا: "زید"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اسکے علاوہ آپ کا اور کوئی مطالبہ ہے"؟

باپ اور چچا: "ہرگز نہیں صرف یہی ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "میں آپکے سامنے انکو بلاتا ہوں۔ اگر وہ آپکے ساتھ جانا چاہیں تو شوق سے جائیں میری طرف سے اجازت ہے اگر وہ میرے پاس رہنا چاہیں تو میرا کچھ اختیار نہیں۔ آپ جانیں یا وہ"

باپ اور چچا: "آپنے خوب انصاف کیا ہم اس فیصلہ پر راضی ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو طلب کیا۔ اُنسے فرمایا "تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟"

زیدؓ: "جی ہاں یہ میرے والد اور یہ چچا ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "تم کو اختیار ہے خواہ انکے ساتھ جاؤ خواہ میرے پاس رہو"

زید: "میں آپکے پاس رہونگا۔ میرے ساتھ آپکا سلوک نہایت مستحسن ہے"

باپ اور چچا: "کمبخت باپ کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ حریت چھوڑ کر غلام رہنا قبول کرتا ہے"

زید: "آج روئے زمین پر انسے زیادہ مجھکو کوئی محبوب نہیں"

یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لائے اور عام مجمع کے سامنے حضرت زیدؓ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: "گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا لڑکا ہے یہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں"

یہ سُنکر باپ اور چچا دونوں خوش ہو گئے اور مسرت کے عالم میں واپس چلے آئے اُس وقت سے زید ابن محمدؐ (زید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے) مشہور ہو گئے تھے حضرت علیؓ کے بعد حضرت زیدؓ بن حارثہ مسلمان ہوئے۔

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں کے متعلق مؤرخین کا اختلاف ہے بعض مؤرخ ارشاد فرماتے ہیں: "سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ مسلمان ہوئے پھر حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت زبیرؓ بن عوام حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ۔ ابو عبیدہؓ

بن جراح حضرت سعیدؓ بن زید (حضرت عمرؓ کے بہنوئی) حضرت ابو سلمہؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعود حضرت عمارؓ بن یاسرؓ یہ سب کے سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

(زادالمعاد صفحہ ۲۹۸ جلد اول۔ ابن ہشام صفحہ ۱۳۱ جلد اول۔ ابوالفدار صفحہ ۱۱۵۔ جلد اول)

اسلام کا پہلا نمازی

حضرت ابو بکر صدیقؓ قریش کے معزز مالدار تاجر تھے۔ بڑے ذی فہم۔ مدبر اور صاحب الرائے تھے۔ قریش کے ہر چھوٹے بڑے فرد سے اچھی طرح واقف تھے۔ تجارت میں اعلیٰ ملکہ حاصل تھا۔ قریش کا ہر فرد انکی عزت کرتا تھا انکا ادب بجالانا انکے لئے باعث فخر تھا۔ نیک سیرت نیک خلق اور نہایت نرم دل تھے۔ قوم میں انکی مقبولیت کا یہ عالم تھا۔ کہ قریش کے معزز افراد انکے کہنے سے فی الفور مسلمان ہو گئے تھے۔

مسلمان تین برس تک گھاٹیوں میں چھپکر نماز پڑھتے رہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں) چند صحابہ کرام کے ساتھ پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چھپکر نماز پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً چند مشرکین نے انپر حملہ کر دیا حضرت سعدؓ نے مدافعت کرتے ہوئے ایک کافر کا وہیں ڈھیر کر دیا۔ روئے زمین پر سب سے پہلے جسنے کافر کو قتل کیا وہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں۔

(ابن ہشام صفحہ ۱۳۸۔ جلد اول)

الم ناک مصائب اور بے انتہا تکلیفوں کا آغاز

نبوت کے بعد تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طریقہ سے تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ جب نبوت کا چوتھا سال شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھیجا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ جس چیز کا تمکو حکم دیا گیا ہے۔ اُس کو صاف صاف بیان کر دو اور مشرکین کا کچھ خیال نہ کرو۔

اب حضور نے علانیہ تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ اور وعظ کے طور پر سمجھانا شروع کیا۔ اسپر کفار چڑتے اور حضور کو تکلیفیں پہنچاتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارنا شروع کیا "یا صباحاہ۔ لوگو دشمن کی فوج چلی آرہی ہے"۔ اسی وقت قریش جمع ہو گئے آپ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا:۔

اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی کے پیچھے دشمن کی فوج موجود ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو کیا تم میری اس بات کا یقین کروگے"؟

سب نے کہا "ہاں ہم تمہارا ضرور یقین کرینگے۔ اس لئے کہ آج تک تم نے کوئی جھوٹ نہیں بولا"

اسپر حضور نے فرمایا "تو سنو میں تمکو عذاب خدا سے ڈراتا ہوں جو عنقریب آنیوالا ہے۔

مجمع میں آپکا چچا ابو لہب بھی کھڑا تھا اس نے کہا تو غارت ہو جائے کمبخت تو نے ہمکو اس لئے جمع کیا تھا"، اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ کمبخت ابو لہب ہی غارت ہوگیا الخ

عرب کے مختلف قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جدوجہد کے متعلق خبریں معلوم کرنے کیلئے اپنے نمائندے مکہ بھیجتے کفار مکہ پہلے ہی مختلف راستوں پگ ڈنڈیوں اور بڑی بڑی سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے وہ مکہ میں داخل ہونے والوں سے کہتے۔

"محمد جادوگر ہے، دیوانہ ہے، شاعر ہے، کذاب ہے"

مسافر اپنے دل میں کہتا۔

"اگر میں مکہ میں داخل ہوئے بغیر اپنی قوم میں واپس چلا جاؤں تو میں قومی خائن ٹھہرونگا"

وہ مسافر مکہ میں آتا اور صحابہ کرام سے ملکر حضور کے حالات دریافت کرتا وہ اسکو صحیح حالات سے مطلع کرتے۔ (خازن صفحہ ۱۱۲ جلد ۳)

ابو جہل اپنے دوستوں کے ساتھ حضور کے سامنے سے گزرتا تو یہ کہتا۔

أَهٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ رَسُولًا۔ کیا خدا نے اسکو رسول بنا کر بھیجا ہے (خازن صفحہ ۲۵۰ جلد ۳)

اکابر قریش پچیس کی تعداد میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سب سے زیادہ معمر (بڈھا) ولید بن مغیرہ تھا۔ ایک روز ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھوڑے کی لید پھینکی۔ دفعۃً آپکے چچا حمزہؓ نمودار ہوئے شکار کھیل کر آئے تھے، ہاتھ میں کمان تھی حضور نے ان سے ابو جہل کی ناشائستہ حرکت کا ذکر کیا۔ یہ سنکر حضرت حمزہؓ غصہ میں بھرے ہوئے ابو جہل کے پاس گئے اور اسکو زدوکوب کرنا شروع کیا حتی کہ اس پر سوار ہوگئے اور کمان سے مارتے تھے، ابو جہل

عاجزی کر رہا تھا اسنے کہا یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمکو بیوقوف بناتا ہے۔ ہمارے معبودوں (بتوں) کو برا کہتا ہے، ہمارے باپ دادا کی مخالفت کرتا ہے" حضرت حمزہؓ نے فرمایا "تم سے زیادہ کون بیوقوف اور احمق ہوگا تم تو پتھروں کو پوجتے ہو۔ لو سنو میں مسلمان ہوتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں دل وزبان سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہیں"

(خازن صفحہ ۹۴ جلد ۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی بیوی ام جمیل حضرت امیر معاویہؓ کی پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے راستہ میں رات کو درخت کے کانٹے، لوہے کے کانٹے انجاست وغیرہ ڈالدیا کرتی جن سے انکو بہت سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ (خازن صفحہ ۱۸۰ جلد ۲)

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے آپکے چاروں طرف قریش کے معزز افراد اور رؤسا بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط بوچڑ خانے سے اونٹ کی اوجھری اٹھالایا اور حضورؐ کی پیٹھ پر رکھدی حضورؐ اسکے بوجھ سے اپنا سر مبارک نہ اٹھاسکے۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو خبر ملی آپ فوراً دوڑتی ہوئی آئیں اور والد ماجد کی پشت پر سے اوجھری ہٹائی اور جو شخص اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا تھا اسکو بددعا دی حضور نے بھی مندرجہ ذیل کافروں کی بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

"یا اللہ ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ امیہ بن خلف کو اپنی گرفت میں لے"

یہ سب کافر بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ امیہ کے سوا ان سب کی لاشیں کنوئیں میں پھینکدی گئیں امیہ کے پہلے ہی ٹکڑے ہوگئے تھے۔ (صحیح بخاری صفحہ ۱۹۷ جلد ۲)

حضورؐ پر کفار کے دردناک مظالم

حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور متعدد رؤسائے قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا۔

"آج فلاں شخص کے گھر میں اونٹ ذبح ہوا ہے کوئی شخص اوسکی اوجھری اٹھالائے اور محمدؐ کی پیٹھ پر رکھدے"

ایک بدترین شخص اٹھا اور اوجھری اٹھالایا۔ جس وقت حضور سجدہ میں گئے اسنے یہ اوجھری

حضور کی پشت پر ڈالدی۔ میں دور کھڑا ہوا یہ دردناک نظارہ دیکھ رہا تھا۔ افسوس ہیں حضور کی اسوقت کوئی امداد نہ کرسکا حضور کی یہ حالت دیکھ کر کافر ہنسی کے مارے ایکدوسرے پر لوٹے جاتے تھے۔ اور حضور ہیں کہ بوجھ کے مارے سجدہ میں سے سر اٹھا نہیں سکتے حضرت فاطمہ رض کو خبر ہوئی اور وہ دوڑتی ہوئی آئیں اپنے والد ماجد کی پیٹھ پر سے اوجھری ہٹائی۔

حضور نے سجدہ سے سر اٹھایا اور بد دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ آپ نے تین دفعہ یہ بد دعا مانگی "یا اللہ تو قریش کو ہلاک کر" پھر حضور نے ایک ایک کا نام لیا "یا اللہ تو ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ۔ امیہ بن خلف۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ساتویں کا نام بھول گیا۔ جسوقت حضور یہ بد دعا مانگ رہے تھے تو قریش ڈر گئے۔ کیونکہ انکو یقین تھا کہ اس مقدس شہر میں بد دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ سب کافر بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور میں نے ان کی نعشیں کنوئیں میں پڑی دیکھیں

(صحیح بخاری صفحہ ۱۳۵ و صفحہ ۶۴۔ جلد اول)

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ دفعۃً عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضور کی گردن میں کپڑا ڈالکر اسکو زور سے کھینچا۔ حضرت ابوبکر رض تشریف لائے اور عقبہ کو کندھے سے پکڑ کر پرے دھکیلا زبان سے ارشاد فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب تو صرف خدا ہے۔

(صحیح بخاری صفحہ ۱۹۸۔ جلد ۲)

ایک روز روساء قریش جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب (حضرت علی رض کے والد) کے پاس آئے اور مطالبہ کیا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کردو اور اسکے معاوضہ میں ہم سے ایک خوبصورت اور وجیہہ جوان لے لو"۔ ابو طالب نے جواب دیا "یہ تو انصاف نہیں ہے کہ میں اپنے لخت جگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے حوالہ کردوں تاکہ تم اسکو قتل کردو اور میں تمہارے بیٹوں کی پرورش کروں"

(خازن صفحہ ۱۰۔ جلد ۲)

عقبہ بن ابی معیط قریش کے مشہور کافروں میں سے تھا، بڑا سخی اور فیاض تھا۔ جب سفر سے آتا تو اپنی قوم کی دعوت کرتا۔ خاندان کے معزز افراد اور اشراف کو ضرور بلاتا۔ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوتا۔ ایکدفعہ وہ سفر سے آیا۔ قوم کی دعوت کی۔ اور حضور کو بھی بلایا۔ جب دسترخوان بچھا تو حضور نے فرمایا"

"عقبہ! جب تک تم کلمۂ شہادت نہ پڑھو گے میں تمہارا کھانا نہ کھاؤں گا"
عقبہ نے اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ حضور کھانے میں شریک ہو گئے۔ ابی بن خلف عقبہ کا دوست تھا۔ جب اسکو یہ خبر پہنچی تو اسنے عقبہ سے کہا "تم بے دین ہو گئے" عقبہ نے جواب دیا "میں بے دین نہیں ہوا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی دعوت میں بلایا تھا۔ جب دسترخوان بچھا، تو اسنے کہا کہ جبتک تم اسلام قبول نہ کرو گے میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مجھکو اس بات کی شرم آئی کہ ایک شخص میری دعوت میں آئے اور کھانا کھائے بغیر چلا جائے میں نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا" ابی بن خلف نے کہا "میں تم سے ناراض ہوں۔ اگر تم مجھکو راضی کرنا چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ پر تھوکو" عقبہ حضور کی خدمت میں آیا اور آپکے چہرۂ مبارک پر تھوکا۔ حضور نے فرمایا "ایکدن میری تلوار سے تم ضرور مارے جاؤ گے" حضور کی پیشینگوئی صحیح نکلی اور عقبہ بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔ اور ابی بن خلف کو حضور نے خود اپنے ہاتھ سے غزوۂ احد میں قتل کیا۔ (خازن صفحہ ۲۴۸ جلد ۳)

قریش میں عتبہ بن ربیعہ متین، سنجیدہ، اور بردبار تھا۔ ایک روز حرم کے اندر قریش کی محفل گرم تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیت اللہ کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت حمزہ رض مسلمان ہو چکے تھے۔ اور مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی پذیر تھی۔ عتبہ نے قریش سے کہا
"کیا تم مجھکو اجازت دو گے کہ میں محمد کے پاس جاکر چند امور اسکے سامنے پیش کروں۔ شاید وہ ہمارے بعض مطالبات تسلیم کر لے اور اپنی اسی حرکت (اشاعتِ اسلام) سے باز آجائے"

قریش نے جواب دیا "ضرور جائیے" عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر بیٹھ گیا اور سلسلۂ کلام اس طرح شروع کیا۔
"میرے بھتیجے تم ہماری قوم کے سربرآوردہ رکن اور حسب نسب کے لحاظ سے نہایت معزز فرد ہو۔ تم نے یہ مہتم بالشان امر (نشر و اشاعت اسلام) پیش کرکے قوم کو ایک بڑی مصیبت میں پھنسا دیا ہے۔ جماعت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا۔ قوم کے معزز افراد کو بیوقوف بنایا۔ انکے مذہب (بت پرستی) کو برا کہا اور انکے گذشتہ بزرگوں کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ میں چند امور تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم ان پر غور کرنا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "کہیئے وہ چند امور کیا ہیں"۔

عتبہ نے کہا "میرے بھتیجے اگر تم خدمت اسلام کے بہانہ سے متمول اور مالدار بننا چاہتے ہو تو ہم چندہ کر کے تمہارے لئے اسقدر کثیر زر نقد جمع کر دینگے کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے"

"اگر تم قومی شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم تمکو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں"

"اگر تم عورتوں کے خواہشمند ہو تو ہم تمکو اختیار دیتے ہیں کہ تم قریش سے بہترین دس لڑکیاں انتخاب کر لو"

"اور اگر تمکو کسی طرح کا جنون ہے تو ہم کسی طبیب حاذق کے ذریعہ تمہارا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابو الولید (عتبہ کی کنیت) بس کہہ چکے"؟

عتبہ "ہاں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اب توجہ کے ساتھ میری سنو"۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَ
بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا
اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے
یہ فرمان رحمٰن و رحیم کی طرف سے صادر ہوتا ہے یہ قرآن وہ
کتاب ہے کہ جسکی باتیں بزبان عربی میں سمجھ دار لوگوں کیلئے
تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں (اسلام قبول کرنے
والوں کو خدا کی طرف سے) خوشخبری سناتا اور (کافروں
کو عذاب خدا سے) ڈراتا ہے اسپر بھی اکثروں نے منہ
پھیر لیا اور وہ اسکو سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ جس بات
(قرآن) کیطرف تم ہمکو بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں
میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ایک طرح کی گرانی ہے۔
(کہ جو تم کہتے ہو سنائی نہیں دیتا) اور ہمارے اور تمہارے
درمیان ایک طرح کا پردہ پڑا ہوا ہے (تو اس سے یہ بہتر ہے کہ)
تم اپنے اسلام پر قائم رہکر عمل کئے جاؤ اور ہم (کافرانہ
بت پرستی کے مطابق) عمل کرتے رہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
تم انسے کہدو کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں فرق صرف اتنا ہے
کہ مجھپر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہے

یعنی اللہ بس اُسی کیطرف سیدھے چلے جاؤ اور اُس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور روز قیامت کے بھی منکر ہیں جو لوگ ایمان قبول کرتے ہیں اور کام بھی اچھے کرتے ہیں آخرت کے روز انہی لوگوں کیلئے نہ منقطع ہونے والا اجر ہے۔ الی آخرہ

عتبہ اپنے ہاتھ کمر کے پیچھے رکھکر چُپ کھڑا ہوا یہ آیتیں سنتا رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو لئے تو آپ نے فرمایا:۔

"تم نے کچھ سنا۔ یہ آیتیں سُننے کے بعد تمکو اختیار ہے کہ جونسی روش چاہو اختیار کرو"

عتبہ قریش کی طرف واپس آنے لگا اس کا چہرہ دیکھکر قریش نے آپسمیں کہا "عتبہ کا اب وہ چہرہ نہیں رہا"

عتبہ بیٹھا ہی تھا کہ اُسپر سوالوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی "کیا خبر لائے" عتبہ نے کہا "خدا کی قسم مینے تو آجتک اپنی عمر میں ایسا پاکیزہ کلام نہیں سنا۔ اے قریش میں تمکو مشورہ دیتا ہوں کہ اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دو مستقبل میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے۔

اگر عرب کی مختلف قوموں نے اسکو شکست دیدی تو یہ عین تمہارا مقصد ہے اور اگر یہ سب پر غالب آگیا تو پھر دنیا میں تم ہی تم ہو۔ اگر اسکی سلطنت قائم ہو گئی تو فی الواقع وہ سلطنت تمہاری ہوگی اور اسکا تفوق عین تمہارا تفوق ہے"

قریش نے کہا "محمدؐ نے عتبہ پر جادو کر دیا" عتبہ نے جواب دیا "اچھا تمہاری مرضی۔ میں نے تو اپنا صحیح مشورہ تمہارے سامنے پیش کر دیا"

(خازن صفحہ ۸۲ جلد ۴)

ایک روز کا ذکر ہے کہ دشمنانِ اسلام ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہؓ وشیبہؓ۔ ابوسفیان بن حرب نضر بن حارث۔ ابوبختری بن ہشام۔ اسود بن عبد المطلب۔ زمعہ بن اسود۔ ولید بن مغیرہ ابوجہل بن ہشام۔ عبداللہ بن ابی امیہ۔ امیہ بن خلف۔ عاص بن وائل۔ حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ۔ منبہ۔ بعد غروب آفتاب۔ کعبۃ اللہ کی چھت کے قریب جمع ہوئے اور آپس میں کہا۔ "محمدؐ کو طلب کر کے اُس سے مباحثہ کرو اور اسکو اتنا تنگ کرو کہ وہ قائل ہو جائے"، یہ اتفاق کر کے حضور کو کہلا بھیجا "تمہاری قوم کے بڑے بڑے اشراف جمع ہیں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں" حضور اکابر قریش اور دشمنانِ اسلام کے بڑے بڑے سرکردہ اشخاص کو اسلام میں لانے کیلئے بہت بے قرار تھے۔ دوڑتے ہوئے آئے اُن کے پاس گئے اور اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔

قریش نے کہا۔

"محمد- آج ہم تمکو قائل کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا آجتک تمام عرب میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوا ہے کہ جسنے اپنی قوم کو اتنی تکلیفوں میں پھنسایا ہو جتنا تمنے ہمکو پھنسایا ہے تم ہمارے بزرگوں کو کوستے ہو ہمارے مذہب کو عیب دار بتلاتے ہو ہمکو بیوقوف اور کم عقل قرار دیتے ہو۔ اور ہمارے بتوں کو بُرا کہتے ہو۔ تم نے ہماری قوم میں تفرقہ ڈالدیا۔ ہمارے شیرازہ کو منتشر کردیا ہے۔

الغرض دنیا میں کوئی ایسی برائی اور تکلیف نہیں ہے جسمیں تم نے ہمکو نہ پھنسایا ہو"

اُس دعوتِ اسلام سے تمہارا مقصد کیا ہے "اگر تم مالدار بننا چاہتے ہو تو ہم چندہ کرکے تمہارے لئے اتنا کثیر مال جمع کردیتے ہیں کہ تم ہم میں سب سے زیادہ مالدار بنجاؤ۔ اگر تم قومی عزت و شرف کے خواہاں ہو تو ہم تمکو اپنا قومی راہنما اور سردار بنالیتے ہیں۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم تمکو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اگر تمکو یہ یقین ہے کہ اس معاملہ میں تمہارے سر پر کوئی جن سوار ہے اور تمکو جنون ہوگیا ہے۔ تو ہم چندہ کرکے تمہارے علاج کیلئے طبیب طلب کرتے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

"مجھکو نہ جنون ہے نہ میں تم سے مال کا خواہاں ہوں اور نہ میں تمہارا بادشاہ بننا چاہتا ہوں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا نے مجھکو رسول بنا کر بھیجا ہے میں تمکو خدا کے عذاب سے ڈرانے اور جنت کی بشارت سنانے آیا ہوں۔ میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔ اور تمکو اچھی طرح سمجھا دیا۔ اب اگر تم اسلام قبول کروگے تو دنیا اور آخرت دونوں جگہ تمہاری کامیابی فلاح اور بہبودی ہے اور اگر دعوت اسلام رد کروگے تو میں خدا کے آخری فیصلہ کا منتظر ہوں"

قریش نے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اوپر کی باتیں منظور نہیں کرتے تو اب ہم تم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں تمکو معلوم ہے کہ ہمارا ملک تنگ ہے۔ آبادی زیادہ ہے اور معاش کی صورت بھی بہت خراب ہے۔ تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ ہمارے ملک سے یہ پہاڑ ہٹادے۔ ہمارا ملک وسیع کردے شام اور عراق کی طرح یہاں بھی بڑی بڑی نہریں جاری کردے اور ہمارے بزرگوں کو زندہ کردے قصی بن کلاب اُن میں ضرور ہو۔ اسلئے کہ وہ قومی راہنما اور سچا آدمی تھا پھر ہم تمہارے متعلق اُن سے پوچھینگے کہ جس چیز کی تم دعوت دے رہے ہو یہ حق ہے یا باطل۔ اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم اسلام قبول کرلینگے"

حضور نے ارشاد فرمایا "میں تمہارے اس قسم کے مطالبات پورے کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں میں خدا کا پیغام (دعوتِ اسلام) تم تک پہنچا چکا ہوں اگر تم اسکو قبول

کرو گے تو فبہا ورنہ میں تمہارے متعلق خدا کے آخری فیصلہ کا منتظر ہوں
قریش نے کہا اگر تم ہمارا یہ مطالبہ بھی پورا نہیں کرتے تو ہم تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ تصدیق کیلئے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ کردے اور تم اپنے خدا سے یہ بھی کہو کہ وہ تمہارے لئے سونے چاندی کے عالیشان محل بنادے جنمیں بے شمار خزانے ہوں اور اسکے اردگرد خوبصورت باغات ہوں تاکہ تم مالدار بنجاؤ۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم بازار میں چلتے ہو اور ہماری طرح اپنے لئے معاش کی صورت نکالتے ہو،،

حضور نے فرمایا، میں تمہارے اس قسم کے مطالبات پورے کرنے کیلئے نہیں بھیجا گیا خدا نے تو مجھکو اسلئے بھیجا ہے کہ میں تمکو عذاب خدا سے ڈراؤں اور جنت کی بشارت سناؤں،،

قریش نے کہا، اچھا تم اپنے خدا سے آسمان کا ٹکڑا گروادو۔ جیسا کہ تم کہا کرتے ہو،،
حضور نے فرمایا، یہ خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے تو وہ تم پر آسمان کا ٹکڑا گرا سکتا ہے،،
قریش کے ایک فرد نے کہا، سنو جی محمدؐ جبتک تم خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھ نہ لاؤ گے ہم تمہاری اطاعت (اسلام) قبول نہ کرینگے،،

یہ سنکر حضورؐ اس مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے آپکے ساتھ آپکی پھوپھی کا لڑکا عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اُسنے کہا، محمدؐ تمہاری قوم نے تمہارے سامنے چند مطالبات پیش کئے۔ تم نے اُن کو تسلیم نہیں کیا۔ اسکے بعد اُنہوں نے اپنی فلاح و بہبودی کے متعلق چند مطالبات پیش کئے تم نے وہ بھی نہیں مانے۔ آخر میں انہوں نے تم سے اُس عذاب خدا کی خواہش ظاہر کی جس کے متعلق تم اُنکو ڈرایا کرتے ہو تم یہ بھی نہ کرسکے۔ سنو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جبتک تم ایک سیڑھی لگا کر میری آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھو اور وہاں سے اپنے ساتھ ایک لکھی ہوئی کتاب لاؤ اور تمہارے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی ہمراہ ہو جو اس بات کی شہادت دیں کہ محمدؐ جو کہتا ہے بالکل صحیح ہے میں اسوقت اسلام قبول کروں گا۔ سنو اگر تم نے ایسا کیا بھی تو خدا کی قسم میں اس وقت بھی اسلام قبول نہ کرونگا،،

یہ سنکر حضور غم کی حالت میں اپنے گھر واپس چلے آئے۔ (خازن صفحہ ۱۸۰ جلد ۳)

اسلام قبول کرنیسے حکمرانی حاصل ہوتی ہے

ابو طالب کی موت کے قریب قریش نے یہ مشورہ کیا۔

ہم ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوں اور اُن سے عرض کریں کہ آپ اپنے بھتیجے کو منع کر دیجئے کہ وہ ہمارے پیچھے نہ پڑے اس لئے کہ آپ کی وفات کے بعد اسکو قتل کرنے سے ہماری شرم مانع ہے۔ عرب کہینگے عمر بھر ابو طالب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بچاتا رہا۔ جبوقت انتقال کر گئے تو قریش نے انکو تنہا پاکر قتل کر دیا"

یہ مشورہ کر کے مندرجہ ذیل رؤساء ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابو سفیان۔ ابو جہل۔ نضر بن حارث۔ امیہ۔ ابی۔ عقبہ بن ابی معیط۔ عمرو بن عاص۔ اسود بن ابی البختری۔

انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے بڑے ہیں ہمارے سردار ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف ہمکو اذیت پہنچائی ہے بلکہ ہمارے معبودوں کو بھی تکلیف دی ہے آپ اسکو منع کر دیجئے کہ وہ ہمارے معبودوں (بتوں) وغیرہ کا کچھ تذکرہ نہ کرے ہم بھی اسکو اور اسکے خدا کو کچھ نہیں کہینگے

ابو طالب نے اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کیا۔ کہا "یہ تمہاری قوم کے افراد آئے ہیں" حضور نے فرمایا "وہ پھر انکا کیا مقصد ہے" قریش نے کہا "آپ ہمارا اور ہمارے معبودوں کا کچھ ذکر نہ کریں۔ ہم آپکو اور آپ کے خدا کو کچھ نہیں کہینگے" ابو طالب نے کہا "یہ تو انہوں نے انصاف کی بات کہی ہے تم اسکو قبول کر لو" حضور نے فرمایا "اگر میں تمہارا یہ مطالبہ تسلیم کر لوں تو کیا تم میرا ایک کلمہ قبول کر لو گے جس سے تم سرزمین عرب پر قابض ہو جاؤ گے۔ تمام عجم (عرب اپنے سوا، دنیا کی کل قوموں کو عجم کہتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی صحیح و فصیح زبان ہے تو صرف عربی ہے باقی کل لوگ گونگے ہیں انکو بولنا ہی نہیں آتا) تمہارا مطیع و منقاد ہو جائینگے اور تم کو خراج دینگے"

ابو جہل نے جواب دیا "بے شک ہم تمہارا ایسا کلمہ ضرور قبول کرینگے ایک کلمہ کیا بلکہ تمہارے ایسے دس کلمے ہم قبول کرنے کو طیار ہیں وہ کونسا کلمہ ہے" حضور نے فرمایا "کلمہ شہادت کا اقرار کرو" قریش نے یہ قبول کرنے سے انکار کیا اور نفرت کرنے لگے۔ ابو طالب نے حضور سے کہا "اسکے علاوہ تم اپنا کوئی اور مطالبہ پیش کرو" حضور نے فرمایا "میرا تو صرف یہی ایک مطالبہ ہے اگر یہ سورج کو اُٹھا کر میرے ہاتھ میں رکھدیں تب بھی میں اپنے اس مطالبہ سے نہ ہٹوں گا"

(خازن صفحہ ۳۴ جلد ۲)

مسلمانوں پر کفار کے دردناک مظالم

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت مجھکو ہوش آیا تو میرے والدین مسلمان ہو چکے تھے اور روزانہ صبح و شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لاتے۔ جب کفار مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچانے لگے تو میرے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جس وقت مقام "برک غماد" میں پہنچے تو ابن دغنہ نے اُن سے ملاقات کی۔ یہ قارہ کے سردار تھے۔ انہوں نے میرے والد سے کہا "تم جیسے شریف آدمی کو جلاوطن نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہو۔ یتیموں کی پرورش کرتے ہو۔ مسافروں کو کھانا کھلاتے ہو۔ اور مستحق لوگوں کی ہر وقت مالی مدد کرتے ہو میں تمہارا ضامن بنوں گا۔ تم میرے ساتھ واپس مکہ چلو اپنے شہر ہی میں بیٹھکر احکام اسلام پر عمل کرنا"۔ ابن دغنہ والد کے ساتھ مکہ آئے۔ قریش کے بڑے بڑے لوگوں سے ملے۔ ایک ایک گھر کا طواف کیا انسے کہا "تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو مذکورہ بالا اوصاف حمیدہ سے متصف ہے" قریش نے جواب دیا "ہم تمہاری ضمانت و ذمہ داری پر اسکو امن دیتے ہیں تم اس سے کہدو کہ وہ اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر ہی نماز پڑھے، قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے۔ کیونکہ ہمکو اندیشہ ہے کہ اگر وہ بلند آواز سے پڑھیگا تو ہمارے محلہ کی عورتیں اور بچے قرآن مجید سنکر متاثر ہوں گے" ابن دغنہ نے والد کو یہ ہدایت کر دی۔ والد گھر ہی میں نماز اور قرآن مجید پڑھتے مگر آواز مطلق نہ نکالتے۔ تھوڑے ایام کے بعد والد نے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور (کسی قدر بلند آواز سے) نماز اور قرآن مجید پڑھنے لگے۔ محلہ کی عورتیں اور بچے پڑوسیوں کے مکانات پر چڑھکر والد کی قرأت نماز اور قرآن مجید سُنتے میرے والد کی یہ عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اُنکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے۔ قریش کو یہ ناگوار گذرا۔ انہوں نے ابن دغنہ کو مطلع کیا وہ مکہ میں آیا۔ کفار قریش نے کہا "ہمنے صرف اس شرط پر تمہاری ضمانت قبول کی تھی کہ ابوبکر رضی اپنے گھر کے اندر ہی نماز پڑھیگا اسنے اس سے تجاوز کر کے صحن میں مسجد بنا لی ہے اور بلند آواز سے نماز اور قرآن مجید پڑھتا ہے۔ ہماری عورتیں اور بچے اُسکی قرأت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اگر وہ شرط کے موافق صرف کوٹھری کے اندر ہی نماز و قرآن پڑھے تو خیر ورنہ وہ تمہاری ضمانت و ذمہ داری واپس کر دے اسلئے کہ ہم نہیں چاہتے کہ تم جیسے شریف

آدمی کی ضمانت قبول کر کے ہم تمکو ذلیل کریں ہم کسی حالت میں بھی ابو بکرؓ کو بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت نہیں دینگے،، ابن دغنہ والد صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا یا تو آپ اپنے اقرار پر قائم رہیئے یا میری ضمانت واپس کر دیئے اسلئے کہ میں تمام عرب میں بدنام ہونا نہیں چاہتا کہ صرف ایک شخص کی ضمانت دینے پر میری تذلیل وتحقیر ہوئی،، والد نے فرمایا، میں خوشی سے تمہاری ضمانت وذمہ داری واپس کرتا ہوں۔ مجھکو صرف اللہ کی ضمانت وپناہ کافی ہے،، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے انہوں نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری جائے ہجرت مدینہ ہے یہ سنتے ہی مسلمان مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کرنے لگے حبشہ کے بعض مہاجرین بھی مدینہ ہی میں منتقل ہو گئے والد ماجد بھی ہجرت کی طیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ حضور نے فرمایا، ٹھہر جاؤ شاید مجھکو بھی ہجرت کرنے کی اجازت ملجائے،، والد نے فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ کو اسکی توقع ہے،، جواب دیا، ہاں،، یہ سنکر والد نے توقف کیا اور حضور کی رفاقت کے منتظر رہے اور چار ماہ تک دو سواریوں کو خوب موٹا تازہ کرتے رہے،،

(صحیح بخاری صفحہ ۲۵، ۲۶ ۔ جلد ۲)

کفار مسلمانوں کو لوہے کی زرہ پہناکر دھوپ میں انکو سخت تکلیفیں دیتے

(خازن صفحہ ۱۳۶ جلد ۳)

ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سامنے چادر باندھے ہوئے بیٹھے تھے مسلمان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا، حضور کفار ہمکو بہت ایذا پہنچا رہے ہیں آپ خدا سے دعا کریئے کہ ہماری اعانت کرے،، حضور نے جواب دیا، صرف ان تکلیفوں سے گھبرا گئے۔ تمسے پہلے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ کفار اُنکے لئے گڑھا کھودتے مسلمانوں کو اسمیں ڈالتے ایک آرہ منگوا کر اُسکے سر پر رکھکر اُسکے دو ٹکڑے کر دیئے اس ایذا رسانی پر بھی وہ مسلمان اسلام چھوڑنے کا نام بھی نہ لیتا۔ بعض مسلمانوں کے ساتھ کافر یہ سلوک کرتے کہ لوہے کے کنگھے سے اس کا بدن چھیلتے اسکی ہڈیوں سے تمام گوشت اور رگیں چھیلتی چلی آتیں اسپر بھی وہ اسلام چھوڑنے کا نام نہ لیتا۔ خدا کی قسم اسلام کا اتنا عروج ہونے والا ہے اور مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہونے والی ہے کہ صنعاء (یمن کا دار السلطنت) سے ایک شخص (اشرفیاں اُچھالتا) حضرموت (شام کا ایک شہر ہے) تک تنہا چلا جائیگا اسکو خدا کے سوا کسی (چور ڈاکو) کا ڈر نہ ہوگا۔ لیکن تم جلدی کرتے ہو،،

(صحیح بخاری صفحہ ۱۰۲۳ جلد ۲)

حضرت خبابؓ بن ارت فرماتے ہیں کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں (قریش کے مشہور کافر) عاص بن وائل کی ایک تلوار بنائی تھی کیونکہ میں لوہار تھا میں نے اس سے روپوں کا تقاضا کیا۔ تو اُسنے کہا "جبتک تو محمدؐ کی اطاعت نہ چھوڑیگا میں تجھکو تیرے روپے نہ دونگا"، مینے کہا "میں تو حضور کی اطاعت کبھی نہ چھوڑونگا۔ ہاں اگر تم مرجاؤ اور پھر خدا تمکو (روز قیامت میں) اُٹھائے تو میں اُسوقت اسلام چھوڑنے کو طیار رہوں گا"۔ اسنے کہا "تو فی الواقع میں مرنے والا ہوں اور پھر میں قبر سے (روزِ قیامت) اُٹھوں گا" مینے کہا "ہاں" اسنے کہا "اچھا تو پھر میں قیامت کے روز ہی تیرے روپے ادا کردوگا"۔ (صحیحین)

ہجرت سے پہلے

حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ مخزومی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور اپنے گھر والوں سے ڈر کر مدینہ بھاگ گئے اور ایک قلعہ میں پناہ حاصل کی ان کے بعد اُن کی ماں بہت پریشان ہوئی۔ عیاش کے سوتیلے بھائیوں (حرث اور ابو جہل) سے کہا "جبتک تم دونوں اسکو میرے پاس نہ لاوگے میں نہ تو کسی چھت کے نیچے بیٹھوں گی" نہ کھانا کھاؤں گی، اور نہ پانی پیوں گی" یہ دونوں عیاش کی تلاش میں گئے۔ مدینہ میں آئے اور اس قلعہ کے نیچے پہنچے جسمیں وہ پناہ گزیں تھے، اُن سے کہا "خدارا نیچے اترو جب سے تم آئے ہو۔ تمہاری ماں کا بہت بُرا حال ہے تمام دن جلتی دھوپ میں بیٹھی رہتی ہے۔ جبتک وہ تمہاری صورت نہ دیکھ لے اُسنے کوئی چیز زبان پر نہ رکھنے اور پانی کا ایک گھونٹ نہ پینے کی قسم کھائی ہے۔ ہم خدا کا واسطہ دیکر تم سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم تمہے تمہارا دین اسلام نہیں چھڑائینگے"۔ ماں کی ناگفتہ بہ حالت اور یہ اقرار سنکر عیاش نیچے اُتر آئے۔ اُنکا نیچے اترنا تھا کہ ان بھائیوں نے بہت سختی سے اُنکی مشکیں باندھ دیں اور اسی حالت میں مکہ میں لیجاکر ماں کے سامنے پیش کردیا اس بے رحم ماں نے کہا "عیاش جبتک تو اسلام نہیں چھوڑیگا اسیطرح تیری مُشکیں بندھی رہینگی" یہ کہکر عیاش کو اسی حالت میں جلتی دھوپ میں ڈالدیا"۔ (خازن صفحہ ۳۰ جلد اول)

حضرت بلالؓ

امیہ بن خلف قریش کے معزز افراد میں سے تھا حضرت بلالؓ (انکی والدہ ماجدہ کا نام حمامہ ہے) بن رباح اسکے غلام تھے وہ صدق دل سے مسلمان ہوچکے تھے۔ امیہ انکو بہت سخت

تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ عین دوپہر کے وقت جلتی دھوپ میں زمین پر لٹاتا اور انکے سینہ پر بھاری پتھر رکھواتا۔ امیہ کہتا "جبتک تو اسلام نہیں چھوڑیگا میں تجھکو سخت عذاب دیتا رہوں گا"
حضرت بلال رضؓ جواب میں یہ الفاظ دہراتے "احد احد اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے"۔
ایکدن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا گذر وہاں سے ہوا۔ آپ حضرت بلال رضؓ کو اس حالت میں دیکھکر سخت متاثر ہوئے امیہ سے کہا "خدا سے ڈرو اس مسکین کو کیوں تکلیف پہنچا رہے ہو" اسنے کہا "تم ہی نے اسکو خراب کیا ہے تم اسکو چھڑا لو"۔ حضرت صدیق رضؓ نے کہا "تم اسکو میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو" اسنے کہا "ہاں" "نسطاس کے بدلے اسکو دینا چاہتا ہوں" نسطاس حضرت صدیق رضؓ کا بہت قیمتی غلام تھا اسکی قیمت دس ہزار دینار (اشرفی) تھی۔ آپنے منظور فرمایا نسطاس دے کر حضرت بلال رضؓ کو لے لیا اور اسی وقت اُن کو آزاد کر دیا۔ نسطاس مشرک تھا۔
حضرت صدیق رضؓ حضرت بلال رضؓ سے پہلے چھ غلام آزاد کر چکے تھے حضرت بلال رضؓ ساتویں تھے۔ عامر بن فہیرہ یہ مسلمان تھے غزوۂ احد میں شامل تھے آخرکار واقعہ بئر معونہ میں شہید ہو گئے۔ ام عبیس رضؓ۔ زنیرہ۔ جس وقت حضرت صدیق رضؓ نے انکو آزاد کیا تو یہ اندھی ہو گئیں۔ قریش نے طعنہ دیا "لات اور عزیٰ (دو بتوں کے نام ہیں) نے اسکو اندھا کیا ہے" زنیرہ نے جواب دیا "جھوٹے ہیں بیت اللہ کے رب کی قسم لات اور عزیٰ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ" یہ کہتے ہی خدا نے انکی آنکھیں واپس کر دیں۔ ہندیہ۔ اور انکی صاحبزادی۔
یہ دونوں قبیلہ بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملکیت میں تھیں وہ انسے جنگل سے لکڑیاں منگوایا کرتی اور یہ کہتی تھی "میں کبھی بھی انکو آزاد نہ کرونگی" ایک روز حضرت صدیق رضؓ اسکے گھر کے سامنے سے گذر رہے تھے اسکو یہ کہتے سنا تو آپنے فرمایا "تمکو ایسی بات نہیں کہنا چاہیئے" اس نے کہا "تم ہی نے تو اسکو خراب کیا ہے انکو چھڑا کر آزاد کر دو" حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا "بیچتی ہو۔ کتنے روپے لوگی" اس نے کہا "اتنے روپے" آپنے فرمایا "مجھے منظور ہے میں نے انکو آزاد کر دیا"
خاندان بنی مؤمل اپنی ایک لونڈی کو اسوجہ سے عذاب دے رہے تھے کہ وہ بیچاری مسلمان ہو گئی تھی ایکدن حضرت صدیق رضؓ کا وہاں سے گذر ہوا اور آپ نے اسکو بھی خرید کر اسی وقت آزاد کر دیا۔
حضرت ابوبکر رضؓ کا ایک نام عتیق بھی ہے حضرت عمار رضؓ بن یاسرؓ انکی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جزی اللہ خیرا عن بلال و صحبہ	خدا عتیق کو حضرت بلال رضؓ اور اُنکے ساتھیوں (دوسرے غلاموں) کیطرف سے

فتیقادا اخزی فاکھوا اباجھل	جزائے خیر دے اور فاکہہ ابوجہل کو ذلیل در سوا کرے۔
عشیۃ ھامًا فی بلال بسوءۃ	یہ دونوں حضرت بلال رضؓ کو روزمرہ تکلیفیں پہنچاتے تھے۔
ولم یحذرا ما یحذر المرء ذو العقل	ذی عقل اور سمجھدار جس چیز (عذاب خدا) سے ڈرتا ہے یہ دونوں اس سے
بتوحید لا رب الانام وقولہٖ	نہیں ڈرتے تھے یہ حضرت بلال رضؓ کو صرف اس وجہ سے تکلیف پہنچاتے تھے
شہدت بان اللہ ربی علی مھل	کہ وہ خدا کی توحید کا قائل ہے اور یہ کہتا ہے میں پر زور الفاظ سے شہادت
فان تقتلونی فاقتلونی فلم اکن	دیتا ہوں کہ ہر حال میں خدا میرا رب ہے۔ اگر تم مجھکو قتل کرنا چاہتے
لاشرک بالرحمن من خیفۃ القتل	ہو تو شوق سے قتل کرو میں قتل سے ڈر کر اپنے رحمٰن کے ساتھ شرک نہیں
فیارب ابراھیم والعبد یونس	کر سکتا۔ ابراہیمؑ یونسؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے خدا تو مجھکو ان
وموسی وعیسی نجنی ثم لاتملی	کافروں سے نجات دے۔ (تفسیر خازن صفحہ ۲۸۵ جلد ۴)

حضرت حمزہ رضؓ کے مسلمان ہونے کے تین روز بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا تفصیل انکے حالات میں دیکھو۔ اب مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی کافروں نے بھی مسلمانوں پر اشتداد اور سختی شروع کر دی، کافر حضرت عمار رضؓ بن یاسر رضؓ انکی والدہ ماجدہ اور تمام گھر والوں کو سخت ایذاء پہنچاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو مصیبت زدہ دیکھکر انکے سامنے سے گذرتے تو زبان سے فرماتے۔

اِصْبِرُوْا یَا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃُ۔ اے یاسر رضؓ کی اولاد کفار کے مظالم پر صبر کرو۔ اسلئے کہ تم کو (اسکے معاوضہ میں) جنت نصیب ہو گی۔

کافر حضرت عمار رضؓ کی والدہ ماجدہ کو عذاب و سخت تکلیف دے رہے تھے اوپر سے ابوجہل آگیا۔ اُسنے اُنکی شرمگاہ میں نیزہ مارا وہ اسی وقت جان بحق ہو گئیں۔

(زاد المعاد صفحہ ۲۹۹ جلد اول)

ہجرت حبشہ

جب کافروں کے ظلم حد سے بڑھ گئے تو خدا نے مسلمانوں کو پہلے حبشہ کیطرف ہجرت (ترک وطن) کا حکم دیا پہلے صاحب جنہوں نے ہجرت میں قدم رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان غنی رضؓ اور انکی زوجہ حضرت رقیہ رضؓ ہیں اور اس جماعت مہاجرین میں بارہ ۱۲ مرد اور چار عورتیں تھیں۔

(۱) حضرت عثمان رضؓ اور انکی بیوی (۲) حضرت رقیہ رضؓ۔

(۳) حضرت ابو حذیفہ رضؓ اور اُنکی زوجہ (۱۰) حضرت عامرؓ بن ربیعہ اور اُن کی بیوی۔
(۴) حضرت سلہؓ بنت سہیل۔ (۱۱) حضرت لیلیٰ رضؓ بنت ابی ہشیمہ
(۵) حضرت ابو سلمہ رضؓ اور اُنکی بیوی۔ (۱۲) حضرت ابو سبرہ رضؓ بن ابی رہم
(۶) حضرت ام سلمہ رضؓ (۱۳) حضرت حاطبؓ بن عمرو
(۷) حضرت زبیر رضؓ (۱۴) حضرت سہیل رضؓ بن وہب
(۸) حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف (۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود
(۹) حضرت عثمان رضؓ بن مظعون

یہ سب اصحاب چھپکر مکہ معظمہ سے نکلے جس وقت ساحلِ جدہ پر پہنچے تو اللہ کے حکم سے دو تجارتی جہاز لنگر اُٹھانے کیلئے طیار کھڑے تھے اہل جہاز نے ان سب کو بیٹھا کر حبشہ پہنچا دیا۔ مکہ معظمہ سے انکے نکلنے کی تاریخ ماہ رجب ۵ھ نبوت کے بعد ہے قریش نے ساحل تک انکا تعاقب کیا اور نامراد و ناکامیاب واپس آئے۔ لیکن جب ان مہاجرین کو یہ خبر پہنچی کہ کافروں نے حضور اور مسلمانوں سے ہاتھ روک لیا اور ظلم کرنے چھوڑ دیئے تو یہ حبشہ سے روانہ ہو گئے۔ مگر جب مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر رہگئے تو معلوم ہوا کہ کافر تو پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بہت ہی سخت تکلیفیں پہنچا رہے ہیں بعض تو اپنے رشتہ داروں کی ضمانت و حفاظت پر مکہ میں داخل ہو گئے حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود بھی ان میں شامل ہیں اب کفار نے مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم ڈہائے اور انتہا درجہ کی تکلیفیں پہنچانا شروع کر دیں و نیز مسلمانوں کو نجاشی (شاہ حبشہ) کا وہ حسن سلوک بھی معلوم ہوا جو اس نے مسلمان مہاجرین کے ساتھ کیا تھا تو پھر ہجرت کرنے پر وہ طیار ہو گئے اس دفعہ مہاجرین کی تعداد ۸۳ تراسی مرد اور ۱۸ عورتیں تھیں جب ان مہاجرین کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کیطرف ہجرت کر گئے ہیں تو اُن میں سے آٹھ عورتیں اور ۳۳ تینتیس مرد مکہ واپس چلے آئے وہ مہاجرین تو مکہ ہی میں انتقال کر گئے ساتؔ قید ہو گئے اور ۱۴ چودہ بدر کی لڑائی میں شامل ہونے پر قادر ہو گئے۔

ربیع الاول ۷ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو لکھا کہ باقی مہاجرین کو جہاز پر سوار کر دو حسب ارشاد انہوں نے حضرت عمرو رضؓ بن امیہ ضمری کے ساتھ باقی مہاجرین کو دو جہازوں پر سوار کر کے بھیجدیا۔ جس وقت یہ لوگ تشریف لائے تو حضور فتح خیبر میں مصروف تھے۔

حضور نے لشکریوں سے فرمایا "غنیمت کے مال میں ہمارے ان بھائیوں کو بھی شامل کرلو" سب نے اس حکم کی تعمیل کیلئے سرِ تسلیم خم کیا۔

کفار کی پہلی ناکامی

قریش (کفارِ مکہ) نے عبداللہ بن ربیعہ و عمرو بن عاص (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو اپنے سفیر بنا کر بہت سے تحائف دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ مہاجرین کو انکے حوالہ کردے نجاشی نے صاف انکار کردیا۔ نمائندگانِ قریش نے لشکر کے بڑے بڑے افسروں کی خوشامد کی نجاشی نے انکی سفارش بھی مسترد کردی اسکے بعد ان سفیروں نے یہ شرارت کی کہ اعلان کیا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ کے متعلق گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں (نجاشی عیسائی تھا تاکہ انکے فریب میں آکر مسلمانوں کے خلاف بھڑک اُٹھے) نجاشی نے مسلمان مہاجرین کو اپنے دربار میں طلب کیا حضرت جعفرؓ بن ابی طالب مسلمانوں کے نمائندے تھے۔ جس وقت یہ مقدس جماعت اسکے دروازہ پر پہنچی تو حضرت جعفرؓ نے فرمایا "

يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ حِزْبُ اللهِ۔ اللہ کی جماعت آپ سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگتی ہے نجاشی نے پہرہ دار سے کہا "اس سے کہو کہ وہ اپنے یہ الفاظ پھر دُہرائے" حضرت جعفرؓ نے اپنے بھی کلمات پھر دُہرائے جب یہ مقدس جماعت اندر داخل ہوئی تو اُس نے پوچھا "

مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسٰى۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔

حضرت جعفرؓ نے سورۂ کٓھٰیٰعٓصٓ کا ابتدائی حصہ پڑھنا شروع کیا نجاشی پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اُسنے زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر کہا۔

مَا زَادَ عِيْسٰى عَلٰى هٰذَا۔ اس سے زیادہ حضرت عیسیٰؑ کا اور کوئی رتبہ نہیں۔

اسکے یہ الفاظ سُنکر پادری پیچھے ہٹ گئے نجاشی نے کہا "اگرچہ تم ناک بھوں چڑھاؤ، غصہ کرو، مگر امرِ واقعہ یہی ہے" اسلامیوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم کو میرے ملک میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے جو شخص تمکو ایذا پہنچائے گا اسکو سزا دیجائے گی" قریش کے سفیروں سے خطاب کیا "اگر تم مجھکو پہاڑ کے برابر سونا دو تب بھی میں انکو تمہارے حوالہ نہ کروں گا" یہ کہکر کہ خدا نے مجھکو یہ سلطنت عطا فرماتے وقت مجھسے کسی قسم کی رشوت نہیں لی تھی انکے تحائف واپس کردیئے اور یہ نمائندگانِ قریش وہاں سے ذلیل اور خوار ہو کر چلے آئے۔

حضورؐ تین سال قید میں

اسکے بعد حضرت حمزہ رضؓ اور ایک مقتدر جماعت مشرف بہ اسلام ہو گئی اور اسلام روز افزوں ترقی کرنے لگا اب قریش کو معلوم ہوا کہ حضور کا اقبال دعروج ترقی پر ہے اور تمام امور نہایت دانشمندی سے سرانجام دیئے جا رہے ہیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنو ہاشم کے خلاف ایک "قومی معاہدہ" مرتب کیا اور "کامل مقاطعہ" بروئے عمل لانے کا فیصلہ کیا اس معاہدہ میں یہ درج تھا۔

"جب تک بنو ہاشم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کردیں قوم کا کوئی فرد انسے کسی قسم کی خرید و فروخت نہ کرے۔ کوئی رشتہ داری نہ کیجائے کوئی شخص انسے کلام تک نہ کرے اور نہ اُنکے ساتھ نشست و برخاست رکھے"

قریش نے یہ صحیفہ کعبۃ اللہ کی چھت سے لٹکا دیا اس تحریر کو بغیض بن عامر بن ہاشم نے لکھا تھا حضور نے اُسکے لئے بد دعا کی اور اس کے ہاتھ شل ہو گئے اس مقاطعہ پر عمل درآمد شروع ہوا۔ ابولہب (کیونکہ وہ ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں قریش کی امداد کرتا تھا) کے سوائے کل رشتہ دار حضور کے ساتھ ماہ محرم ۷ نبوت میں قید خانہ میں داخل ہوئے۔ تقریباً تین برس قید رہے بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کیں حتیٰ کہ بچوں کے رونے کی آواز قید خانہ کے باہر سنائی دیتی تھی۔ اس قید خانہ کا نام "شعب ابی طالب" تھا ہر طرح کا مقاطعہ سخت عمل میں لایا گیا۔ غلہ کا ایک دانہ بھی اندر نہیں پہنچ سکتا تھا اور مصائب سے متاثر ہو کر ابو طالب نے اپنا وہ رقت آمیز قصیدہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے۔ جزی اللہ عنّا عبدَ شمس و نوفلا۔ لیکن تمام قریش اس پر راضی نہ تھے۔ کچھ افراد اس نازک حالت سے ضرور متاثر تھے انہوں نے اس باب میں اپنی سرگرم کوشش شروع کر دی ہشام بن عمرو نے اسکی ابتدا کی یہ مطعم بن عدی اور قریش کی ایک ممتاز جماعت کے پاس گئے انہوں نے اس پر لبیک کہا کہ ہم حضور کی رہائی کے لئے ضرور کوشش کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضور کو مطلع فرمایا کہ ہمارے حکم سے معاہدہ کے تن (مضمون) کو دیمک کھا گئی ہے حضور نے اپنے چچا کو اس سے باخبر کیا وہ قریش کے پاس گئے اور کہا کہ میرے بھتیجے کا یہ بیان ہے" انہوں نے جواب دیا اگر اسکی بات صحیح نکلی تو ہم مقاطعہ سے ہاتھ اٹھا لینگے اور اگر یہ جھوٹ نکلا تو وہ بدستور قید میں رہیگا جب اُنہوں نے صحیفہ اُتار کر دیکھا۔ تو

فی الواقع اللہ کے نام کے سوا کل مضمون کو دیمک کھا چکی تھی معاہدہ کالعدم قرار دیا گیا اور مقاطعہ بند کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے رشتہ داروں کو قید سے رہائی نصیب ہوئی اس خلاصی سے چھ ماہ بعد ابو طالب نے انتقال کیا۔ افسوس اُنہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ اور کفر کی حالت میں مرے تین روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بھی جنت کا رُخ کیا۔

(زاد المعاد صفحہ ۱۰۳ جلد اول)

طائف کا دردناک سفر

طائف کے سر برآوردہ کافروں کے نام یہ ہیں۔ عروہ[۱] بن مسعود ثقفی۔ کنانہ[۲] بن عبدیالیل حبیب[۳] بن عمیر ثقفی۔ نضر[۴] بن حرث۔ ابو طالب جبتک زندہ رہے ہر طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد و اعانت کرتے رہے انکی وفات کے بعد قریش نے آپ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ آپ اُنکی ایذاء سے بچنے کیلئے طائف (مکہ سے نشتر میل کے فاصلہ پر نہایت سرسبز و شاداب علاقہ ہے) تشریف لیگئے تاکہ ثقیف آپکو اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اسوقت قوم ثقیف کے تین سردار تھے۔ یہ تینوں آپسمیں بھائی ہیں۔ عبد[۱] یالیل۔ مسعود[۲]۔ حبیب[۳]۔ قریش کی ایک خاتون اُنکے خاندان میں بیاہی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے اور سامنے بیٹھکر اُنکو اسلام کیطرف بلایا اُنمیں سے ایک نے جو اس وقت خانہ کعبہ کا غلاف بنا رہا تھا۔ جوابدیا۔ "اگر فی الواقع تم خدا کے رسول ہو تب بھی ہم تمہارا اسلام قبول نہیں کرینگے" دوسرے نے جوابدیا "خدا نے صرف تجھ ہی کو رسول بناکر بھیجنا تھا تیرے سوا اسکو اور کوئی شخص نہیں ملا۔ جو اس منصب جلیل پر فائز ہوتا" تیسرے نے جوابدیا "میں عمر بھر تجھ سے کوئی بات نہیں کرونگا۔ اسلئے کہ اگر تو رسول ہے۔ جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو تو دنیا میں ایک بہت بڑا شخص ہے تیری کسی بات کا جواب دینا میرے لئے بہت خطرناک ہوگا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ جیسے جھوٹے سے کلام کرنا میرے لئے نامناسب ہے" اُنکے یہ جواب سُنکر آپ مایوس ہو گئے اور یہ ارشاد فرماکر اُٹھ کھڑے ہوئے "مہربانی کرکے تم اسلام کے متعلق اپنے یہ خیالات کسی پر ظاہر نہ کرنا" آپنے یہ اسواسطے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اگر قریش کو یہ معلوم ہوگیا کہ اہل طائف نے بھی اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور اُنکے سرداروں نے نہایت حقارت سے آپکو مسترد کیا ہے تو اُنکی طغیانی (سرکشی) اور بڑھ جائیگی۔ مگر ان سرداروں نے آپکے کہنے پر عمل نہیں کیا اور اپنی قوم کے بیوقوف (عوام کے بچوں اور غلاموں کو آپکے خلاف

بھڑ کا دیا ان اوباشوں نے حضور کو بہت تکلیف پہنچائی۔ گالیاں دیں آوازے کسے آپ پر کیچڑ پھینکا۔ ناشائستہ حرکتیں کیں اور اتنے پتھر برسائے کہ حضور کے قدموں تک خون ہی خون بہنے لگا حضرت زید بن حارثہ آپکو بہت بچاتے اپنے جسم سے اُنکو چھپاتے مگر کہاں تک آخر انکا سر بھی پھٹ گیا اور کافر حضور کو مارتے ہوئے عتبہ و شلیبہ کے باغ تک لیگئے۔ یہاں آکر آپ کا پیچھا چھوڑ دیا آپ ایک انگور کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے، عتبہ اور شیبہ دونوں آپکو دیکھ رہے تھے۔ ثقیف کے عامۃ الناس کی ناشائستہ حرکتیں دیکھکر چین بجبیں ہو رہے تھے قریش کی جو خاتون ثقیف کے خاندان میں بیاہی ہوئی تھی آپ اُن سے ملے اور فرمایا "تمہاری سسرال سے مجھکو تکلیف پہنچی ہے" اطمینان سے بیٹھنے کے بعد آپنے خدا سے خطاب کیا۔

اَللّٰهُمَّ اَشْكُوْ اِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ فَاَنْتَ رَؤُوْفٌ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ يَّنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

اے خدا اپنی کمزوری اپنی بے سرو سامانی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تجھ سے فریاد کرتا ہوں تو سب مہربانی کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے بیکسوں اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے تو مجھے کسکے سپرد کرتا ہے بیگانہ ترش رو یا اُس دشمن کے جو میرے کام پر قابو رکھتا ہے لیکن اگر تو مجھپر غصہ نہیں ہے تو مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں اس لئے کہ تیری ہی عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے میں تیری ذات کی روشنی کی پناہ چاہتا ہوں جس سے سب اندھیریاں روشن ہو جاتی ہیں اور دین دنیا کے کام اُس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں اس سے کہ تیرا غضب مجھپر اُترے یا تیری ناراضمندی مجھپر وارد ہو مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیرے ہی طرف سے ملتی ہے۔

اس دعا کی مقبولیت کا یہ اثر ہوا کہ معاً اللہ تعالیٰ نے وہ فرشتہ بھیجا جو پہاڑوں پر متعین ہے اسنے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں کافروں کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل ڈالوں حضور نے جواب دیا "نہیں بلکہ انپر اسواسطے رحم کھاتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے جو

اسلام پر پوری طرح سے فدا ہو" ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو تو آپکی یہ حالت دیکھکر رحم آیا۔ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام سے جسکا نام عداس تھا کہا" انگوروں کا تازہ خوشہ توڑ کر اس طباق میں رکھکر اس شخص کو دے آؤ اس سے کہو کہ یہ تازے انگور کھالے" عداس نے اسی طرح کیا جب انگوروں کا طباق آپ کے سامنے رکھا تو آپنے بسم اللہ پڑھی یہ لفظ سُنتے ہی عداس نے آپکے چہرے مبارک کی طرف غور سے دیکھا اور کہا "اس ملک کے باشندے کھانے پینے کے وقت بسم اللہ نہیں کہتے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "عداس! تم کس ملک کے باشندے ہو!"

عداس "میں مذہباً عیسائی ہوں اور نینوای میرا وطن ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کیا نیک صالح یونس؈ بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو؟"

عداس "آپ یونس؈ بن متی کو کس طرح جانتے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وہ میرے بھائی تھے وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں"

یہ سُنتے ہی عداس جُھک پڑا۔ آپکا سر اور ہاتھ اور قدم مبارک چومنے لگا عتبہ اور شیبہ دُور سے کھڑے یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے آپسمیں کہا" یہ غلام ہمارے ہاتھ سے جا چکا کیونکہ اس شخص نے اسکو گمراہ کر دیا" جب عداس واپس آیا تو ان دونوں نے کہا" عداس! تجھکو کیا ہو گیا تھا۔ تو اس شخص کے ہاتھ سر اور قدم چومنے لگا" عداس نے کہا" اے میرے آقا! آج روئے زمین پر اس سے بڑھکر کوئی شخص نہیں ہے۔ انہوں نے مجھکو ایک ایسی بات بتلائی ہے جس کو صرف نبیؐ ہی بتا سکتا ہے" شیبہ و عتبہ نے کہا "عداس! تم اسکے کہنے سے اپنا مذہب نہ چھوڑنا کیونکہ تمہارا مذہب اُسکے مذہب سے اچھا ہے" اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کیطرف روانہ ہو گئے جب آپ مقام نخلہ میں پہنچے تو شبکو نماز میں مصروف تھے اللہ تعالےٰ کے حکم سے جنّوں کی ایک جماعت آپکے قریب آئی انہوں نے قرآن مجید سُنا آپکو انکی آمد کا علم نہ تھا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا	لوگوں سے اس واقعہ کا بھی ذکر کرو کہ جب ہم نے جنّوں کی ایک جماعت تمہاری طرف پھیری کہ وہ قرآن سُنیں پھر جب حاضر ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا چُپ (بیٹھے سنتے) رہو پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے کہ وہ انکو (عذاب خدا سے

يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ط

ڈرائیں اور اُن سے جاکر کہنے لگے کہ بھائیو ہم ایک کتاب سُنکر آئے ہیں جو حضرت موسیٰ ؑ کے بعد نازل ہوئی ہے وہ سب گذشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے دین حق (اسلام) کی ہدایت اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ بھائیو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں۔ اُنکی بات مانو اور خدا پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تمہارے گناہ معاف کرے اور آخرت کے عذاب دردناک سے تمکو اپنی پناہ میں رکھے اور جو شخص اللہ کے اُس منادی کی بات نہ مانیگا وہ روئے زمین پر کہیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتا اور نہ خدا کے سوائے اُسکے کوئی حمایتی ہونگے یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

حضور نے کئی دن نخلہ میں قیام فرمایا حضرت زید ؓ بن حارثہ نے عرض کیا "اب آپ مکہ میں کسطرح داخل ہو سکتے ہیں وہ تو آپکو نکال چکے" حضور نے جواب دیا "زید! خدا کوئی نہ کوئی صورت نکالدے گا وہ دین اسلام کی مدد کرے گا وہ اپنے نبی کو غلبہ دیگا"

(خازن صفحہ ۱۲۹ جلد ۴ زاد المعاد صفحہ ۳۰۴ جلد اول)

جب حضور مکہ کی حد میں پہنچے تو قوم خزاعہ کے ایک شخص کے ذریعہ مطعم بن عدی کے پاس یہ پیغام بھیجا "میں تمہاری ضمانت پر مکہ میں داخل ہو جاؤں" انہوں نے جواب بھیجا "ضرور میں اس کیلئے حاضر ہوں" یہ کہکر اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو حکمدیا "تمام ہتھیار پہنکر بیت اللہ کے ارکان کے پاس جمع ہو جاؤ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دے چکا ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید ؓ بن حارثہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہو گئے اور سیدھے مسجد الحرام میں تشریف لائے مطعم بن عدی نے اپنی سواری پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے ندا دی "اے جماعت قریش سنو! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دے چکا ہوں تم میں سے کوئی شخص اس کو بُرا تک نہ کہے (چہ جائیکہ اسپر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت کرے)" اسکے بعد حضور رکن تک گئے اُسکو چوما دو رکعتیں ادا کیں اور مکان کی طرف لوٹے مطعم بن عدی اور اُسکے بیٹوں نے چاروں طرف ہتھیاروں سے آپکو گھیر رکھا تھا۔

(خازن صفحہ ۱۲۵ جلد ۴ زاد المعاد صفحہ ۳۰۴ جلد اول)

معراج

ہجرت سے ایک سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا حضرت جبرائیل ع کے ہمراہ براق پر سوار ہوکر مسجد الحرام سے بیت المقدس تشریف لیگئے وہاں امام بنکر انبیاءؑ کو نماز پڑھائی براق کو مسجد کے دروازہ پر ایک حلقہ سے باندھ دیا۔ پھر اسی شب کو پہلے آسمان پر گئے حضرت جبرائیل ع نے دروازہ کھلوایا۔ آسمان کا دروازہ کھلا یہ دونوں اندر گئے۔ دیکھا تو وہاں ابو البشر حضرت آدم ع تشریف فرما تھے انکو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے حضور کو دکھایا کہ نیک بخت روحیں حضرت آدم ع کے دائیں طرف ہیں اور بد بخت روحیں بائیں طرف پھر دوسرے آسمان کیطرف چڑھے دروازہ کھلا وہاں حضرت یحییٰ ع اور حضرت عیسیٰ ع کو دیکھا اُن سے ملاقات کی سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر تیسرے اسمان کیطرف روانہ ہوئے۔ حضرت یوسف ع کو دیکھا۔ سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ مرحبا کہا۔ اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر چوتھے آسمان کیطرف چلے حضرت ادریس ع تشریف فرما تھے انکو سلام کیا انہوں نے جواب دینے کے بعد خوش آمدید کہا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا پھر پانچویں آسمان پر چڑھے وہاں حضرت ہارون موجود تھے انکو سلام کیا اُنہوں نے جواب دیا۔ مرحبا کہا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر چھٹے آسمان پر گئے حضرت موسیٰ ع تشریف فرما تھے اُن سے ملاقات کی سلام کیا اُنہوں نے جواب دینے کے بعد مرحبا کہا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا جب حضور ان سے رخصت ہونے لگے تو حضرت موسیٰ ع رو پڑے عرض کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا میرے پیچھے ایک لڑکا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوگا وہ میری امت سے بہت زیادہ تعداد میں اپنی امت کو جنت میں داخل کرائیگا۔ اسکے بعد ساتویں آسمان پر گئے۔ یہاں حضرت ابراہیم ع سے ملاقات ہوئی انکو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور حضور کی نبوت کا اقرار کیا پھر سدرۃ المنتہیٰ (بیری کا درخت جو عرش کے قریب ہے) پھر گئے اسکے بعد بیت المعمور (فرشتوں کے کعبہ) میں تشریف لے گئے حضرت جبرائیل ع سے دریافت فرمایا وہ یہ کیا ہے "عرض کیا اللہ نے یہ (عظیم الشان) عمارت خاص فرشتوں کے لئے بنائی ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے (عبادت کے لئے) داخل ہوتے ہیں (اسکے بعد عمر بھر) ان فرشتوں کو دوبارہ واپس ہونے کا موقع نہیں ملتا یہ فرشتے (اس میں) اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں" پھر حضور خدا کے قریب پہنچے حتیٰ کہ صرف دو تیر پھینکنے کا درمیانی حصہ کا فاصلہ رہگیا یا اس سے بھی بہت قریب پھر اللہ نے حضور کو اپنے احکام بذریعہ وحی پہنچائے اور ہر روز کی پچاس نمازیں فرض کیں جب حضور ع واپسی کے وقت حضرت

موسیٰؑ کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے دریافت فرمایا "تم کو کیا حکم ہوا ہے" فرمایا "ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "تمہاری امت اسکی طاقت نہ رکھے گی۔ اللہ کے پاس واپس جاؤ اور تخفیف کی استدعا کرو" حضورؐ نے حضرت جبرائیلؑ سے مشورہ کیا انہوں نے اشارہ کیا "بے شک ایسا ضرور ہونا چاہیئے" حضرت جبرائیلؑ حضورؐ کو پھر واپس خدا کے پاس لیگئے اللہ نے حضورؐ کی درخواست پر دس نمازیں کم کردیں جب حضرت موسیٰؑ کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے پھر دریافت کیا حضورؐ نے جواب دیا "صرف دس نمازیں کم ہوئی ہیں" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "پھر واپس خدا کے پاس جاؤ اور مزید تخفیف کی استدعا کرو" الغرض حضورؐ اسطرح حضرت موسیٰؑ اور خدا کے مابین چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ خدا نے صرف پانچ نمازیں مقرر کیں حضرت موسیٰؑ نے حضورؐ کو پھر واپس خدا کے پاس جانے اور مزید تخفیف کی استدعا کرنے کو کہا حضورؐ نے جواب دیا "اب مجھکو خدا سے شرم آتی ہے میں اس حکم پر راضی ہوں" جب حضورؐ دور چلے آئے تو خدا نے یہ ندا دی۔

قَدْ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ۔ میں اپنے فریضہ کا نفاذ کرچکا اور اپنے بندوں کا بوجھ ہلکا کردیا۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو مطلع کیا کہ مجھکو گذشتہ شب معراج ہوا تھا آپ نے کل تفصیلات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "تمہارا تجارتی قافلہ مقام مسرا میں تھا، وہ فلاں وقت اس مقام پر آیا تھا" کل واقعات بالکل صحیح تھے۔ لیکن کافر برابر انکار کرتے رہے اور معراج کی ایک بات بھی صحیح نہ مانی۔ (زاد المعاد صفحات از ۳۰۲ تا ۳۰۴۔ جلد اول)

قبائل کے سامنے تبلیغ کرنا

حج کے موسم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قبائل (جو عرب کے سب حصوں سے آتے تھے) کے سامنے اپنے آپکو پیش کرتے اور انکو دعوت اسلام دیتے فرماتے "میں تمہاری ہدایت کے لئے اللہ کا رسول (قاصد) بنا کر بھیجا گیا ہوں خدا تمکو حکم دیتا ہے کہ صرف اسکی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، بت پرستی چھوڑ دو۔ مجھپر ایمان لاؤ میری تصدیق کرو" آپ کا چچا ابولہب لوگوں سے کہتا "اس نے یہ نئی عبادت و ضلالت پیدا کی ہے اسکا مقصد یہ ہے کہ تم لات و عزیٰ کی پرستش چھوڑ دو تم ہرگز اسکی اطاعت نہ کرو" ابولہب بھینگا تھا۔ زلفیں رکھتا تھا۔ (ابوالفدا صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

حضورؐ کہتے یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا تملکو بھا العرب وتدین لکم بھا العجم لوگو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو فلاح پاؤ گے کل عرب پر تمہاری سلطنت قائم ہوجائیگی

اور تمام عجم تمہارا مذہب قبول کر لینگے،، لوگ اس کا جواب دیتے تو جھوٹا ہے تیرے رشتہ دار تجھ سے خوب واقف ہیں جو تیری اطاعت نہیں کرتے،، (زاد المعاد صفحہ ۳۰۵ جلد اول)

اسباب ہجرت

مدینہ منورہ میں اوس[۱] وخزرج[۲] کے نام سے دو زبردست خاندان تھے ابتداء نسل میں یہ دونوں خاندان ایک ہی ماں باپ سے چلے ہیں مگر جب نسل زیادہ بڑھ گئی تو یہ مستقل دو خاندان بنگئے اور ان دونوں کے درمیان سخت عداوت ہو گئی اور انکی لڑائیاں بہت طول کھینچی تھیں حتی کہ ایک جنگ برابر ایک سو بیس[۱۲۰] سال تک ہوتی رہی جب اسلام کا ظہور ہوا تو ان کے درمیان لڑائی کا لا تناہی سلسلہ قطع کیا اور دونوں کے درمیان ایسی صلح کرادی کہ یک قالب و دو جان ہو گئے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید بیان فرماتا ہے:-

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ؕ

اوس اور خزرج کے مسلمانو! اس وقت کو یاد کرو جب تم دونوں قبیلے آپس میں سخت جانی دشمن تھے اللہ نے تم پر اپنا فضل وانعام کیا اور تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اسکے بعد تم صرف اللہ کے فضل وانعام کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی بنگئے اسلام قبول کرنے سے پہلے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے (تم اسمیں گرنیوالے تھے کہ دفعۃً) خدا نے تمکو اُس گڑھے سے دور ہٹا دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

سوید بن صامت حج اور عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تھے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو آپ فوراً انکے پاس آئے اور اسلام کی دعوت پیش کی سوید نے کہا ''شاید آپکے پاس وہی حکمت کا ذخیرہ ہے جو میرے پاس ہے،، آپ نے پوچھا ''تمہارے پاس کیا ہے،، سوید نے کہا ''مجلّات لقمان،، یعنی لقمان کی حکمتیں اور نصائح آپنے فرمایا ''بے شک یہ کلام بھی پاکیزہ ہے۔ لیکن میرے پاس اس سے بھی افضل واعلیٰ ہے ''یعنی قرآن مجید،، یہ کہکر آپ نے انکو قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا اور انسے اسلام میں داخل ہونے کی استدعا کی سوید نے اپنا میلان ظاہر کیا اور کہا ''یہ کلام تو خوب پاکیزہ ہے،، یہ کہکر مدینہ منورہ واپس چلے گئے تھوڑے دنوں بعد خزرج کی فوج نے بعاث کی لڑائی میں اُنکو قتل کر دیا اوس نے کہا ''سوید مسلمان ہو گئے تھے،، اسکے بعد قوم

اوس کے چند افراد خزرج کے مقابلہ میں قریش سے امداد حاصل کرنے کیلئے مکہ معظمہ آئے۔ اُن کے نام یہ ہیں انس بن رافع۔ ابوالحیس۔ خاندانِ عبدالاشہل کے متعدد افراد جنیں ایاس بن معاذ خاص طور پر قابل ذکر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ اُن کے پاس گئے اور اُن کے سامنے بیٹھکر ارشاد فرمایا: جس مقصد کے لئے تم یہاں آئے ہو کیا اس سے بہتر ایک اور مقصد میں تمہارے سامنے پیش کروں؟" انہوں نے کہا "وہ کیا؟" آپنے فرمایا "خدانے مجھکو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے میں لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم خدا کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرو۔ خدانے مجھپر قرآن مجید نازل کیا ہے" آپنے قرآن مجید کا ایک حصہ پڑھکر انکو سنایا اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔ ایاس بن معاذ اس وقت کم عمر تھے انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کر کے کہا "جس مقصد کے لئے تم یہاں آئے ہو۔ خدا کی قسم یہ اسلام اس سے بدرجہا بہتر ہے" یہ سنکر ابوالحیس کو غصہ آیا اور انہوں نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر اُنکے چہرے پر مار کر کہا۔ "چپ رہ ہم اسلام قبول کرنے نہیں آئے" ایاس چپکے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھکر تشریف لے گئے آپ کے چلے آنے کے بعد یہ لوگ بھی مدینہ منورہ واپس آگئے تھوڑے دنوں کے بعد ایاس ہلاک ہو گئے۔

عقبۂ اولیٰ

سنہ ۱۱ نبوت میں قوم خزرج کے چند معزز افراد عقبہ (عقبہ اُس طویل پہاڑ کو کہتے ہیں جو سڑک کے عین وسط میں واقع ہو۔ اور چلنے کا راستہ اُس میں سے بمشکل نکالا جائے جس عقبہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ منیٰ اور مکہ کے درمیان مکہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں ایک مسجد بھی ہے جسمیں کھڑے ہو کر جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں) میں وارد ہوئے انکے اسماء مبارک یہ ہیں۔

اسعدؓ بن زرارہ	رافعؓ بن مالک عجلانی	عقبہؓ بن عامر
عوف رضؓ بن عفراء	قطبہ رضؓ بن عامر	جابر رضؓ بن عبداللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی اور آپ ان کے پاس آئے دریافت کیا "تم کون ہو؟" انہوں نے عرض کیا "قوم خزرج کے چند افراد" فرمایا "یہودیوں کے حلیف؟" عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "کیا میں تم سے کچھ مکالمہ کر سکتا ہوں؟" انہوں نے عرض کیا "شوق سے" آپنے ان کو خدا کی وحدانیت سے گرمایا۔ اسلام پیش کیا اور قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا۔

مدینہ کے یہودی

اَوس و خزرج مشرک و بُت پرست تھے مدینہ کے یہودیوں سے جب اُن کا کوئی نزاع ہوتا تو وہ اُن کو دھکیاں دیتے کہ عنقریب خدا کا ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے ہم اُن کی فوج میں شامل ہوکر تمہارا خوب قتل عام کریں گے،، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤثر وعظ سُنکر خزرج کے اُن چھ افراد نے آپسمیں کہا «خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے جس سے ہمکو یہودی خوفزدہ کرتے تھے ہمکو فوراً انکی دعوتِ اسلام قبول کرلینا چاہیئے تاکہ یہودی ہم سے سبقت نہ لیجائیں،،

اہل مدینہ آپکو کس نظر سے دیکھتے تھے؟

یہ کہکر سب نے آپکی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا اور بلا پس و پیش اُسی وقت اسلام میں داخل ہوگئے۔ اور عرض کیا «ہماری قوم مدینہ میں رہتی ہے۔ آجکل ہماری قوم میں انتہائی اختلاف رونما ہے اوران کے (اوس وخزرج کے) دلوں میں آتش عداوت و بغض ساری دنیا سے زیادہ بھڑکی ہوئی ہے شاید خدا آپکے ذریعہ سے ہماری قوم کا اتحاد قائم کرادے ہم مدینہ واپس جاتے ہیں اور آپ کی دعوت اسلام اُنکے سامنے پیش کریں گے اگر انہوں نے بالاتفاق اسلام قبول کرلیا تو دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی معزز اور شریف آدمی نہیں،، یہ کہکر مدینہ واپس چلے گئے اور اپنی قوم کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور اسلام پیش کیا اللہ کی شان دفعتہً چاروں طرف اسلام پھیل گیا۔ اور انصار کے ہر محلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہونے لگا۔

عقبۂ ثانیہ

اگلے سال یعنی ۱۲؁ نبوت میں حج کے موقعہ پر اسی عقبہ میں اسی قوم کے بارہ ارکان پھر حاضر ہوئے چھ وہی پہلے اور چھ دوسرے جنکے نام یہ ہیں۔ عبادہ رضؓ بن صامت۔ زید رضؓ بن ثعلبہ۔ ذکوان رضؓ بن عبد القیس۔ معاذ رضؓ بن عفراء ابو الہیثم بن عبادہ یہ خزرجی ہیں باقی دو میاں اور عویمر رضؓ بن ساعدہ اَوس کے نمائندے ہیں ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔

اسلام کا پہلا مبلغ

آپنے مدینہ کے مسلمانوں (انصار) کو قرآن سکھلانے اور تعلیم اسلام دینے کیلئے حضرت مصعب رضؓ بن عمیر کو متعین فرمایا یہ نسلاً قریشی تھے اور مدینہ میں حضرت اسعد رضؓ بن زرارہ کے مکان پر مقیم تھے۔

مدینہ میں اسلام کسطرح پھیلا

ایک روز مصعب رضؓ اور اسعد رضؓ بن زرارہ بنی ظفر کے ایک محلہ میں گئے اور اس محلہ کے سب مسلمان انکے پاس آکر جمع ہو گئے یہ دیکھ کر سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا "یہ دو شخص ہماری قوم کے کم عقل اور سادہ آدمیوں کو بہکانے آئے ہیں آپ ان کو ڈانٹئے اور یہاں سے نکال دیجئے۔ مشکل یہ آپڑی ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی ہے ورنہ میں خود ہی اُٹھکر انکو زجر و توبیخ کرتا۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار اور راہنما تھے۔ اسید نے اپنا نیزہ ساتھ لیا اور انکی طرف روانہ ہوئے اسعد رضؓ بن زرارہ نے حضرت مصعب رضؓ سے عرض کیا "یہ شخص جو سامنے سے آرہا ہے اپنی قوم کا سردار ہے آپ اسکو مسلمان کر لیجئے" مصعب رضؓ نے فرمایا "اگر وہ میرے پاس بیٹھے تو میں ضرور اُنکو سمجھاؤں گا" اسید نے آتے ہی اُنکو گالیاں دینا شروع کیں اور غضبناک لہجہ میں کہا "تم یہاں کیوں آئے ہو؟ ہماری قوم کے بے وقوف اور سادہ لوح آدمیوں کو بہکانے آئے ہو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ" حضرت مصعب رضؓ نے فرمایا "آپ تھوڑی دیر بیٹھکر اطمینان سے ہماری گفتگو سن لیجئے اگر میری گفتگو آپکو اچھی معلوم ہو تو آپ قبول کر لیجئیگا اور اگر آپ ناراض ہوں تو ہم یہاں سے چلے جائینگے" اسید نے کہا "ہاں یہ معقول بات ہے" یہ کہا اور اپنا نیزہ زمین میں گاڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب رضؓ نے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا۔ آیات سُنکر انکی کیفیت بدلنے لگی اور چہرہ سے قبولیت کے آثار نمودار ہونے لگے اسید نے فرمایا "یہ کلام بہت پاکیزہ اور نہایت ہی اچھا ہے اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو تم اسکو کسطرح داخل کرتے ہو؟" انہوں نے فرمایا "غسل کریئے نئے کپڑے پہنئے یا انہی کپڑوں کو دھو ڈالئے کلمۂ شہادت پڑھ لیجئے اور صرف دو رکعتیں ادا فرمایئے بس" اسید نے ایسا ہی کیا اسلام پھیر کر فرمایا "صرف ایک شخص باقی ہے اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ تو پھر ہماری قوم کا کوئی فرد بھی غیر مسلم نہیں رہیگا۔ اور میں اسکو آپ کے پاس بھیجتا ہوں ان کا نام سعد بن معاذ ہے" یہ کہا اور اپنا نیزہ اُٹھاکر واپس چلے گئے۔ سعد بن معاذ اپنی محفل میں ان کے منتظر بیٹھے تھے دُور سے انکو آتا ہوا دیکھکر دوستوں سے کہا "اسید کا اب وہ چہرہ ہی نہیں رہا" اسید نے بیٹھتے ہی فرمایا "میں نے ان دونوں سے گفتگو کی ہے اور اُن کا

عندیہ معلوم کر لیا ہے۔ میرے خیال میں یہ خطرناک آدمی نہیں ہیں میں نے ان سے کہا کہ آپ صاحبان یہاں سے چلے جائیے تو انہوں نے میری بات قبول کر لی مگر وہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نظر آرہا ہے۔ مجھکو اطلاع دیگئی ہے کہ بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے آرہے ہیں" یہ سنتے ہی سعد بن معاذ غصہ کی حالت میں اُٹھے اور نیزہ لیکر اپنے خالہ زاد بھائی کو چھڑانے کے لئے دوڑ پڑے پُشت پھیرتے وقت اسید سے کہا "تم سے کچھ بھی نہ ہو سکا" جب سعدؓ نے ان دونوں کو اطمینان کی حالت میں دیکھا تو دل میں کہا "آہا! اسید نے مجھکو بہانہ سے یہاں بھیجا ہے تاکہ میں انکی گفتگو سے مستفید ہو سکوں" کھڑے ہوتے ہی انکو مغلظات سُنانے لگے اسعد بن زرارہ سے خطاب کیا "اگر تم سے رشتہ داری نہ ہوتی تو تم ہمارے محلہ میں قدم بھی نہ رکھ سکتے تھے" حضرت مصعبؓ نے فرمایا "آپ غصہ کو تھوک دیں۔ تھوڑی دیر بیٹھکر اطمینان سے میری گفتگو سنئے اگر میری گفتگو آپکے حسب منشاء ہو تو قبول فرمائیے گا ورنہ ہم آپکو ناراض کرنا نہیں چاہتے اور یہاں سے اُٹھکر چلے جائیں گے" سعد بن معاذ نے جواب دیا "آپ نے خوب انصاف کیا" یہ کہا اور نیزہ زمین میں گاڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا۔ آیات ربانی سنتے ہی سعد بن معاذ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہونے لگی اور چہرہ سے قبولیت کے آثار نمایاں ہونے لگے کہا "جب کوئی شخص اسلام قبول کرنا چاہے تو آپ اسکو کسطرح داخل کرتے ہیں" فرمایا "غسل کر لیجئے نئے کپڑے پہنئے یا یہی کپڑے دھو ڈالئے کلمہ شہادت پڑھئے اور دو رکعتیں ادا کیجئے بس" سعد بن معاذ نے ایسا ہی کیا۔ نیزہ اُٹھایا اور اپنے محل میں واپس آئے اسید کو ساتھ لیکر قوم کے بڑے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا "اے میری قوم! اے بنی عبد الاشہل! میرا کیا رتبہ ہے؟" قوم نے بالاتفاق کہا "آپ ہمارے سردار ہیں صائب الرائے ہیں اور آپکے احکام کے سامنے سر اطاعت خم کرنا ہمارے لئے باعث فخر ہے" سعدؓ بن معاذ نے فرمایا "تو پھر کان لگا کر سن لو جبتک تم سب کے سب اسلام قبول نہ کر لو تم سے اور تمہاری عورتوں سے میرے لئے بات کرنا قطعاً حرام ہے" اس تقریر سے اتنا اثر ہوا کہ شام تک بنی اشہل کے سب افراد کیا مرد اور کیا عورتیں سب کے سب مسلمان ہو گئے اور حضرت مصعبؓ اسعدؓ بن زرارہ کے ساتھ خوش و خرم اپنے گھر واپس چلے آئے۔

عقبۂ ثالثہ

حفاظت اسلام کیلئے سر بکف ہونے کا حتمی اقرار

اگلے سال یعنی ۱۳؁ نبوت میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور آپکے ساتھ انصار کے ستر مسلمان اور دو مسلمان خواتین (ام عامر و ام منیع) بھی ساتھ تھیں چونکہ حج کا موسم تھا اسواسطے قوم خزرج و اوس کے غیر مسلم (مشرکین) بھی برسم قدیم کے مطابق حج کرنے کے لئے ان کے ہم رکاب تھے مکہ معظمہ میں پہنچ کر انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ فلاں روز ہم اُسی عقبہ میں شب کے آخری حصہ میں پہنچ جائیں گے آپ تشریف لائیگا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں وہ اس عقبہ میں میں بھی حاضر تھا ہم حج سے فارغ ہونے کے بعد موعودہ شب کو تین بجے عقبہ میں پہنچے مدینہ کے غیر مسلم بھی ہمارے ساتھ تھے اُن سے چھپکر اور آہستہ آہستہ بستروں سے اُٹھکر عقبہ کی طرف روانہ ہوگئے حضرت براء بن معرور ہمارے افسر تھے ہم پہاڑ کی گھاٹی میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد آپ اپنے چچا عباس (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کے ساتھ نزول فرما ہوئے بیٹھتے ہی عباس نے کہا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دلآویز تقریر

"قوم خزرج کے مسلمانو! (اس وقت چونکہ زیادہ تعداد خزرجیوں کی تھی اسواسطے اغلبیت کا لحاظ کرکے خزرج ہی کا نام لیا) آپ کو معلوم ہے کہ قریش اور تمام عرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سخت جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہیں اور ہم نے اب تک ان کو دشمنوں سے اچھی طرح بچا رکھا ہے کچھ عرصہ سے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اصرار کر رہے ہیں کہ وہ انصار سے ملنا چاہتے ہیں اور انپر اعتماد کرکے مدینہ میں اُن کے پاس ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اگر فی الواقع آپ انکو اپنی حفاظت میں لینا چاہتے ہیں تو آپ انکو مخالفوں سے بچانے کا اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں سربکف ہونے کا حتمی اقرار اور پکا وعدہ کریں اور اگر آپکا یہ جوش و خروش عارضی ہے اور مدینہ میں جاکر انکو تنہا چھوڑنے کا ارادہ ہے تو مہربانی کرکے آپ آج ہی انکو چھوڑ دیجئے بفضلہ تعالیٰ وہ ہمارے پاس ہر طرح سے محفوظ رہیں گے اور کسی شخص کو انکی طرف نظر اٹھانے کی جرأت کبھی نہ ہوگی"

انصار نے جواب دیا

"ہم آپکا مدعا سمجھ گئے مہربانی کرکے آپ چپکے ہو جائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریر کرنے دیجئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے) حضور! آپ آزادی سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیجئے اور اللہ تبارک تعالیٰ نے جسطرح حکم دیا ہے بلا پس و پیش بیان کیجئے"

مجاہدانہ کارروائیوں کے لئے اہم شرائط

آپ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا کر خدا کا خوف دلاتے ہوئے اسلام پیش کر کے فرمایا "تم اپنے بال بچوں کی طرح مجھکو میرے دشمنوں سے بچاؤ کیا تم اس شرط پر مجھسے بیعت کرنے کو طیار ہو؟" حضرت براء بن معرور رئیس انصار نے فرمایا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر مبعوث کیا ہے ہم اپنے بال بچوں ہی کی طرح آپ کو کفار سے بچائینگے ہم میدانِ جنگ میں دشمنوں سے لڑنے کیلئے مشہور ہیں اور شمشیر زنی میں لاثانی ہیں یہ بہادری اور شجاعت ہمکو وراثت میں ملی ہے" ابو الہیثم بن تیہان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا

"حضور کافروں سے ہمارے معاہدے اور صلحنامے ہو چکے ہیں صرف آپکی خاطر ہمکو یہ سابقہ رشتے توڑنے پڑینگے اور آپ کی حفاظت کیلئے سربکف ہو کر میدان جنگ میں آجائیں گے اور جب آپ کے دشمن زیر ہو جائیں اور آپ کو فتح عظیم حاصل ہو جائے تو کیا آپ اس وقت ہمکو چھوڑ کر اپنی قوم (قریش) میں واپس چلے جائینگے؟"

یہ سنکر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا

"زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے جنگ کرونگا اور جس سے صلح کرو گے اس سے میری بھی صلح ہو گی جسطرح حضرت عیسیٰؑ کو حواریوں نے اپنی قوم کے بارہ ۱۲ اشخاص ضمانت میں پیش کئے تھے اسی طرح تم بھی اپنی قوم کے بارہ ۱۲ نقیب (سرکردہ اور ممتاز افراد) پیش کردو"

انصار نے اسی وقت ۹ نقیب خزرج کے اور ۳ تین نقیب اوس کے پیش کر دیئے پھر بیعت کی کارروائی شروع ہوئی۔ عباس بن عبادہ انصاری نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

"تمہیں اس بیعت کی ذمہداری کا بھی احساس ہے؟ اس بیعت کے نتائج یہ ہیں کہ ساری دنیا کفن بردوش تمہارے استیصال کے لئے طیار ہو جائے گی۔ تمہارے مال لوٹ لئے جائینگے تمہارے نوجوان قتل کر دیئے جائینگے اور تمہاری عورتیں اور بچے قید کر لئے جائینگے اگر تم نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیا اور ان کی امداد کرنے سے انکار کر دیا تو پھر یاد رکھو دین و دنیا میں تمہاری رسوائی ہو گی ہاں اگر تم ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کیلئے مستعد ہو اور اپنی جان و مال کو حضور پر قربان کرتے ہو تو پھر بخوشی بیعت کر لو"

جنت کا سودا

انصار نے بالاتفاق کہا "ہم ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ہم نے اپنے وعدہ کا ایفا کیا تو پھر ہمکو معاوضہ میں کیا ملیگا؟" حضورؐ نے فرمایا "جنت" یہ سنتے ہی تمام انصار نے کہا "تو پھر اپنا ہاتھ بڑھائیے" آپؐ نے ہاتھ بڑھایا اور تمام انصار بیعت کرنے کو جھکے سب سے پہلے حضرت براءؓ بن معرور نے بیعت کی۔ شیطان نے اسی دم عقبہ کی چوٹی سے بہت ہی بلند آواز سے کہا "قریش! تمام انصار مسلمان ہو گئے اور تم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس آواز کا کچھ خیال نہ کرو یہ شیطان ہے اب تم اسی وقت مدینہ واپس چلے جاؤ" حضرت عباسؓ بن عبادہ نے عرض کیا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپکو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپکا اشارہ ہو تو ہم ابھی اپنی تلواروں کے ساتھ قریش پر چڑھ پڑیں؟" آپؐ نے فرمایا "ابھی مجھکو جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے لیکن اسی وقت مدینہ واپس چلے جاؤ" حسب ارشاد تمام انصار عقبہ سے واپس ہو کر اپنی قیام گاہ میں بستروں پر لیٹ گئے صبح ہوتے ہی قریش کے سرکردہ اشخاص آئے اور ہم سے کہا "ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تم محمد (ؐ) کو یہاں سے لیجانا چاہتے ہو اور ہمارے خلاف ہتھیار اٹھانے کیلئے اس سے بیعت کر رہے ہو۔ سن رکھو خدا کی قسم دنیا میں ہم سے زیادہ لڑنے میں کوئی بہادر قوم نہیں ہے اگر فی الواقع ایسا ہوا ہے تو ہم میدان جنگ میں تمکو گاجر مولی کیطرح کاٹ کر رکھدینگے" ہمارے ساتھ مدینہ کے جو بت پرست تھے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا "تمکو یہ غلط اطلاع ملی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اس قسم کی کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی" مشرکین مدینہ کے یہ الفاظ سنکر قریش کو اطمینان ہو گیا اور وہ واپس جانے لگے۔ حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں "قریش کے معزز افراد کے ایک نوجوان کے پیر میں نئی جوتیاں تھیں میں نے اپنی قوم کے سردار ابو جابر عبداللہؓ سے کہا آپ بھی تو ہمارے سردار ہیں آپکو بھی اس قریشی نوجوان کیطرح اپنے پیروں میں نئی جوتیاں ڈالنی چاہئیں" اس قریشی نوجوان (اسکا نام حرث بن ہشام ہے) نے میرے یہ الفاظ سن لئے اور اسی وقت اپنے پیروں میں سے جوتیاں نکالکر میری طرف پھینکدیں "لو یہ تم پہن لو" ابو جابر نے مجھ سے کہا "تم ان کی جوتیاں واپس کردو" میں نے کہا "میں اب تو واپس نہیں کروں گا" ابو جابر نے کہا "اگر یہ فال صحیح نکلی تو میں اُن سے ضرور چھین لوں گا"

(تفسیر خازن صفحہ ۲۵۹ جلد اول۔ معجم البلدان صفحہ ۱۹۲ جلد ۲)

حضور کو قتل کرنیکی سازش

جب انصار مسلمان ہو گئے تو قریش کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب اسلام ترقی کر جائیگا اسلئے سب سردار قریش اسکے لئے انسدادی تدابیر اختیار کرنے کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے حاضرین اجلاس کے سرکردہ اشخاص کے نام یہ ہیں۔

ربیعہ کے دونوں بیٹے		امیہ بن خلف
عتبہ، شیبہ	نضر بن حارث	حکیم بن حزام
ابو جہل۔ ابو سفیان	ابو البختری بن ہشام	حجاج کے دونوں بیٹے
طعیمہ بن عدی	زمعہ بن اسود	نبیہ منبہ

شیطان بھی ایک شیخ نجدی کی صورت میں آیا۔ قریش نے پوچھا "تم کون ہو" اسنے جواب دیا۔ "میں نجد کا ایک نمائندہ ہوں مجھکو تمہارے اجتماع کے متعلق خبر ملی تھی میں نے اس مجلس میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا میں تمکو صحیح رائے اور نیک مشورہ دونگا" قریش نے کہا "اچھا اندر آ جاؤ" جلسہ کا آغاز ہوا۔ ابو البختری نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اسکو بیڑیوں میں باندھ دو طاق میں سے روٹی پانی پھینکدیا کرو حتی کہ وہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر ختم ہو جائے" اسی وقت شیخ نجدی بول اٹھا "یہ رائے غیر صحیح ہے اسلئے کہ جس وقت مسلمانوں کو اسکے قید ہونے کی خبر ملے گی تو وہ فوراً مقابلہ کر کے اسکو تم سے چھین لینگے" سب نے کہا "شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے" ہشام بن عمرو نے کھڑے ہو کر یہ کہا "میرا خیال یہ ہے کہ تم اسکو ایک اونٹ پر بٹھلا کر اپنے شہر سے نکالدو جس وقت یہ تمہاری نظروں سے غائب ہو جائیگا تو تم اس سے بالکل مطمئن ہو جاؤ گے اسکے بعد یہ تمکو کسی طرح سے ضرر نہیں پہنچا سکیگا۔ تمہاری بلا سے یہ کہیں چلے جائے" نجدی شیخ نے کہا "یہ مشورہ بھی ٹھیک نہیں اگر تم اسکو یہاں سے نکالدو گے تو یہ دوسری قوموں کو اپنی طرف مائل کر کے تم سے انتقام لیگا تم اسکی فصاحت میٹھی گفتگو اور طلاقت لسانی سے خوب واقف ہو یہ شخص دوسرے کے دل پر فوراً قبضہ کر لیتا ہے اس وقت یہ لشکر جرار لا کر تمکو تمہارے وطن سے خارج کر دیگا" سب بول اٹھے "شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے" اسکے بعد ابو جہل نے کہا "میں ایک صحیح رائے پیش کرتا ہوں قریش کے ہر خاندان سے ایک ایک نوجوان لو سب کے ہاتھوں میں ایک ایک تلوار دو اور پھر سب نوجوان ملکر ایک ہی وار میں اسکو قتل کر دیں ایسا کرنے سے اسکے رشتہ داروں کے ہوش

اڑ جائینگے پھر تم سب ملکر اسکی دیت و معاوضہ و قتل بصورت زر ادا کر دینا ،، شیخ نجدی چلا کر بولا اس نوجوان نے بالکل صحیح رائے پیش کی ہے اس پر عمل ہونا چاہیئے ،، بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئی اور اسکو عملی جامہ پہنانے کیلئے سب منتشر ہو گئے اس کے بعد فوراً حضرت جبرائیل ؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپکو اس سازش سے مطلع کیا حکم دیا آج رات کو تم اپنے بستر سے غائب رہنا ،، اسکے بعد خدا نے آپکو مدینہ کیطرف ہجرت کرنے کا حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا آج رات کو تم میرے بستر پر میری چادر تان کر سو جانا تم مطمئن رہو۔ دشمن تمکو قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکیگا ،، حضور گھر سے نکلے اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی خدا نے یہ مٹی انکی آنکھوں میں پہنچا دی حضور یہ مٹی انکے سروں پر پھینکتے جاتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے۔

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝	ہمنے انکی گردنوں میں بھاری بھاری طوق ڈالدئے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں اور انکے سر اونچے ہو گئے ہیں اسواسطے انکو راستہ دکھائی ہی نہیں دیتا اور ہمنے ایک دیوار انکے آگے اور ایک دیوار انکے پیچھے بنا دی اور اوپر سے ان کو ڈھانک دیا پس یہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے ساتھ غار ثور تک گئے اور حضرت علی کو اپنی امانتیں ادا کرنے کیلئے مکہ میں چھوڑ دیا۔ لوگ حضور کو امین سمجھکر اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوا دیتے تھے۔

جب قرارداد کافروں نے حضور کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور یہی سمجھتے رہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بستر پر سوئے پڑے ہیں۔ صبح ہوتے ہی حضور کے بستر پر پل پڑے۔ حضرت علی رضہ کو دیکھکر دنگ رہ گئے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں ،، حضرت علی رضہ نے جواب دیا مجھکو تو معلوم نہیں ،، اب کافروں نے حضور کا تعاقب کیا اور آپکو گرفتار کرنے کیلئے اسوار دوڑا دئے جب غار پر پہنچے تو مکڑی نے اسکے دروازے پر جالا تان دیا تھا۔ کہنے لگے اگر وہ اس میں داخل ہوتا تو یہ مکڑی کا جالا نہ ہوتا ،، حضور تین روز تک غار میں چھپے رہے اس واقعہ کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ	اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! یاد کرو اسوقت کو کہ یہ کافر تمپر داؤ چلانا

يُخْرِجُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ
چاہتے تھے تاکہ تمکو گرفتار کرلیں یا تمکو جلاوطن کردیں یا تمکو قتل کردیں یہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

(خازن صفحہ ۱۶۶، ۱۷ - جلد ۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں "میں نے غار سے مشرکین کے قدم دیکھے اسوقت وہ عین ہمارے سروں پر تھے۔ مینے حضور سے عرض کیا حضور! اگر انمیں سے ایک نے بھی اپنے قدم کیطرف دیکھا تو وہ ہمکو دیکھ لیں گے حضور نے جواب دیا ابوبکر! اُن دو شخصوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جنکا تیسرا خدا ہے"! (صحیحین)

قرآن مجید میں ہے۔

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا
اس وقت یہ دونوں غار ثور میں تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی حضرت صدیق رضؓ سے کہہ رہے تھے کچھ فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

ایک روز حضرت عمر فاروق رضؓ کے سامنے حضرت صدیق رضؓ کا تذکرہ ہوا حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا "کاش میری تمام عمر کے اعمال حضرت صدیق رضؓ کے صرف ایکدن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائیں وہ رات کونسی؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضؓ کے ساتھ غار ثور میں گئے جب یہ دونوں غار کے منہ پر پہنچے تو حضرت صدیق رضؓ نے عرض کیا حضور! ابھی آپ اس میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہوتا ہوں اگر اسمیں کوئی زہریلا جانور ہوگا تو وہ مجھکو کاٹ لیگا آپ تو محفوظ رہینگے" حضرت صدیق رضؓ اسکے اندر گھسے اور اُسکو اندر سے صاف کیا۔ جہاں کوئی سوراخ بل دیکھتے اپنی تہمد سے کپڑا پھاڑ کر اسکو بند کر دیتے کپڑا سب ختم ہو چکا تھا ابھی دو سوراخ باقی تھے اُن کے منہ پر اپنے دونوں قدم رکھدیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "حضور اب اندر تشریف لے آیئے" حضور اندر تشریف لیگئے اور اپنا سر مبارک حضرت صدیق رضؓ کی گود میں رکھکر اطمینان سے سوگئے۔ اُس بل میں سے کسی زہریلے جانور نے حضرت صدیق رضؓ کے پیر میں کاٹا تکلیف ہوئی مگر حرکت نہ کی اسوجہ سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ پڑے درد کیوجہ سے آنسو حضور کے چہرے مبارک پر گرے حضور کی آنکھ کھل گئی پوچھا "ابوبکر! کیا ہوا؟" عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہے" حضور نے اپنا لعاب (تھوک) حضرت صدیق رضؓ کے پیر پر لگا دیا۔ درد فوراً جاتا رہا۔ لیکن حضرت صدیق رضؓ کی موت کا باعث یہی زہر تھا جسوقت یہ دونوں غار کیطرف جا رہے تھے تو حضرت

صدیق کبھی حضور کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے حضور نے فرمایا "ابوبکر! کیا کر رہے ہو؟" عرض کیا "جب مجھکو یہ خیال آتا ہے کہ دشمن ہمارے تعاقب میں ہے تو میں آپکے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب آپکی حفاظت کا خیال آتا ہے تو حضور کے آگے چلنے لگتا ہوں"

حضرت صدیق رض نے عرض کیا "اگر میں قتل ہو گیا تو کیا حرج ہے صرف ایک مسلمان ہی قتل ہو گا اور اگر خدانخواستہ آپ قتل ہو گئے تو ساری اُمت ختم ہو جائے گی"

(تفسیر خازن صفحہ ۲۷۸ جلد ۲)

ہجرت کا مفصل بیان

قبل ازیں صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں لکھا جا چکا ہے کہ ایک دفعہ حضرت صدیق رض کا ملک حبشہ میں ہجرت کر کے جانا اور راستہ میں سے ابن دغنہ کا واپس لانا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حضرت ابوبکر صدیق رض حضور کی رفاقت کے منتظر رہے اور صدیق رض کے پاس دو سواریاں تھیں ہجرت کیلئے چار ماہ سے اُنکو خوب موٹا تازہ کر رہے تھے دفعۃً ایک غیر معمولی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برقعہ اوڑھے ہوئے حضرت صدیق رض کے گھر پر تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ والد ماجد نے عرض کیا "حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان حضور اس وقت تو کبھی میرے گھر پر تشریف نہیں لائے کوئی اہم کام ہو گا جسکے لئے حضور اس وقت تشریف لائے ہیں" حضور نے اندر آنے کی اجازت طلب کی والد ماجد نے اجازت دی اور حضور اندر داخل ہوئے والد سے فرمایا "گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کو باہر نکال دو" والد ماجد نے عرض کیا حضور اس وقت گھر میں صرف آپ کی زوجہ (حضرت عائشہ۔ ابھی صرف نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی) ہیں" حضور نے فرمایا "مجھکو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے" والد ماجد نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان اُن دو سواریوں میں سے ایک سواری آپ لے لیجئے" حضور نے فرمایا "قیمت کے ساتھ لیتا ہوں" پھر اسی وقت دونوں کیلئے سفر کا ضروری سامان باندھا اور ایک تھیلی میں سفر کا کھانا بھر دیا اُس کا منہ بند کرنے کیلئے سر دست کوئی چیز نہ تھی حضرت اسماء رض (میری ہمشیرہ) نے اپنا ازار بند توڑ کر اس سے اسکا منہ بند کر دیا اُس واسطے میری ہمشیرہ کا نام ذات النطاق (ازار بند والی) پڑ گیا ہے اسکے بعد والد ماجد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں تین رات تک غار ثور میں چھپے رہے ہر روز شام کو میرے بھائی عبداللہ جو بڑے ہوشیار تھے دونوں کا کھانا وہاں پہنچا دیتے اور رات بھر انکے ساتھ رہتے صبح کو مکہ واپس آ جاتے دن بھر

قریش کے پاس رہتے اور ضروری خبریں مہیا کر کے شام کیوقت کھانا لیجا کر دونوں کو مطلع کرتے والد ماجد کے غلام عامر بن فہیرہ مغرب کے بعد روز کے روز بکری ہانک کر لیجاتے عشاء کے بعد وہاں پہنچتے اور دودھ پلاتے والد اور حضورؐ نے راستہ بتلانے کے لئے پہلے ہی سے خاندان دیل کے ایک شخص اجرت پر مقرر کر لیا تھا۔ یہ شخص اُس وقت کافر تھا مگر راستہ بتلانے میں بڑا ماہر تھا دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دی تھیں اور اس سے وعدہ لیا تھا کہ تیسرے دن علی الصباح پہاڑ ثور کے غار میں دونوں سواریاں لے آتا الغرض تیسرے روز علی الصباح حضورؐ اور والد ماجد غارِ ثور سے روانہ ہوئے عامر بن فہیرہ اور دیلی۔ دیل سمندر کے کنارے کنارے ان کو لے گیا۔

مکہ میں قریش نے اعلان کیا کہ جو شخص محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیگا یا اسکو قید کر کے لائے گا تو اسکو سو اونٹوں کا انعام دیا جائے گا۔ سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی قومی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً ایک شخص آیا اس نے بیان کیا کہ سراقہ! میں نے ابھی ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے ساتھی ہیں "یہ سنکر مجھکو یقین ہو گیا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں لیکن میں نے اُسکو ٹالنے کیلئے کہ مبادا وہ انعام حاصل کرنے کی کوشش کرے زبان سے کہہ دیا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں فلاں فلاں شخص ہیں جو ہمارے سامنے گم شدہ اونٹ کی تلاش میں گئے ہیں" یہ کہکر کچھ دیر تک میں اسی محفل میں بیٹھا رہا پھر یہاں سے اُٹھکر اپنے گھر گیا اپنی لونڈی کو حکم دیا فوراً میرا گھوڑا تیار کر کے ٹیلہ کے پیچھے لیجاؤ میرے آنے تک اُسکی لگام پکڑے رکھنا" میں نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی پشت سے ہو کر اس ٹیلہ پر پہنچا گھوڑے پر سوار ہوا اور آہستہ آہستہ گھوڑے کو بڑھانا شروع کیا۔ دفعتہً میں گھوڑے سے گر گیا۔ پھر اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوا میں نے اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا۔ اور تیر نکالے جیسے میں نے اُنسے فال نکالی تو مخالف تیر نکلا۔ لیکن میں نے اس بدفالی کی کچھ پرواہ نہ کی اور ناک کی سیدھ بڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا اور آپ کی قرأت صاف سنائی دینے لگی حضور تو میری طرف دیکھتے ہی نہ تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ بار بار میری طرف دیکھتے تھے دفعتہً میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اُسکی دونوں اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں میں گھوڑے سے اترا اور اسکو باہر نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ باہر نہ نکلا اور میں نے تیروں کی پھر فال نکالی اُس وقت بھی بری فال نکلی میں نے

ایک غبار آسمان کیطرف بڑھتے دیکھا۔ میں نے وہیں کھڑے ہوکر آواز دی "مینے آپکو امان دی" میری آواز سنکر وہ کھڑے ہوگئے پھر گھوڑا باہر نکل آیا اور میں اُسپر سوار ہو کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میرے دل میں یقین پیدا ہوگیا کہ عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج ہونے والا ہے میں نے حضور سے عرض کیا "آپکی قوم (قریش) نے آپکی گرفتاری یا قتل کے لئے سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا ہے" یہ کہکر مینے قریش کی تمام خبروں سے اُنکو مطلع کیا۔ اور مینے زادراہ اور سفر کا ضروری سامان ان کے سامنے پیش کیا ان دونوں نے مجھسے فرمایا "حتی الوسع ہمارے متعلق انکو بے خبر رکھو" مینے حضور سے عرض کیا "مہربانی کر کے آپ بصورت تحریر اپنا امن نامہ مجھکو عطا فرمائیں" حضور نے عامر بن فہیرہ کو امن نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ اُسنے ایک چمڑے پر "امن نامہ" لکھدیا مجھکو وہ تفویض کر کے حضور آگے بڑھے۔

حضرت زبیر رض کی سرکردگی میں مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ شام سے آرہا تھا راستہ میں اُس سے ملاقات ہوئی حضرت زبیر رض نے حضور اور حضرت صدیق رض کو سفید کپڑے پہنائے مدینہ کے مسلمانوں کو پہلے ہی سے خبر ملگئی تھی کہ حضور مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں وہ ہر روز علی الصباح استقبال کیلئے مدینہ سے باہر آتے دوپہر تک انتظار کر کے گرمی کی شدت سے تنگ آکر شہر میں واپس چلے جاتے ایک روز وہ بہت دیر تک انتظار کرنے کے بعد شہر کو واپس چلے گئے جب وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو ایک یہودی ایک قلعہ پیظاہر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکی نظر پڑی اسی دم اُس نے بلند آواز سے کہا "جسکا تم انتظار کر رہے تھے وہ آگئے" یہ سنتے ہی تمام مسلمان ہتھیاروں سے مسلح ہوگئے اور مدینہ سے باہر حضور کا استقبال کیا حضور انکے ساتھ داہنی سڑک پر ہوکر حضرت عمرو بن عوف کی حویلی میں نزول فرما ہوئے یہ ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا حضرت ابوبکر صدیق رض حضور پر سایہ کر کے کھڑے ہوگئے اور حضور چپ بیٹھ گئے جنہوں نے پہلے سے حضور کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت صدیق رض کو رسولِ خدا سمجھکر سلام کرتے حتی کہ جب سورج سر پر آگیا۔ تو حضرت صدیق رض چادر تان کر حضور پر سایہ کر کے کھڑے ہوگئے حضور حضرت عمرو بن عوف کی حویلی میں دس راتوں سے زیادہ مقیم رہے اور یہاں آپنے ایک مسجد کی بنا ڈالی نماز سے اسکا افتتاح کیا پھر سوار ہو کر چلے گئے مسلمان آپکے ہمراہ پیدل چل رہے تھے حتی کہ حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی جہاں آج مسجد النبی ہے پہلے یہ کھجوروں کا گودام تھا اسکے مالک دو یتیم بچے سہل و سہیل تھے جو اسوقت سعد بن زرارہ کی گود میں تربیت پا رہے تھے جب اونٹنی اس مقام پر بیٹھ گئی تو حضور نے فرمایا

ما انشاء اللہ ہماری منزل یہی ہے " اسکے بعد دونوں یتیم بچوں کو طلب کیا اُن سے کہا " میں یہاں مسجد بناؤں گا۔ تم مجھسے اس قطعۂ زمین کا سودا کرو " دونوں یتیم بچوں نے عرض کیا " حضور ہم آپکو یہ قطعۂ زمین مفت دیتے ہیں " حضورؐ نے مفت میں یہ ٹکڑا لینے سے انکار کر دیا بالآخر ان بچوں نے اُس ٹکڑے کی قیمت لے لی حضورؐ نے مسجد کی بنا ڈالی خود حضورؐ عام مسلمانوں کے ساتھ اینٹیں اُٹھاتے اور یہ کہتے۔

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا ابر ربنا واطھر	اے ہمارے رب بنا رمسجد کے لئے یہ اینٹیں اٹھانا خیبر (ایک مقام کا نام ہے جہاں سے عرب کھجوریں غلہ وغیرہ لاتے تھے) کے مال سے بہت اچھا ہے اور یہ کام بہت ہی پاکیزہ ہے ہمارے خدا کے نزدیک۔
اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ	یا اللہ اصل اُجرت تو آخرت کا اجر و ثواب ہے۔
فارحم الانصار والمھاجرہ	میرے انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم کر

(خازن صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۶ جلد ۲)

مسجد النبیؐ کی تعمیر

جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو شہر کے بالائی حصہ میں بنو عمرو بن عوف کے محلہ میں چودہ رات تک مقیم رہے اسکے بعد حضور نے بنو نجار کو طلب کیا وہ تلواروں سے مسلح ہو کر حاضر ہوئے حضور اپنی سواری پر تھے حضرت ابو بکرؓ آپ کے ردیف (آپکے پیچھے بیٹھے ہوئے) تھے بنو نجار کی فوج آپکے چاروں طرف تھی حتیٰ کہ حضورؐ ابو ایوبؓ انصاری کے گھر پر اترے حضورؐ کی عادت تھی کہ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا نماز پڑھنے لگتے حضور نے مسجد کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا۔ اور بنو نجار کی ایک جماعت کو طلب کر کے فرمایا " تم میرے ہاتھ اپنا یہ باغ فروخت کر دو " انہوں نے عرض کیا " خدا کی قسم ہم آپ سے اسکی قیمت نہیں لیتے اسکا معاوضہ ہم (روز قیامت میں) خدا سے لینگے " اس باغ میں کافروں کی کچھ قبریں کچھ کھنڈر اور کچھ کھجور کے درخت تھے حضورؐ نے فرمایا " قبریں اکھاڑ کر پھینکدو کھنڈر صاف کر دو اور کھجور کے درخت کاٹ ڈالو " تعمیر کے وقت تمام مسلمان اینٹیں اور پتھر اُٹھا رہے تھے اور خوشی میں شعر پڑھ رہے تھے حضورؐ بھی اینٹیں ڈھو رہے تھے اور زبان سے یہ ارشاد فرما رہے تھے۔

اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ　　　فاغفر الانصار والمھاجرہ

یا اللہ اصل عیش تو آخرت میں نصیب ہوگا ۔ میرے انصار اور مہاجرین کو بخش دے

(صحیح بخاری صفحہ ۵۵ جلد اول)

شرائط:

جو رات کو عقبہ میں ستر انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کا اصرار کیا۔ تو حضرت عبداللہ رضؓ بن رواحہ نے عرض کیا۔ "آپ کن شرائط پر ہماری بیعت منظور کرینگے؟" حضورؐ نے فرمایا۔ "انپر (۱) اسلام قبول کرو (۲) اپنی جان و مال کیطرح میری حفاظت کرو۔ انصار نے عرض کیا تو ہمکو اسکا معاوضہ کیا ملیگا؟" حضورؐ نے فرمایا "جنت اور صرف جنت" یہ سنتے ہی انصار بول اُٹھے "ہمیں یہ سودا منظور ہے اب ہم کسی حالت میں بھی اسکو نہ چھوڑینگے" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ	اللہ نے مسلمانوں سے انکی جان اور انکے مال اس وعدے پر خرید لئے ہیں کہ اللہ انکے بدلے انکو جنت دیگا یہ لوگ کافروں سے جہاد کرتے ہیں انکو قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہید ہوتے ہیں یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور یہ وعدہ توریت انجیل اور قرآن سب میں درج ہے خدا سے بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہوسکتا ہے۔ مسلمانو! تم اس سودے پر جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ اور اس میں تمہاری بڑی کامیابی ہے (خازن صفحہ ۲۶۴ جلد ۲)

ام معبد کے خیمہ میں

سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ام معبد خزاعی کے خیمہ کے سامنے ہوا۔ یہ شریف خاتون راہ چلتوں اور مسافروں کی خدمت کیا کرتی انکو ٹھنڈا پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی حضورؐ نے ان سے دریافت کیا۔ "اے نیک سیرت خاتون! تمہارے خیمہ میں اس وقت کچھ کھانے کو ہے؟" اس نے عرض کیا۔ "اگر کچھ ہوتا تو میں آپکے دریافت کرنے سے پہلے ہی پیش کر دیتی"

خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک دُبلی پتلی بکری بندھی ہوئی تھی حضورؐ کی نظر اسپر جا پڑی دریافت فرمایا۔
"یہ بکری کیسی ہے؟" عرض کیا "کم طاقت اور لاغر ہونے کی وجہ سے اپنے ریوڑ کے ساتھ چلنے
سے قاصر تھی اسواسطے اسکو یہاں باندھ دیا گیا ہے" فرمایا "اس کے تھنوں میں کچھ دودھ ہے؟"
عرض کیا "اس کمزور بکری کے تھنوں میں دودھ کہاں؟" فرمایا "اگر اجازت ہو تو میں اسکا دودھ
دوھ لوں؟" عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپکو اسمیں دودھ نظر آتا ہے تو شوق سے
دوھ لیجئے" حضورؐ نے اللہ کا نام لیکر اسکے تھنوں کو ہاتھ لگایا فوراً اُسکے تھن دودھ سے بھر گئے
برتن منگایا اور اس میں دودھ دوہیا حضورؐ نے اور آپکے ساتھیوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا
دوسری دفعہ پھر دودھ دوہیا اور برتن دودھ سے بھر کر دیں چھوڑ کر چلے گئے بعد میں اسکا خاوند بکریاں
ہانکتا ہوا آیا دودھ کا برتن بھرا ہوا دیکھکر تعجب کیا "یہ دودھ کہاں سے آیا" بکریاں تو میں چرانے
لے گیا تھا؟" بیوی نے کہا "ایک نیک آدمی یہاں سے گذرے اُنکے حالات یہ ہیں" خاوند نے
کہا "میرا خیال ہے کہ یہ وُہی شخص ہے جس کے تعاقب میں قریش سرگردان و پریشان ہیں ذرا مجھ کو
انکا حلیہ تو بتاؤ" خاتون نے کہا "۔

حضورؐ کا حُلیہ

ظاهر الوضاءة، ابلج الوجه، حسن الخلق
لم تعبه نجلة ولم تزد به صعلة، وسيم
قسيم، في عينيه دعج، وفي اشعاده
وطف، وفي صوته صحل، وفي عنقه
سطع، احور، اكحل، ازج، اقرن، شديد
سواد الشعر، اذا صمت علاه الوقار،
وان تكلم علاه البهاء، اجمل الناس
وابهاهم من بعيد، واحسنه واحلاه
من قريب، حلو المنطق، فصل، لا نزر
ولا هذر، كان منطقه خرزات نظمن
يتحدرن، ربعة لا تقحمه عين من قصر

پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ عادت، نہ توند نکلی
ہوئی اور نہ چندیا کے بال گرے ہوئے، خوبصورت
صاحب جمال، آنکھیں سیاہ فراخ، بال لمبے اور گھنے،
آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک،
سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگروالے
بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دلبستگی لے ہوئے،
دُور سے دیکھنے میں خوبصورت، دلفریب، قریب
سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح
الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرّا، تمام گفتگو
موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد، کوتاہی
سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اُس سے نفرت

ولا تشنؤه من طول غصن بين غصنين	کرتی ہو، زیبندہ جیسے کہ تنے کی تازہ شاخ، اچھا
فهو انضر الثلاثة منظرا واحسنهم	منظر، والا قدر، اُسکے رفقاء ایسے ہیں جو ہر وقت
قدرا له رفقاء يحفون به، اذا قال	انکے گرد و پیش موجود رہتے ہیں، جب وہ فرماتے
استمعوا لقوله واذا امر تبادروا الى	ہیں تو یہ سب سکوت اختیار کر لیتے ہیں اور نہایت
امره محفود محشود لا عابس ولا مفند	توجہ سے انکی گفتگو سنتے ہیں جب وہ کوئی حکم صادر

فرماتے ہیں تو یہ سب تعمیل کیلئے دوڑتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتہ سخن، اور نہ فضول گو،

خاوند نے کہا "یقیناً یہ وہی صاحب قریش (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں میں اُن سے ضرور ملوں گا،" (زاد المعاد صفحہ ٣٠٩ جلد اول)

مدینہ میں داخلہ کے بعد یہ وحی نازل ہوئی۔

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ تحقیق حضورؐ کا حامی و مددگار اللہ ہے اور جبریل اور اچھے نیک مسلمان اور ان کے علاوہ فرشتے بھی حضورؐ کے حامی و مددگار ہیں۔ (زاد المعاد صفحہ ٣١٠ جلد اول)

جب حضورؐ کی اونٹنی وہاں ٹھہری جہاں آج مسجد النبیؐ ہے تو حضرت قیس رنو بن صرمہ نے ایک قصیدہ مرتب کیا جسکے بعض اشعار یہ ہیں۔

ثوى في قريش بضع عشرة حجة	حضورؐ قریش کے درمیان تیرہ ۱۳ برس تک ٹھہرے رہے۔
يذكر لو يلقى حبيبا مواتيا	یاد کرتے کہ کاش کوئی سچا دوست ملتا۔
ويعرض في اهل المواسم نفسه	ہر موسم میں (ہر قبیلہ کے سامنے) اپنا نفس پیش کرتے (کہ مجھکو قبول کرلو)
فلم یر من يؤوى ولم ير داعيا	لیکن آپ نے نہ تو کوئی جگہ دینے والا دیکھا اور نہ پکارنے والا۔
فلما اتانا واستقرت به النوى	جب حضورؐ ہمارے پاس آئے اور (ہمارے درمیان) مستقل سکونت اختیار کرلی۔
واصبح مسرورا بطيبة راضيا	اور مدینہ میں آپ مسرور اور راضی ہوگئے۔
بذلنا له الاموال من جل مالنا	تو ہمنے اپنے مال کا اکثر حصہ انکے لئے خرچ کردیا۔
وانفسنا عند الوغى والتاسيا	اور اُن کے غم میں اپنی جانوں کو میدان جنگ میں لڑا دیا۔
نعادي الذي عادى من الناس كلهم	جس سے وہ دشمنی رکھیں اُس سے ہماری دشمنی ہے،
جميعا وان كان الحبيب المصافيا	اگرچہ وہ (اس سے پہلے) ہمارا سچا دوست تھا،
ونعلم ان الله لا رب غيره	ہم جانتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی رب نہیں

وان کتاب اللہ اصبح ھادیا | اور اللہ کی کتاب (ہی ہماری) ہادی و راہنما ہے،

(زاد المعاد صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱۔ جلد اول)

حضرت براء رض انصاری فرماتے ہیں "دسب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ میں حضرت مصعب رض بن عمیر و ابن ام مکتوم ۔مبلغ اسلام آئے، یہ قرآن مجید اور احکام اسلام سکھلاتے پھر حضرت عمار رض بلال رض سعد رض اور آخر میں حضرت عمر فاروق رض بیس آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے پھر حضور نزول فرما ہوئے جتنی خوشی لوگوں کو حضور کے دیکھنے سے ہوئی عمر بھر انکو اتنی خوشی کسی اور چیز سے نہیں ہوئی"۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں "میں نے وہ دن بھی دیکھا جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے میں نے عمر بھر اس سے زیادہ روشن اور مبارک دن کوئی دن نہیں دیکھا جس دن حضور نے اس شہر میں انتقال فرمایا وہ دن بھی میں نے دیکھا میں نے اس روز سے زیادہ کوئی بدتر اور منحوس دن نہیں دیکھا" (زاد المعاد صفحہ ۳۱۱ جلد اول)

جب تک حضور کا حجرہ اور مسجد طیار نہیں ہوئی آپ حضرت ابو ایوب رض انصاری کے مکان میں قیام پذیر رہے ۔حضرت زید رض بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رض کو دو سواریاں اور پانچ سو ۵۰۰ درہم دیکر مکہ بھیجا، یہ دونوں حضرت فاطمہ رض حضرت ام کلثوم رض (دونوں حضور کی صاحبزادیاں ہیں) حضرت سودہ رض بنت زمعہ (حضور کی زوجہ) حضرت اسامہ رض (حضرت زید رض بن حارثہ کے صاحبزادے) اور انکی والدہ ماجدہ حضرت ام ایمن رض کو مکہ سے مدینہ لے آئے حضرت عبد اللہ رض بن ابی بکر رض بھی حضرت صدیق رض کے اہل و عیال کو لیکر انکے ساتھ چلے آئے حضرت عائشہ رض بھی ان میں شامل تھیں یہ سب حضرت حارثہ رض بن لقمان کے مکان میں اُترے لیکن حضرت زینب رض (حضور کی صاحبزادی) کو ان کے خاوند ابو العاص بن ربیع نے نہیں آنے دیا"۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۱۱ جلد اول)

جس قطعہ زمین پر مسجد النبی بنائی گئی یہ ٹکڑا سہل و سہیل یتیم بچوں کی ملکیت میں تھا حضور نے دس اشرفیاں دیکر یہ ٹکڑا خرید لیا، اور مسجد کی بناڈالی گئی تقریباً تین گز بنیاد کھودی گئی۔ طول تقریباً سو گز اور عرض اسیقدر تھا اینٹیں اور گارا اٹھانے میں حضور بھی شامل تھے اور یہ فرماتے

اللّٰھم لا عیش الا عیش الاٰخرۃ	یا اللہ عیش تو صرف آخرت کا ہے
فاغفر للانصار والمھاجرۃ	میرے انصار اور مہاجرین کو بخشدے

مسلمان بھی کام کرتے ہوئے یہ کہتے ۔۔

لئن قعدنا والرسول یعمل — ہم بیٹھے رہیں اور حضور کام کریں
لذاك منا العمل المضلل — ہمارا بیٹھا رہنا گمراہ کن عمل ہوگا

حضور نے تین دروازے بنائے ایک دروازہ پیچھے کیطرف دوسرا دروازہ جسکو باب الرحمۃ کہتے ہیں۔ تیسرا دروازہ جس سے حضور داخل ہوتے تھے، ستون درختوں کے تنے کے اور چھت درختوں کی ٹہنیوں سے بنائی گئی تھی احباب عرض کیا گیا کہ اسکی باقاعدہ چھت [ ] ائیے، تو فرمایا درس حضرت موسیٰ کے چھپر کیطرح مناسب ہے، مسجد کے ایک جانب اپنا حجرہ اور گھر بنائے۔ انکی چھتیں بھی درختوں کی ٹہنیوں کی تھیں حضرت عائشہ رضؓ کا مکان مسجد کے شرقی حصہ میں تھا جو آجکل حضورؐ کا گنبد خضرا ہے اور اسکے قریب حضرت سودہؓ (حضور کی بیوی) کا مکان تھا جب اس سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہ رضؓ کی ڈولی لائے یعنی انکی الودلع ہوئی (زاد المعاد صفحہ ۲۱۱-۲۴۲ جلد اول)

سلسلہ مواخاۃ

اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضؓ کے مکان میں مہاجرین و انصار کے کے مابین سلسلہ اخوۃ (بھائی چارہ) قائم کیا حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی فوت ہوجاتا تو دوسرا اسکا وارث بنتا مثلاً انصاری مرجاتا تو مہاجر اُسکا وارث قرار پاتا بعد میں یہ وراثت منسوخ ہوگئی تھی اُن کی تعداد صرف نثر تھی۔ (زاد المعاد صفحہ ۲۱۲ جلد اول)

سنہ ۱ ھ

اب ہم سنہ ۱ ھ میں داخل ہوگئے ہیں اور آئندہ تمام واقعات بقید سنہ ذکر کریں گے۔

۱۔ یہودی اقوام سے معاہدہ

اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودیوں سے دوستانہ معاہدے کئے باقاعدہ تحریریں لکھی گئیں اور دستخط ثبت ہوئے علی العموم یہ سب کافر تھے انکے مشہور قبائل تین تھے۔ بنو قینقاع۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ بعد میں انہوں نے معاہدہ شکنی کردی تھی پہلے تو خفیہ مسلمانوں کے دشمنوں کی امداد کرتے رہے۔ بعد میں علانیہ مسلمانوں سے برسر پیکار ہوگئے ۱ کو تو حضور نے معاف کردیا ۲ کو جلاوطن اور ۳ کا قتل عام اور اُن کی اولاد کو قید کرلیا سورۂ حشر بنی نضیر اور سورۂ احزاب بنی قریظہ کے بیان میں نازل ہوئی۔

حکم جہاد کی آمد

چونکہ اسلام صلح وصفائی کا معاملہ رکھتا ہے، نرمی و دلجوئی سے اپنے احکام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے صرف تحمل اسکا اولین پیش خیمہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں آپنے اپنی زریں اصول پر عمل درآمد کیا تھا، آپ نرمی اور خوش کلامی سے لوگوں کو سمجھاتے، احسن طریقہ سے اسلام کا مقصد اُنکے سامنے پیش کرتے۔ لیکن کافروں نے اسکی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ پر بلاوجہ نامناسب سختی شروع کردی دردناک مظالم وستم کا سلسلہ شروع کردیا۔ تقریباً تین برس تک آپکا معاشرتی مقاطعہ کیا گیا۔ آپ کو بُری سے بُری گالیاں دی گئیں، بے عزت کیا گیا، زدوکوب کیا گیا، شیطان بچوں، لفنگوں، لچوں، اور غنڈوں اور اوباش کو آپ کے پیچھے لگایا گیا، پتھر برسائے گئے الغرض دنیا میں جتنے غیر مہذبانہ وغیر شریفانہ طریقے اختیار کیئے جاتے ہیں وہ سب اُن کافروں نے استعمال کئے صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان لوگوں کو جو حضورؐ کی اطاعت، تابعداری اور اسلام قبول کرتے انکو بھی خوفناک مصائب کا تختۂ مشق بنایا گیا ہر طرح سے انکو تکلیفیں پہنچائی گئیں، اور جب مسلمانوں نے اتمام حجت کیلئے دُور دراز ملکوں کا راستہ اختیار کیا اُنکو وہاں بھی نہ چھوڑا گیا جب کافروں کو سب طرف سے ناکامیابی و نامرادی ہوئی تو انہوں نے دنیا کا بدترین کام اختیار کیا یعنی ایک شریف کو بدترین طریقہ سے قتل کرنے کی سازش کیگئی آخر خدا بڑا منصف اور اپنے بندوں کا نگہبان ہے، وہ تیرہ برس تک کفار کے مظالم صبر کے ساتھ دیکھتا رہا اُس نے مسلمانوں کو صبر وتحمل کرنے، مصائب برداشت کرنے اور کافروں پر کسی قسم کا ہاتھ نہ اُٹھانے کی تلقین و تائید کی مگر جب کافروں کے انتہائی مظالم سے اسکا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا تو اُنہیں بالفاظ ذیل حکم جہاد بھیجا:۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا

چونکہ مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں، انپر ظلم کرتے ہیں چونکہ وہ مظلوم ہیں اور صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق بلا انکو اُنکے گھروں سے نکالتے ہیں لہذا اب مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کرنے کی اجازت دیجاتی ہے اور اللہ اُنکی مدد کرنے پر قادر ہے اور اگر اللہ لوگوں کو (بذریعہ جنگ وقتال) ایکدوسرے کے ہاتھ سے نہ دفع کرتا رہے تو نصاریٰ کے صوامع گرجے، یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جنمیں کثرت سے اللہ کا نام

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ — لیا جاتا ہے، کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے اور جو اللہ کی مدد کرے گا
اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ — اللہ بھی) ضرور اسکی مدد کریگا کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ زبردست
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا — اور سب پر غالب ہے ان مسلمانوں کو خدا اگر دنیا میں سلطنت و
الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا — حکومت عطا فرمائے تو یہ نماز قائم کرینگے، زکوٰۃ دینگے اور لوگوں
عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ — کو امر بالمعروف (اچھے کام کرنے کی ہدایت) اور نہی عن المنکر (برے
کاموں سے منع) کرینگے ۱۱

خدا نے کیا ہی مختصر الفاظ میں جہادِ اسلام کے مقاصد بیان کر دیئے ہیں :-

حضور کا قاعدہ تھا کہ صبح کے وقت لڑائی شروع کرتے اگر صبح کا وقت نہ ہوتا تو جبتک زوال کا نہ ہوتا لڑائی ملتوی کرتے اور دوپہر کیوقت لڑائی شروع کر دیتے کیونکہ اسوقت ہوائیں چلتی ہیں اور خدا کی مدد اترتی ہے و نیز لڑائیوں کا سفر بھی دن کے اول حصہ میں شروع کرتے :-

(زاد المعاد صفحہ ۳۱۸ جلد اول)

حضور ہر معاملہ میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے تھے :- (زاد المعاد صفحہ ۳۲۰ جلد اول)

حضور ہمیشہ کوچ کرتے وقت فوج کے پیچھے رہتے تاکہ کمزوروں کو آگے بڑھائیں اور فوج سے پیچھے ہوئے سپاہیوں کو سواری پر چڑھائیں :-

جب کسی میدان جنگ کے رُخ کرنیکا ارادہ کرتے تو سمت مخالف کا اظہار کرتے مثلاً اگر مشرق کی طرف جانا ہوتا تو اعلان فرماتے ہم مغرب کی طرف رُخ کرینگے تاکہ دشمن غافل رہے یہ بھی فنون جنگ ہے فرماتے الحرب خداعة (لڑائی میں دھوکہ سے کامیابی ہوتی ہے)

دشمن کی خبریں معلوم کرنے کے لئے مخبر جاسوس بھیجتے :-

میدان جنگ میں پہنچنے کے بعد خدا سے فتح کی دعا مانگتے خدا کے سامنے خوب گڑگڑاتے تضرع و الحاح کرتے ۔ جب کسی قوم پر کامیابی حاصل ہوتی تو میدانِ جنگ میں تین روز ٹھہرے رہتے۔

جب کسی بستی پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ ہوتا ، غارت ڈالتے یا شبخون مارتے تو پہلے ٹھہر جاتے اگر اس بستی میں اذان کی آواز سُنتے تو حملہ روک دیتے اور اگر اذان نہ سُنتے تو فوراً اچانک ٹوٹ پڑتے۔

لڑائی سے پہلے یہ دعا مانگتے :-

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ — اے اللہ قرآن مجید اتارنے والے بادلوں کو چلانے والے

السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ اللّٰهُمَّ اَنْزِلْ نَصْرَكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِكَ اُقَاتِلُ

کفار کے گروہوں کو شکست دینے والے ان کافروں کو شکست دے اور ہمکو فتح عطا فرما۔ یا اللہ اپنی مدد اُتار، یا اللہ تو میرا بازو ہے، تو میرا مددگار ہے، میں تیرے بل بوتے پر غیر مسلموں سے لڑتا ہوں

لڑائی کے وقت مسلمانوں کے لئے شعار (امتیازی کلمات جن سے اپنے سپاہیوں کی پہچان ہو) مقرر فرماتے۔

میدان جنگ میں کافروں کے سامنے تکبر و فخر کرنا ضروری سمجھتے اُن کے سامنے اکڑ کر چلتے۔ لڑائی کے وقت غیر مسلموں کے بچے اور عورتوں کو قتل کرنے سے روکتے فوج بھیجتے وقت سپاہیوں اور افسروں کو ہدایت کرتے کہ

اوصیکم بتقوی اللہ سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ و قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدا

میں تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، اللہ کا نام لیکر آگے بڑھو اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اُس سے لڑو، دشمن کے مقتولین و مجروحین کی صورتیں نہ بگاڑو، معاہدہ کرنیکے بعد خلاف ورزی نہ کرو دشمن کے کسی بچہ کو نہ قتل کرو۔

کل بالغ مسلمانوں کو فوج میں بھرتی کر لیتے نابالغوں کو چھوڑ دیتے:۔

غنائم حاصل ہونے کے بعد پہلے خمس (پانچواں حصہ) نکالتے اسکو بیت المال (سرکاری خزانہ) میں جمع کرتے باقی غنیمت فوجوں میں تقسیم کر دیتے ہر سوار کو تین حصے ایک حصہ اسکا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے اور ہر پیدل سپاہی کو صرف ایک حصہ دیتے ایک لڑائی میں حضرت سلمہ بن اکوع کو پانچ حصے دیئے کیونکہ اس لڑائی میں اُنہوں نے بہت سخت محنت اُٹھائی تھی:۔

فتح حاصل کرنے کے بعد کسی سپاہی کو غنیمت کا کچھ حصہ بھی تقسیم سے پہلے لینے کی اجازت نہ تھی سب کچھ جمع کر کے قائد اعظم کے سامنے رکھدیا جاتا۔ ہاں شہد انگور اور غلہ اگر حاصل ہوتا تو مسلمان اسکو بے دریغ کھا لیتے انکو غنیمت میں نہ لاتے اور ان چیزوں کا خمس بھی نہ نکلتا تھا۔ غنیمت کے باب میں مسلمانوں کے لئے حضورؐ کی بہت سخت تاکید تھی فرماتے جو شخص غنیمت کا کچھ چرا لے گا قیامت کے روز دوزخ میں اُسکے شعلوں میں جلیگا۔ آپکے غلام مدعم نے خیبر کی لڑائی میں ایک چھوٹا کمبل چُرا لیا تھا جب وہ شہید ہوا تو مسلمانوں نے کہا اس غلام کو جنت مبارک ہو حضورؐ نے فرمایا وہ تو اسوقت دوزخ میں اور اس کمبل میں جل رہا ہے جو اُسنے غنیمت سے چُرایا تھا:۔

قیدیوں کے متعلق حضور کا یہ اسوہ تھا کہ بعض قیدی قتل کر دیئے جاتے بعض بغیر کسی معاوضہ کے چھوڑ دیئے جاتے بعض قیدیوں سے زر معاوضہ لیا جاتا جب وہ ادا کر دیتے تو انکو چھوڑ دیا جاتا۔ ہاں جاسوس کو قتل کر دیتے۔ (زاد المعاد صفحات ۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲- جلد اول)

فوجی کارروائیوں کا آغاز

سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے سات ماہ بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجرین کے تیس ۳۰ سپاہیوں کے دستہ پر افسر بنا کر قریش کے اس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا جو شام سے آرہا تھا۔ اور جسمیں ابو جہل تھا۔ جھنڈے کا رنگ سفید تھا اور حضرت ابو مرثد کنانہ بن حصین اسکے اٹھانے پر متعین تھے اس قافلہ میں کافروں کی تعداد تین ۳۰۰ سو تھی ساحل سمندر پر میدان جنگ طیار ہوا لڑائی شروع کرنے کے لیے صف بندی ہو گئی تھی کہ دفعتہً مجدی بن عمرو جو دونوں فریقوں کا حلیف تھا حائل ہو گیا اور لڑائی روکدی:۔

دوسری لڑائی اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حرث کو ہجرت کے آٹھ ماہ بعد شوال میں مہاجرین کے ساٹھ سپاہیوں کے دستہ پر افسر بنا کر بطن رابغ میں جو جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے عکرمہ بن ابی جہل کی فوج پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا۔ کافروں کی تعداد دو ۲۰۰ سو تھی۔ مسلمانوں کے سفید جھنڈے کو حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بن اثاثہ نے اٹھا رکھا تھا۔ اسلامی فوج میں ایک انصاری بھی نہیں تھا۔ دشمن کی فوج میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا۔ دونوں فریقوں کے درمیان صرف تیر اندازی ہوتی رہی دست بدست جنگ کرنے کی نوبت نہیں آئی اسلامی دستہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص بھی تھے یہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے راہ خدا (جہاد) میں تیر چلایا ہے اسکے بعد دونوں فریق منتشر ہو گئے:۔

تیسری لڑائی۔ اسکے بعد حضور نے ہجرت کے نو ۹ ماہ بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو کل بیس ۲۰ سواروں کا افسر بنا کر مقام خرار میں دشمن کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا جو شام سے آرہا تھا حضور نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تاکید کر دی تھی کہ خرار سے آگے نہ بڑھنا مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا اسکو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو نے اٹھا رکھا تھا مسلمان دن کو چھپ رہتے رات کو چلتے موعودہ وقت پر صبح کے وقت پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کا قافلہ کل گذر چکا ہے۔

چوتھی لڑائی۔ ہجرت کے بارہ ۱۲ ماہ بعد خود حضور بنفس نفیس اسلامی فوج کی کمان سنبھال کر

اور مدینہ میں حضرت سعد بن عبادہ کو اپنا جانشین مقرر کرکے ابواء (ودان) میں قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہوئے اسلامی فوج کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا حضرت حمزہ رضؓ اس کے اُٹھانے پر متعین تھے صرف مہاجرین سپاہی اس لڑائی میں شامل تھے۔ اسی غزوہ میں حضور نے عمرو بن مخشی ضمری سے معاہدہ کرکے کہ وہ اپنے قبیلہ کو ساتھ لیکر نہ تو مسلمانوں سے جنگ کریگا اور نہ اُنکے خلاف فوج جمع کرے گا اور نہ اُن کے خلاف انکے دشمنوں کی کسی طرح سے امداد کرے گا، رخصت کیا۔

سنہ ۲ھ

پانچویں لڑائی۔ اسکے بعد ربیع الاول میں حضور بنفس نفیس دو سو مسلمان سپاہیوں کو ساتھ لیکر مقام بُواط میں دشمن کے اُس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جسمیں کافروں کے دو ہزار پانچسو (۲۵۰۰) اونٹ تھے۔ مسلمانوں کا مشہور دشمن امیہ بن خلف اسی قافلہ میں اور قریش کے ایک سو کافر تھے اسلامی جھنڈا سفید رنگ کا تھا جسکو حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص اُٹھائے ہوئے تھے حضورؐ نے مدینہ پر حضرت سعد رضؓ بن معاذ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ بُواط دو چھوٹی پہاڑیاں شام کی سڑک پر مدینہ سے اڑتالیس (۴۸) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں افسوس دشمن وہاں سے بھی صاف بچکر نکل گیا:

چھٹا حملہ۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ماہ میں کرز بن جابر فہری کا تعاقب کیا، مدینہ کے باہر جانور چر رہے تھے کرز حملہ کرکے اُنکو ہنکا کرلے گیا۔ حضرت علی رضؓ اسلامی جھنڈے کو جو سفید تھا اُٹھائے ہوئے تھے حضور نے مدینہ میں حضرت زید رضؓ بن حارثہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ وادی سفوان تک جو بدر کیطرف واقع ہے حضورؐ نے اسکا تعاقب کیا۔ لیکن وہ صاف بچکر نکل گیا۔ اور حضورؐ مدینہ واپس چلے آئے:۔

ساتواں حملہ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ وسلم جمادی الآخر میں مدینہ پر حضرت ابو سلمہ رضؓ بن عبد الاسد کو اپنا قائم مقام بنا کر ڈیڑھ سو یا دو سو اسلامی سپاہی ساتھ لیکر قریش کے اُس قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہوئے جو شام کو جانے والا تھا اسلامی جھنڈے کا علمبردار حضرت حمزہ رضؓ تھے جھنڈا سفید رنگ کا تھا مسلمانوں کے پاس صرف تیس (۳۰) اونٹ تھے اسپر باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ حضور نے اس لڑائی میں شامل ہونے کے لئے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا تھا حضور کو خبر ملی کہ یہ قافلہ مکہ سے چل پڑا ہے اور اس میں بڑا مال ہے یہی وہ قافلہ ہے جو شام سے واپسی میں جنگ بدر کا

موجب بیناجب حضورؐ مقام ذی العشیرہ یا عشیراء یا عسیرہ میں جو ینبع کی جانب واقع ہے پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ کئی دن پہلے یہاں سے گذر چکا ہے ینبع اور مدینہ کے مابین ایک سو بارہ (۱۱۲) میل کا فاصلہ ہے۔

آٹھواں حملہ

حضورؐ نے رجب میں حضرت عبداللہ بن جحش کو بارہ مہاجرین دیکر مقام بطن نخلہ میں دشمن کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا۔ صرف چھ اونٹ تھے دو دو سپاہی ایک ایک اونٹ پر سوار تھے اس لڑائی میں حضرت عبداللہؓ کا نام امیر المومنین رکھا گیا حضورؐ نے انکو ایک بند لفافہ دیا اور حکم دیا۔ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد اسکو کھولنا۔ حسب الحکم دو دن کی منزل طے کرنے کے بعد اسکو کھولا تو اس میں درج تھا، میرے اس فرمان کو دیکھتے ہی مقام نخلہ جو مکہ اور طائف کے مابین واقع ہے، میں پہنچو وہاں قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے کمین گاہ میں چھپکر بیٹھو اور ہمکو اسکی معلومات اور خبریں باہم پہنچاتے رہو" حضرت عبداللہؓ نے یہ فرمان دیکھکر سپاہیوں سے کہا۔ وہ جسکو ہمارے ساتھ چلنا منظور ہو وہ اُٹھ کھڑا ہو اور جو واپس جانا چاہے اسکو خوشی سے اجازت ہے" سب نے کہا" ہم آپکے ہمراہ چلینگے"۔ الغرض یہ مبارک فوجی دستہ آگے بڑھا اثناء راہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوان کے اونٹ غائب ہو گئے تھے یہ انکی تلاش میں گئے اور دستہ فوج سے پیچھے رہگئے حضرت عبداللہؓ اپنے بہادر سپاہیوں کے ساتھ نخلہ میں اترے۔ قریش کا تجارتی قافلہ گذرا جسمیں کشمش، چمڑا اور دیگر تجارتی سامان تھا اس قافلہ میں یہ مشہور کافر بھی تھے۔ عمرو بن حضرمی۔ عثمان اور نوفل دونوں کے باپ کا نام عبداللہ بن مغیرہ ہے۔ حکم بن کیسان۔ مسلمانوں نے انپر حملہ کیا۔ ایک مسلمان سپاہی کے تیر سے عمرو بن حضرمی مارا گیا عثمان اور حکم قید کر لئے گئے۔ نوفل بھاگ گیا اسکے بعد پورے قافلہ پر قبضہ کر لیا۔ خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال سرکاری خزانہ میں داخل ہوتا ہے) اور قیدی ہمراہ لیکر مدینہ واپس آئے یہ پہلی لڑائی ہے جسمیں ایک کافر قتل اور دو قیدی ہوئے ہیں چونکہ یہ لڑائی ماہ رجب میں ہوئی تھی اور رجب اُن مہینوں میں سے تھا جسمیں ہتھیار اٹھانا عربوں کے نزدیک ممنوع تھا، کافروں نے حضورؐ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ انہوں نے ایک ممنوع چیز میں تصرف کیا ہے۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ	تم سے "ممنوع مہینوں" میں لڑائی کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں
فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ	آپ جواب دیجئے کہ ان ایام میں لڑائی کرنا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط

(اسلام) سے لوگوں کو روکنا، خدا کے ساتھ کفر کرنا، مسجد الحرام (کعبہ) میں مسلمانوں کو نہ جانے دینا اور انکو وہاں سے نکالنا اللہ خدا سے شرک کرنا لڑائی سے بھی بڑھکر بہت بڑا گناہ ہے۔

(زاد المعاد۔ صفحات از ۳۳۹ تا ۳۴۲ جلد اول)

تحویل قبلہ شعبان میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ اس سے قبل مسلمان بیت المقدس کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے وہ حکم منسوخ ہوا۔ اور مسجد الحرام (کعبہ) مسلمانوں کا قبلہ ٹھہرا۔

اس سنہ میں یہ واقعات رونما ہوئے۔

ماہِ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ حضرت عبد اللہ رضہ بن زید انصاری کو خواب میں اذان دینے کی صورت بتائی گئی بعد میں بذریعہ وحی یہ نازل ہوئی۔ (ابو الفدا صفحہ ۱۲۷ جلد اول)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (حضورؐ کی صاحبزادی) سے حضرت علی رضہ کا نکاح ہوا۔ یہ نکاح بدر کی لڑائی کے بعد ہوا تھا۔ ایک روز حضرت علی رضہ اپنی بیوی سے ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے۔ حضورؐ مکان میں آئے تو پوچھا تمہارا چچازاد بھائی کدھر ہیں عرض کیا مجھسے ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے حضورؐ مسجد میں آئے حضرت علی رضہ زمین پر لیٹے ہوئے تھے کہ خاک آلودہ تھی حضورؐ نے مٹی کو جھاڑنا شروع کیا اور زبان سے کہتے جاتے اجلس ابا تراب اجلس یا ابا تراب (مٹی کے باپ بیٹھ جاؤ) حضور نے انکو یہ کنیت دی۔

غزوۂ بدر

بدر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں ایک کنواں تھا جس کے مالک کا نام بدر تھا۔ بدر کی لڑائی جمعہ کی صبح سترہ رمضان المبارک سنہ ۲ھ میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس (۲۳۶) انصار ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور صرف آٹھ تلواریں تھیں کل چودہ مسلمان شہید ہوئے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار۔

(خازن صفحات ۹۵ و ۲۱۴ جلد اول)

تفصیلات رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کا وہ قافلہ جو

جو جمادی الاخری میں مکہ سے چلا تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ سے بچکر نکل گیا تھا، اب ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آرہا ہے اسمیں بڑا تجارتی مال ہے اور تقریباً چالیس کفار اسکے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو للکار کر فرمایا۔

"اس تجارتی قافلہ میں مال زیادہ ہے اور دشمن کی تعداد کم ہے اسکو حاصل کرنے کیلئے نکلو شاید خدا ہمکو کامیابی عطا فرمائے"

حضور نے مسلمانوں کو پیشقدمی کا حکم دیا حضور نے اسکے لئے کچھ فوجی طیاری نہیں کی بلکہ اس وقت جو مسلمان حاضر تھے انہی کو ہمراہ لیکر روانہ ہو گئے ساری فوج میں صرف دو گھوڑے تھے ایک حضرت زبیر رض بن عوام کا دوسرا حضرت مقداد رض بن اسود کندی کا ستر اونٹ تھے جنپر دو دو تین تین آدمی سوار ہوتے تھے۔ حضور حضرت علی رض حضرت مرثد بن ابی مرثد ایک اونٹ پر۔ زید رض بن حارثہ۔ انکے صاحبزادے اسامہ رض ابو کبشہ (حضور کے غلام) دوسرے اونٹ پر۔ ابوبکر رض عمر رض عبدالرحمن بن عوف تیسرے اونٹ پر وقس علی ہذا۔ مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا قائمقام بنایا مگر جب مقام روحا میں پہنچے تو حضرت ابن مکتوم کو معزول کرکے حضرت ابولبابہ رض بن عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ لواء (بڑا جھنڈا) حضرت مصعب رض بن عمیر کو ایک رایۃ (چھوٹا جھنڈا) حضرت علی رض کو اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد رض بن معاذ کے حوالہ کیا ساقہ جیش کے ایک حصہ کا نام پر حضرت قیس رض بن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا جب مقام صفراء (ایک سرسبز و شاداب وادی جسمیں زراعت اور کھجور بہت ہوتی ہے اور جسکا پانی ینبع بندرگاہ میں گرتا ہے مدینہ کے اطراف میں واقع ہے) کے قریب پہنچے تو دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے حضرت بسبس رض بن عمرو جہنی اور حضرت عدی رض بن رعبار کو جاسوس بناکر بدر بھیجا۔ مسلمان آگے بڑھے جب ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو یہ حکم دیکر روانہ کیا "تم قریش کو باخبر کرو کہ مسلمان قافلہ کا تعرض کرنا چاہتے ہیں قریش فوج لیکر مقابلہ میں آئیں" ضمضم دوڑتا ہوا مکہ کیطرف آیا:۔

آثار ہزیمت

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کی آمد سے تین روز قبل ایک خوفناک خواب دیکھا تھا۔ اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب (حضور کے چچا) سے کہا "بھائی! آج شب کو مینے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے مجھکو ڈر پیدا ہوگیا ہے کہ اب ہماری قوم قریش کسی مصیبت میں پھنسنے والی ہے"، عباس نے کہا "تم نے کیا دیکھا ہے؟"، اسنے جواب دیا "میں نے دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہوکر آرہا ہے حتی کہ اس نے الطح میں کھڑے ہوکر بہت ہی

بلند آواز سے کہا «اے جماعت قریش آج سے تین روز بعد تم اپنے مقتل میں پہنچو» یہ سنتے ہی تمام اشخاص اُس کے اردگرد جمع ہو گئے اُسکے بعد وہ شخص کعبۃ اللہ میں داخل ہوا اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہیں حتیٰ کہ وہ کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھا اسکا اونٹ یہاں بھی لایا گیا اس نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بہت ہی بلند آواز سے کہا «اے جماعت قریش! آج سے تین روز بعد تم اپنے مقتل میں پہنچو» اسکے بعد یہ شخص ابوقبیس (مکہ میں ایک مشہور پہاڑ ہے) پر چڑھا یہاں بھی اسکا اونٹ پیش کیا گیا اُسپر چڑھکر اسنے بہت ہی بلند آواز سے وُہی الفاظ دہرائے اسکے بعد اُس نے ایک بہت بڑا پتھر پھینکا جب وہ لڑھکتا ہوا نیچے آیا تو بہت زور سے پھٹا پاش پاش ہوا مکہ کا کوئی گھر اور کوئی حویلی نہ تھی جسمیں اس سے تعلق نہ پیدا ہوا ہو» عباس نے کہا «واقع میں یہ خواب بہت ہی خوفناک ہے کسی کے سامنے اس خواب کا تذکرہ نہ کرنا» اسکے بعد عباس گھر سے نکلے ولید بن عتبہ اُن کا دوست تھا انہوں نے عاتکہ کا خواب اسکو سنایا اور اس سے استدعا کی دو تم کسی سے اسکا تذکرہ نہ کرنا» ولید نے اپنے باپ سے یہ خواب بیان کر دیا اس طرح سارے مکہ میں یہ خواب پھیل گیا۔ عباس بیان کرتے ہیں «میں نے بیت اللہ کے طواف کا قصد کیا۔ قریش کی محفل جمی ہوئی تھی۔ ابوجہل بھی اس میں شامل تھا۔ اس خواب کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ابوجہل نے مجھکو دیکھ کر کہا «طواف سے فارغ ہو کر ہماری طرف آنا» میں طواف سے فارغ ہو کر اُن کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے مجھکو چھیڑ کر کہا «تمہارے خاندان میں عاتکہ کب سے نبی ہے؟» میںنے کہا «کسطرح؟» اُسنے کہا «یہ خواب» میںنے کہا «اُسنے تو یہ خواب نہیں دیکھا» اُسنے کہا «تمہارے خاندان میں مرد تو نبوت کا ادعا کر ہی رہے تھے عورتیں بھی نبی بننے لگیں سنو! ہم تین روز تمہارا انتظار کرتے ہیں اگر یہ خواب سچا ہے تو فی الواقع ایسا ہی ہو کر رہے گا اور اگر یہ خواب جھوٹا نکلا تو ہم تمام عرب میں مشہور کر دینگے کہ یہ خاندان بہت ہی جھوٹا ہے» میںنے اُسوقت بڑا جھوٹ بھی بولا یعنی کہا کہ عاتکہ نے مطلقاً یہ خواب نہیں دیکھا اسکے بعد یہ محفل منتشر ہو گئی جب شام ہوئی تو ہمارے خاندان کی سب عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھکو طعنہ دیا «اُس فاسق نے ہمارے خاندان کی بیعزتی کی اور تم چپ بیٹھے سنتے رہے تمکو کچھ غیرت نہ آئی افسوس صد افسوس» میںنے کہا «بیشک میںنے اسوقت کچھ نہیں کہا اب میں اس سے تعرض کرونگا اگر اُسنے اسکا اعادہ کیا تو میں اس سے ضرور انتقام لونگا» تیسرے روز میں لوہے میں ڈوب کر خوب مسلح ہو کر گھر سے نکلا۔ میرے چہرے سے غصہ کے آثار نمایاں تھے اُس وقت میری آرزو یہی تھی کہ ابوجہل سے میرا تصادم ہو

میں بیت اللہ میں داخل ہوا اُس پر میری نظر پڑی میں اُسکو چھیڑنے کیلئے اسکی طرف روانہ ہوا۔ دفعۃً وہ دروازہ کی طرف دوڑا اُسکی نظر بڑی تیز تھی میں نے دل میں کہا اس ملعون کو کیا ہوا کیا مجھ سے ڈر کر بھاگ گیا ۔ مگر معلوم ہوا کہ اُس نے ضمضم کو وادی میں اپنے اونٹ پر کھڑے ہو کر بہت ہی بلند آواز سے یہ کہتے سنا ،، جماعت قریش! دوڑو دوڑو ۔ اپنے قافلہ کی خبر لو۔ محمدؐ اپنی فوج لیکر اُس طرف بڑھ رہا ہے ،، اُس وقت ضمضم کی یہ حالت تھی دو اُس نے اپنے اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی، سواری کا منہ دوسری طرف پھیر دیا تھا، اپنی قمیص پھاڑ دی تھی ،، (قدیم زمانہ میں عرب قوم کا جوش اُبھارنے کیلئے ایسا کرتے تھے) جلدی جلدی طیاری ہونے لگی قریش کے سب اطراف طیار ہو گئے صرف ابو لہب (حضورؐ کا چچا جسکی قرآن مجید میں بڑی مذمت ہے) نے اپنے بدلے عاص بن ہشام کو بھیجا جب قریش چلنے کے لئے طیار ہو گئے تو میں نے ان سے کہا ،، مجھکو ڈر ہے کہ ہمارے دشمن کنانہ پیچھے سے ہم پر حملہ کر دینگے ،، اس وقت ابلیس ملعون کنانہ کے ایک سردار سراقہ بن مالک کی شکل بنکر نمودار ہوا اور کہا میں ضامن ہوں کہ کنانہ تم سے کچھ تعرض نہیں کرینگے ،، مطعم بن عدی کے خاندان کے علاوہ قریش کے کل خاندان اسلام کے مقابلہ کے لئے باہر نکل آئے اور اکڑتے ہوئے اپنے جوش دلیری و شجاعت اپنے ذرائع اور فوجی سامان پر فخر کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف سخت غصہ اور بغض و عناد لیتے ہوئے نہایت تکبر کے عالم میں بدر کیطرف روانہ ہوئے جب حضورؐ مقام ذی قند وادی میں پہنچے تو یہ خبر ملی ،، قریش قافلہ کی حفاظت کیلئے مکہ سے چل پڑے ہیں ،، حضورؐ آگے بڑھے جب روحا میں پہنچے تو اپنا جاسوس دشمن کی طرف بھیجا اُس نے اس خبر کی تصدیق کی حضورؐ نے اریقط نامی ایک مسلمان کو بھی جاسوس بنا کر بھیجا اُس نے بھی اس واقعہ کی مزید تصدیق کی اس اثناء میں قافلہ بچکر نکل گیا حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ،، خدا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان دو چیزوں میں سے ایک چیز پر تمہارا قبضہ کرا دے گا یا تو قافلہ تمہارے قبضہ میں آجائے گا یا قریش کی فوج پر جو اسوقت مکہ سے آ رہی ہے۔ تمہاری کامیابی ہوگی“ اب حضور نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا قریش کا تصادم؟ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے کھڑے ہو کر حوصلہ افزا تقریریں کیں حضرت مقداد رضؓ بن عمرو نے کھڑے ہو کر عرض کیا ،،

مسلمانوں کا جوش جہاد

،، آپ خدا کے حکم کی تعمیل کیجیئے ہم آپکے ساتھ ہیں ہم آپکو ایسا دل شکن جواب نہیں دینگے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا ،،

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ | تو اور تیرا رب دونو جاکر دشمن سے لڑو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ،،

ہم تو آپ سے یہی عرض کریں گے ،،

اذھب انت و ربک فقاتلا انا معکما قاتلون ،، | تو اور تیرا رب دونو جاکر دشمن سے لڑو ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہوکر دشمن سے لڑتے ہیں ،،

خدا کی قسم اگر آپ ہم کو ملک حبشہ (جو مصر سے پرے واقع ہے) پر حملہ کرنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور آپکے حکم کی تعمیل بجالائینگے ،، یہ سُنکر حضور ؐ نے حضرت مقداد رضؓ کی تحسین و آفرین کی اور دعائے خیر دی اسکے بعد حضور ؐ نے انصار کیطرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا ،، تمہاری کیا رائے ہے ؟،،
حضور ؐ نے خاص طور پر انصار کا مشورہ اسواسطے طلب کیا کہ انہوں نے عقبہ میں صرف اس قرار پر بیعت کی تھی ،، آپ مدینہ تشریف لے آئے ہم اپنے بال بچوں کیطرح آپکی حفاظت کرینگے ،، حضور ؐ کا خیال تھا کہ شاید انصار اسکا یہ مفہوم لیتے ہیں کہ اگر کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا تو وہ اس وقت ضرور میری امداد کرینگے لیکن اگر مدینہ سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کرنے کا موقعہ آیا تو وہ اسوقت میری امداد کرنے سے مجبور ہونگے حضرت سعد رضؓ بن معاذ نے عرض کیا۔
،، حضور ! آپ ہمارا عندیہ دریافت فرماتے ہیں ؟ ،، حضور نے جواب دیا ،، ہاں ،، حضرت سعد رضؓ نے عرض کیا ،، آپ آگے بڑھیئے ۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپکو برحق نبی بناکر بھیجا ہے اگر آپ ہمکو اس سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم فوراً آپ کے ساتھ سمندر میں کود پڑینگے ایک انصاری بھی پیچھے نہیں رہیگا آپ شوق سے ہمکو دشمن سے بھڑا دیجئے ہم خوب جمکر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں آخر دم تک میدان جنگ میں ڈٹے رہتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ہم سے ایسی خدمات لے جنسے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں ،، حضور اس تقریر سے خوش ہوئے فرمایا ،، اللہ کے بھروسہ پر آگے بڑھو، ہماری فتح و کامیابی یقینی ہے اسواسطے کہ اللہ عزوجل نے ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز دینے کا مجھسے وعدہ کیا ہے خدا کی قسم اس وقت میں دشمن کے مقتل کو دیکھ رہا ہوں ،، حضرت عمر فاروق رضؓ فرماتے ہیں ،، حضور ہمکو لڑائی سے ایک روز پیشتر میدانِ جنگ میں ہر کافر کا مقتل دکھلاتے تھے فرماتے ،، کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے ،، انشاء اللہ تعالیٰ ،، کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے انشاء اللہ تعالیٰ ،، حضور ؐ کے تعین کے مطابق ہر مشار الیہ وہیں قتل ہوا ذرہ بھر فرق نہ آیا ، حضرت

مقداد رضؓ نے یہ بھی عرض کیا تھا، ہم ایسے فدایان اسلام ہیں جو آپکے دائیں طرف بائیں طرف آپکے آگے اور آپکے پیچھے دشمن سے لڑینگے،، یہ حوصلہ افزا کلمات سنکر حضور کا چہرہ خوشی سے منور ہوگیا فرمایا، آگے بڑھو تمکو فتح مبارک ہو،،

حضور بدر کیطرف روانہ ہوئے۔ ابوسفیان نے نشیبی حصہ اختیار کر کے ساحل سمندر کا رُخ کیا، جب اُس نے دیکھا کہ وہ مسلمانوں کی زد سے نکل چکا ہے اور قافلہ بالکل محفوظ ہے تو اُس نے اہل مکہ کو لکھا، تم واپس چلے جاؤ کیونکہ تم قافلہ کی حفاظت کی غرض سے آئے تھے سو وہ حاصل ہوگئی،، جس وقت یہ خبر اہل مکہ کو ملی تو وہ مقام جُحفہ میں تھے اُنہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل مزاحم ہوا اُسنے کہا، ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں ہم واپسی کا نام نہ لینگے ہم وہاں قیام کرینگے اور عربوں کی ان فوجوں کو کھانا کھلائینگے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہیں تمام عرب پر ہمارا رعب طاری ہو جائیگا،، بنو زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے اپنی فوج کو واپس کو واپس ہونے کا اشارہ کیا انہوں نے اسکی تعمیل کی اور کوئی زہری بدر میں شامل نہیں ہوا بدر کے نتائج ظاہر ہونے کے بعد تمام قوم نے اخنس کا شکریہ ادا کیا انکی نظر میں اُسکی بہت وقعت بڑھگئی اور وہ اسکی بہت ہی عزت کرنے لگے بنو ہاشم (حضور کے رشتہ داروں) نے بھی واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل نے انکو جانے سے روکدیا اب کافروں کا لشکر بدر کیطرف روانہ ہوا حضورؐ نے حضرت علیؓ حضرت سعدؓ حضرت زبیرؓ کو دشمن کے حالات معلوم کرنیکے لئے آگے بھیجا وہ قریش کے دو غلام پکڑ لائے اسلم و ابویسار جب یہ حضور کے سامنے پیش کئے گئے تو آپنے انسے دریافت فرمایا، قریش کا لشکر کہاں ہے؟،، انہوں نے جواب دیا، اس ٹیلہ کے پیچھے وادی کے پرلے کنارہ پر،، حضورؐ نے پوچھا، انکی تعداد کتنی ہے؟،، انہوں نے جواب دیا، بہت ہیں،، حضورؐ نے فرمایا، آخر انکی تعداد بھی تو ہوگی؟،، انہوں نے جواب دیا، ہمکو معلوم نہیں،، حضور نے فرمایا، یہ بتاؤ کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟،، انہوں نے جواب دیا، کسی دن دس اور کسی دن نو،، حضورؐ نے ارشاد فرمایا، دشمن کی تعداد نوسو اور ایکہزار کے درمیان ہے،، حضور نے دریافت فرمایا، قریش کے سرکردہ اشخاص کون کون ہیں؟،، انہوں نے جواب دیا، یہ ہیں،،

۱۔ عتبہ بن ربیعہ	۴۔ حکیم بن حزام	۷ نضر بن حرث	۱۰ بنیہ بن حجاج
۲۔ شیبہ بن ربیعہ	۵۔ حرث بن عامر	۸ ابوجہل بن ہشام	۱۱ منبہ بن حجاج
۳۔ ابوالبختری بن ہشام	۶۔ طعمہ بن عدی	۹ امیہ بن خلف	۱۲ سہیل بن عمرو

حضورؐ نے مسلمانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا "مکہ نے اپنا جگر تمہارے سامنے پھینک دیا ہے"

میدانِ جنگ کافروں کا لشکر میدان جنگ میں پہلے پہنچ گیا انہوں نے اپنے لئے موزوں مقام منتخب کیا بدر کے کوئیں پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔ مسلمان پیچھے پہنچے انکو بالکل ناہموار اور غیر موزوں مقام ملا ریت کا ایک ٹیلہ تھا جس میں انسان کے قدم اور گھوڑوں کے سم دھنس گئے تھے، منافقوں نے کافروں کی تعداد دیکھکر کہا۔ کثرت تعداد ہی کو غلبہ حاصل ہوگا خدا نے کہا "فتح وظفر کثرت تعداد پر موقوف نہیں یہ چیز صبر توکل علی اللہ پر موقوف ہے"

دشمن کی کثیر تعداد دیکھکر خدا سے فتح ونصرت کی دعا مانگنا

ایک اونچے ٹیلہ پر حضورؐ کے لئے ایک چھپر کھڑا کیا گیا جہاں سے میدان جنگ بخوبی نظر آتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ فرماتے ہیں "حضور نے کافروں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو ان کی تعداد ایکہزار تھی اور مسلمان صرف تین سو تیرہ حضورؐ اسی وقت قبلہ رو ہوئے اپنے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے یہ دعا مانگنا شروع کی:-

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ	یا اللہ تو نے مجھسے فتح ونصرت کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر
اَللّٰهُمَّ اٰتِنِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ	یا اللہ تو نے جس فتح ونصرت کا وعدہ کیا تھا وہ مجھکو دے
اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ ط	یا اللہ اگر اہل اسلام کی ہو قلیل التعداد فوج کو اگر (آج) تو نے ہلاک کردیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کبھی نہ ہوگی۔

آپ یہ دعا بلند آواز سے مانگ رہے تھے حتیٰ کہ آپکے کندھے سے آپ کی چادر گر پڑی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تشریف لائے اور چادر کو اٹھا کر آپکے کندھے پر ڈالا پیچھے سے آپ سے لپٹ گئے عرض کیا "حضورؐ! بس اتنی دعا کافی ہے خدا نے آپ سے جس فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ عنقریب پورا کریگا" جسوقت حضرت صدیق رضؓ نے یہ الفاظ عرض کئے حضورؐ کو غنودگی آگئی ما دفعتہً آپ بیدار ہوئے فرمایا "ابوبکر! یہ خدا کی مدد آگئی یہ حضرت جبرئیلؑ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے آرہے ہیں"

جب قریش کا لشکر سامنے آیا تو حضورؐ ٹیلے سے ہٹ کر وادی کی طرف آگئے اور خدا سے استدعا کی"

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا تُحَادُّكَ بِهَا وَتُكَذِّبُ رَسُوْلَكَ اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِيْ وَعَدْتَّنِيْ ط

یا اللہ یہ قریش کا لشکر اپنے سواروں کے ساتھ اکڑتا ہوا تیری مخالفت کرنے اور حق کو پامال کرنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے کے لئے چلا آرہا ہے یا اللہ پس اپنی وہ مدد بھیج جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔"

معاً مگر حضرت جبریل ؑ تشریف لائے اور حضور ؐ کو حکم دیا۔ "مٹی کی ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکو" جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضور ؐ نے زمین سے ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی اور زبان سے یہ ارشاد فرمایا۔ "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" (انکے چہرے خراب ہو جائیں) اس وقت بالمقابل جتنے کافر تھے سب کے منہ میں ناک کے نتھنوں میں آنکھوں میں اس خاک کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور پہنچا۔ اسی وقت کافر شکست کھا گئے۔ مسلمانوں نے انکا تعاقب کر کے انکو بے دریغ قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا حضرت قتادہ ؓ اور ابن زید یہ بیان کرتے ہیں "حضور ؐ نے زمین سے تین مٹھیاں بھریں پہلی مٹھی دشمن کے میمنہ میں دوسری میسرہ میں تیسری قلب میں پھینکیں اور فرمایا۔ (شَاهَتِ الْوُجُوْهُ)"

قریش نے اپنی صفیں سیدھی کرلیں حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ نے تمام قریش کو سمجھایا کہ ہمیں لڑائی سے اعراض کر کے مکہ واپس چلا جانا چاہیئے ابوجہل نے انکار کیا اور عمرو بن حضرمی کے بھائی کو ورغلایا۔ "تم مسلمانوں سے اپنے بھائی کا انتقام لو" اُسنے اپنے چوتڑ کھولے اور چیخنے چلانے لگا واعمراہ واعمراہ (ہائے عمرو ہائے عمرو) (عربوں کا قاعدہ تھا کہ جب انکا رشتہ دار قتل ہوتا یا دشمن غفلت میں بستی پر حملہ آور ہوتا تو ایک شخص یا اسکا رشتہ دار قوم کو بھڑکانے کیلئے برہنہ ہو جاتا اور خوب چیختا چلاتا قوم اسکی یہ حالت کذائی دیکھ کر بھڑک اُٹھتی اور معلوم ہوتا کہ ضرور کوئی بڑی مصیبت آئی ہے) سارے کافر بھڑک اُٹھے حضور ؐ نے بھی مسلمانوں کی صفیں سیدھی کیں پھر حضور ؐ اور حضرت ابوبکر ؓ عریش (چھپر) میں تشریف لے گئے حضرت سعد ؓ بن معاذ عریش کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگے کافروں کی صف سے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ باہر نکلے اور مقابلہ کیلئے مسلمانوں کو للکارا مسلمانوں کی طرف سے تین انصار مقابلہ میں آئے حضرت عبداللہ ؓ بن رواحہ عوف ؓ اور معوذ ؓ کافروں نے پوچھا "تم کون ہو" انہوں نے جواب دیا "ہم انصار ہیں" کافروں نے کہا "ہمیں تمہارا مقابلہ مقصود نہیں ہم تو اپنے مسلمان رشتہ داروں ہی کو طلب کرتے ہیں" انصار واپس چلے آئے اور حضرت علی ؓ حضرت عبیدہ ؓ بن

حرث اور حضرت حمزہ رضؓ شیر اسلام مقابل ہوئے حضرت علی رضؓ نے اپنے مقابل ولید کو قتل کیا حضرت حمزہ رضؓ نے عتبہ کو ٹھکانے لگایا حضرت عبیدہ رضؓ ابھی اپنے مقابل سے شمشیر زنی میں مصروف تھے کہ حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے اپنی تلواروں سے اُنکے مقابل کو بھی جہنم رسید کیا اور حضرت عبیدہ رضؓ چونکہ مجروح ہو گئے تھے لہذا انکو اٹھا کر لے آئے اُنکا قدم کاٹنا پڑا۔ بعد میں وہ اس زخم سے انتقال فرما گئے اس کے بعد جنگ میں عام جوش پھیل گیا اور طرفین نے سخت حملے شروع کر دئے حضورؐ نے خدا سے عاجزی کے ساتھ فتح و نصرت کی دعا مانگی دفعتہً حضور کو غنودگی آ گئی۔ آپکا سر مبارک نیچے جھکا۔ مسلمانوں کو بھی عین لڑائی کے اشتداد میں اونگ آ گئی پھر حضورؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا " ابوبکر! تمکو فتح و ظفر مبارک ہو یہ حضرت جبریلؑ اپنا لشکر لیکر آ گئے ہیں، خدا نے فرشتوں کی امداد بھیجدی ہے فتح و ظفر بھی اُتار دی ہے فرشتے کافروں کو قتل اور اُنکے بازوؤں کو باندھکر قید کر رہے ہیں :۔

اس لڑائی میں ستتر کافر مارے گئے اور ستتر قید ہو گئے :۔

جب دشمن قریب ہو گیا تو حضورؐ نے مسلمان سپاہیوں میں کھڑے ہو کر وعظ کیا " صبر اور ثابت قدم رہنے میں فتح و ظفر حاصل ہوتی ہے جو شخص راہ خدا میں کافروں سے جہاد کرتا ہوا شہید ہوگا وہ جنتی ہے " حضرت عمیر رضؓ بن حمام نے کھڑے ہو کر عرض کیا " وہی جنت جسکا عرض زمین اور آسمان کے برابر ہے؟ " حضورؐ نے فرمایا " ہاں وہی جنت " عرض کیا " بس تو یہ سودا بہت خوب ہے " حضورؐ نے دریافت فرمایا " تم نے یہ الفاظ کیوں کہے؟ " کہ یہ سودا بہت خوب ہے " عرض کیا " اس امید پر کہ خدا مجھکو بھی جنت میں لیجائے " حضورؐ نے فرمایا " بس تم جنتی ہو " اسکے بعد حضرت عمیر رضؓ اپنی جیب سے کھجوریں نکالکر کھانے لگے پھر فرمایا " اگر میں کھجوریں کھانے میں مصروف رہا تو جنت کے جانے میں بہت دیر ہو جائیگی " یہ کہا اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور دشمن پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے یہ پہلے شخص ہیں جو اس لڑائی میں کافروں کے ہاتھ سے مارے گئے :۔

فرشتوں کی امداد

فرشتے کافروں کے قتل کرنے میں مسلمانوں سے سبقت لیجا رہے تھے حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں " ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا کہ دفعتہً اُوپر سے گھوڑے پر کوڑے مارنے کی آواز آئی۔ سوار اپنے گھوڑے سے کہہ رہا تھا " حیزوم! آگے بڑھو " وہ مسلمان کیا دیکھتا ہے کہ وہ کافر اُسکے آگے چت پڑا ہے

اُسکا چہرہ گھوڑے سے پامال کیا گیا ہے سب مسلمان وہاں جمع ہوگئے اس مسلمان انصاری نے حضورؐ کو واقعہ سنایا حضورؐ نے فرمایا "یہ فرشتوں کی امداد تیسرے آسمان سے آئی تھی" ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں "میں نے ایک کافر کو قتل کرنے کے لئے اسکا تعاقب کیا اچانک میری تلوار پہنچنے سے پہلے اُسکا سر اُڑ چکا تھا" ایک انصاری عباس (حضور کے چچا) کو قید کر کے لائے، عباسؓ نے عرض کیا "اس نے مجھ کو قید نہیں کیا دوسرے شخص نے قید کیا ہے جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا" انصاری نے عرض کیا "حضورؐ میں نے انکو قید کیا ہے" حضورؐ نے جواب دیا "انکے گرفتار کرنے میں فرشتہ نے تمہاری امداد کی ہے"

کافروں کی تعداد ایکہزار تھی خدا نے مسلمانوں کی امداد کرنے کے لئے فرشتوں کی ایک ہزار فوج بھیجدی

حضورؐ کے تین رشتہ دار بھی قید ہوگئے عباسؓ عقیلؓ اور نوفلؓ۔

حضرت عباسؓ کو حضرت ابوالیسر کعبؓ بن عمرو نے قید کیا تھا یہ ہلکے بدن کے تھے اور حضرت عباسؓ بھاری بدن کے حضورؐ نے حضرت ابوالیسرؓ سے استفسار کیا "تم نے عباسؓ کو کسطرح قید کیا؟" جواب دیا "ایک شخص نے جسکا حلیہ یہ ہے انکے پکڑنے میں میری اعانت کی، اُس شخص کو میں نے کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا، حضورؐ نے فرمایا "فرشتہ نے تمہاری اعانت کی تھی"

حضرت ابورافع رضؓ فرماتے ہیں "میں حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کا غلام تھا ہمارے گھر والے دل سے سب مسلمان ہو گئے تھے ام فضل اور میں تو علانیہ مسلمان ہو گئے لیکن حضرت عباسؓ قریش سے ڈر کر اپنا اسلام چھپاتے تھے اسلئے کہ یہ بہت مالدار تھے ابولہب (حضورؐ کا دوسرا چچا جو قوم کا بدترین شخص تھا) بدر کی لڑائی میں شامل نہیں ہوا تھا، اُسنے اپنے بدلے عاص بن ہشام (یہ ابولہب کا مقروض تھا) کو بھیجدیا تھا جب اُسکو بدر میں قریش کی ہزیمت کی خبر ملی تو بہت ذلیل ہوا خدا نے اسکو بہت ہی خوار کیا اور ہمکو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور ہماری جرأت بڑھ گئی میرا بدن کمزور تھا چاہ زمزم کے حجرہ میں بیٹھ کر تیر بنایا کرتا تھا ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں تیر بنا رہا تھا ام فضل میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں دفعتہً یہ مردود ابولہب آیا اور حجرہ پر بیٹھ گیا اسکی پیٹھ میری پشت کی طرف تھی ناگاہ یہ آواز اٹھی "لو وہ ابوسفیان بن حرث آگیا" ابولہب نے کہا "بھائی صاحب! پہلے میرے پاس آنا کیونکہ آپ لڑائی کے سچے واقعات سنائینگے اور ابوسفیان انکے پاس بیٹھ گیا"

(ابھی تک یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) لوگوں کا اژدحام ہو گیا ابولہب نے کہا "کہئے بھائی صاحب کیسی گذری؟" ابوسفیان نے کہا "بس کچھ نہ پوچھو بُری ہوئی وہ ہمکو گیند کی طرح اچھال رہے تھے جسطرح چاہتے ہمکو قتل کرتے اور جسطرح چاہتے ہمکو قید کرتے خدا کی قسم بڑے بہادر تھے میں نے ایسے سوار دیکھے جو فضائے آسمان میں ابلق گھوڑوں پر سوار تھے (ابلق وہ گھوڑا جسکا رنگ سیاہ سفید ہو) خدا کی قسم کوئی شخص بھی انکے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا سبکو انہوں نے فنا کیا" میں اُسی دم بول اُٹھا "خدا کی قسم یہ فرشتے تھے" یہ سنتے ہی ابولہب نے مجھ کو ایک تھپڑ رسید کیا مجھ کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور میرے سینہ پر چڑھ بیٹھا ام فضل نے اسی وقت خیمہ کی ایک میخ اٹھا کر اس زور سے اُسکو ماری کہ اُسکا سر پھٹ گیا فرمایا "چونکہ اسکا آقا اس وقت غائب ہے اسوا سطے تجھکو اس پر جرأت ہوئی" وہ ذلیل ہو کر بھاگا اسکے بعد یہ ملعون صرف سات روز کے اندر وبا عدسہ (ایک قسم کا طاعون ہے) میں مبتلا ہو کر مر گیا"

شیطان نے سراقہ بن مالک مدلجی جو قوم کنانہ کا سرکردہ شخص تھا اور کنانہ قریش کے دشمن تھے کی شکل اختیار کر کے کافروں سے کہا "لڑائی میں تمکو فتح حاصل ہو گی اور آخر دم تک میں تمہارے ساتھ رہوں گا میں تمکو تسکین دیتا ہوں کہ کنانہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دینگے" مگر جب لڑائی شروع ہوئی اور اس نے فرشتوں کی فوج دیکھی تو راہ فرار اختیار کی کافروں نے کہا "سراقہ! اب کہاں جارہے ہو؟" "تم نے کہا تھا کہ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا" اُسنے جواب دیا "جو کچھ مجھکو نظر آتا ہے تمکو نظر نہیں آتا" ابوجہل نے کہا "قریش کے بہادر جوانو! سراقہ کے بھاگنے سے تمہارے قدم نہ اکھڑیں اسلئے کہ یہ شروع ہی سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملا ہوا تھا، عتبہ شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے بھی تمہاری پامردی میں فرق نہ آئے اسلئے کہ انہوں نے جلدی کی ہے لات اور عزیٰ کی قسم ہم مسلمانوں کو ضرور رسیوں میں باندھ کر مکہ میں لیجائینگے تم انکے ایک ایک آدمی کو قتل کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ یکبارگی حملہ کر کے سب کا احاطہ کر لو تاکہ ہم ان کو قید کر کے سخت ترین سزا دیں یا اللہ! جن سے تو خوش ہے آج ان کو فتح عطا فرما" خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ

اے اہل مکہ! تم مسلمانوں کے حق میں جس فتح کے خواہاں تھے وہ آگئی اب اگر تم اپنی شرارتوں سے باز آؤ گے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر پھر از سر نو اسلام کے خلاف اپنی کوششیں

فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط | شروع کروگے تو ہم بھی تمہارے خلاف اپنی کوشش شروع کرینگے اور تمہارا لشکر کتنا ہی بہت کیوں نہ ہو کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ (سن رکھو) اللہ تو مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

مسلمان کافروں کو قتل کرنے اور قید کرنے میں مصروف تھے حضرت سعد بن معاذ اس خیمہ کے دروازہ (عریش) جسمیں حضور موجود تھے انصار کی ایک فوج کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے، حضور نے اُن کے چہرہ پر کچھ خفگی و ناراضگی دیکھی پوچھا "تمہارے چہرہ پر خفگی و ناراضگی کے شکن ہیں"، عرض کیا "جی ہاں یہ پہلی لڑائی ہے جسمیں خدا نے کافروں کو ہزیمت دی ہے مسلمان انکو قید کرنے کی بجائے قتل کر دیتے تو زیادہ مناسب تھا۔"

ابو جہل کا قتل

دو لڑکوں کی بہادری | جب کافروں کو پوری شکست ہو گئی اور دشمن بھاگ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی شخص ابوجہل کو جا کر دیکھتا کہ اُس کا کیا حشر ہوا؟" یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ رضہ بن مسعود روانہ ہوئے دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اُسکو کاری ضرب لگائی ہے اور وہ زمین پر بے بس پڑا ہے انہوں نے اسکی داڑھی پکڑ کر پوچھا "تو ابوجہل ہے؟" اس نے جواب دیا "کس کو فتح و ظفر حاصل ہوئی ہے؟" فرمایا "اللہ اور اسکے رسول کو، اے دشمن خدا! اللہ نے آج تجھکو ذلیل کر دیا"، اسکے بعد حضرت عبداللہ رضہ بن مسعود نے اسکو قتل کر دیا حضور کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا "میں نے اُسکو قتل کر دیا ہے"، حضور نے فرمایا "

اَللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضور نے یہ کلمہ تین دفعہ ارشاد فرمایا پھر کہا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ بہت بڑا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ — سب طرح کا شکریہ اُس اللہ کیلئے ہے جسنے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے رسول کی مدد کی اور کافروں کی کل فوجوں کو تن تنہا شکست دی۔

"چلو مجھکو دکھاؤ"، حضرت عبداللہ رضہ حضور کو اسکی نعش پر لے گئے حضور نے فرمایا "

هٰذَا فِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ یہ اس امت کا فرعون تھا"

دوسری روایت | حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ فرماتے ہیں ہم میں صف میں کھڑا تھا کہ دفعتہً عفراء (انصار) کے دو لڑکے میرے پاس آئے انہوں نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیا، "چچا جان! آپ ابوجہل کو تو پہچانتے ہونگے؟" میں نے جواب دیا "ہاں پہچانتا ہوں تم کیوں پوچھتے ہو؟" انہوں نے کہا "ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ حضورؐ کو گالیاں دیا کرتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے ہم اسی وقت اسپر حملہ کرینگے اور جبتک اُسکی جان نہ نکل جائے ہم اُسکے جسم سے علیحدہ نہ ہوں گے" اُنکی یہ جرأت دیکھکر میں حیران ہوگیا ابوجہل اپنی فوج کا معائنہ کررہا تھا میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا "وہ ابوجہل ہے" یہ سنتے ہی وہ اُسپر لپکے اور تلوار سے اُسکو قتل کردیا اُسکے بعد وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا "ہمنے اُسکو قتل کردیا ہے" حضورؐ نے دریافت فرمایا "تم دونوں میں سے کس نے اسکو قتل کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "ہم دونوں نے ملکر اُسکو قتل کیا ہے" حضورؐ نے دریافت فرمایا "تمہاری تلوار پر اسکا خون ہوگا؟" حضورؐ نے انکی تلواریں دیکھ کر فرمایا "تم دونوں نے ملکر اُسکو قتل کیا ہے" حضورؐ نے حکم دیا "ابوجہل کا سلب (دشمن کے مردہ جسم سے وردی ہتھیار وغیرہ جو حاصل ہو اُسکو سلب کہتے ہیں) ان دونوں کو دے دیا جائے"

تیسری روایت | معاذؓ بن عمرو (ایک انصاری کے چھوٹے لڑکے) بیان کرتے ہیں "لڑائی کے بعد حضورؐ نے حکم دیا "ابوجہل کو ڈھونڈو۔ اَللّٰھُمَّ لَا یُعْجِزَنَّکَ (یا اللہ وہ تجھسے چھوٹنے نہ پائے) یہ حکم سنتے ہی مینے اُسکا رُخ کیا مینے دفعتہً تلوار سے ایسا وار کیا کہ اُسکی آدھی ٹانگ اُڑ گئی اُسکے بیٹے عکرمہ (بعد میں یہ مسلمان ہوگئے تھے اور حضرت صدیقؓ کے عہد مبارک میں شام کے عیسائیوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے) نے میرے کندھے پر تلوار ماری میرا بازو کٹکر نیچے لٹک گیا میں اُس پر حملہ کرنے سے قاصر رہا کیونکہ اس روز دن بھر کافروں سے لڑتا رہا میں اپنے کٹے ہوئے بازو کو پیچھے سے کھینچے لگا جب مجھکو بہت تکلیف ہونے لگی تو مینے اس بازو کو اپنے قدموں کے نیچے رکھا اور زور سے کھینچا حتیٰ کہ وہ میرے بدن سے علیحدہ ہوگیا اور مینے اسکو پیچھے پھینکدیا اسکے بعد معاذ بن عفراء آئے اور ابوجہل پر کامیاب حملہ کیا اُس میں تھوڑی سی جان رہگئی، پھر حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود تشریف لائے انہوں نے اپنا قدم اُسکی گردن پر رکھکر فرمایا "اے دشمن خدا اللہ نے اب تجھکو ذلیل کردیا" اُسنے کہا "کسکو فتح حاصل ہوئی؟" انہوں نے جواب دیا "مسلمانوں کو" اسکے بعد

اسکا سر کاٹ کر حضور ﷺ کے سامنے لائے اور یہ کہکر "حضور! یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے"
نیچے پھینکدیا حضور نے خدا کا شکر کیا۔

امیہ بن خلف کا قتل

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے امیہ بن خلف اور اسکے بیٹے کو گرفتار کر رکھا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر جا پڑی امیہ انکو مکہ میں سخت عذاب دیتا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
رَأْسُ الْكُفْرِ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا۔ امیہ بن خلف کفر کی چوٹی ہے اگر یہ بچ گیا۔ تو میری نجات نہیں یہ کہکر انصار کی جماعت کو مدد کیلئے بلایا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ باپ بیٹے کو کھینچ کر بچانے لگے انصار فوراً موقعہ پر پہنچ گئے یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسکے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے کر دیا انصار اسکے قتل میں مشغول ہوئے اور وہ امیہ کو بھگا کر بچانے لگے مگر مسلمان اسکے بیٹے سے فارغ ہوکر امیہ کے پیچھے لگ گئے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا "بیٹھ جا بیٹھ جا" یہ بیٹھ گیا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنے جسم سے چھپالیا مسلمانوں نے نیچے سے تلواروں سے کرید کرید کر اسکو قتل کر دیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا پیر تلواروں کی ضربات سے زخمی ہو گیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ کو شتر مرغ کے پر سے مزین کر رکھا تھا امیہ نے پوچھا "یہ کون ہے؟" حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں" اسنے کہا "اسنے ہمکو بہت صدمہ پہنچایا ہے" حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سلب میں کچھ زرہیں حاصل کی تھیں جب امیہ نے انکو دیکھا تو کہا "ان زرہوں کی نسبت میری حفاظت تمہارے لئے بہت مناسب ہے" حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے انکو پھینکدیا اور اسکی حفاظت کرنے لگے جب انصار اسکو قتل کر چکے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر رحم کرے انہوں نے میری زرہیں اور میرے قیدی چھین کر مجھکو صدمہ پہنچایا ہے"

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تھی حضور ﷺ نے انکو لکڑی دیکر فرمایا "اسکو پکڑو" جب عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ تلوار بنگئی عمر بھر ان کے پاس رہی حتی کہ وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدین کے ہاتھ سے شہید ہو گئے"

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عبیدہ بن سعید کو سر سے پیر تک ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا دیکھا۔ آنکھ کے سوا بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ اسکی آنکھوں میں مارا وہ فوراً مر گیا۔ اب نیزہ اسکی آنکھوں سے نکلنا مشکل ہو گیا آخر بمشکل اسپر قدم رکھکر اسکو کھینچا

لیکن وہ ٹیڑھا ہوگیا تھا حضور نے اُنسے یہ نیزہ مانگا تو انہوں نے پیش کردیا حضور کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضؓ نے یہ نیزہ اپنے پاس رکھا انکے انتقال کے بعد حضرت فاروق رضؓ نے اس مبارک نیزہ کو اپنے پاس رکھا جب یہ شہید ہوگئے تو حضرت عثمان رضؓ نے اسکو حاصل کیا انکی شہادت کے بعد یہ نیزہ اہل بیت کے پاس تھا اُن سے حضرت عبداللہ رضؓ بن زبیر رضؓ نے حاصل کیا آخر دم تک یہ نیزہ اُنکے پاس رہا۔

حضرت رفاعہ رضؓ بن رافع فرماتے ہیں ہو لڑائی میں مجھکو ایک تیر لگا جس سے میری آنکھ پھوٹ گئی حضور نے میری آنکھ میں تھوکا اور دعا کی میری آنکھ اچھی ہوگئی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد حضور کافروں کی نعشوں پر آئے اور فرمایا "تم بہت بُرے رشتہ دار تھے تمنے مجھکو جھٹلایا غیر لوگوں نے میرا استقبال کیا تمنے میری امداد کرنے سے انکار کیا دوسرے لوگوں نے میری اعانت کی تمنے مجھکو وطن سے نکالا مسلمانوں نے مجھ کو جگہ دی" اس کے بعد حکم دیا "انکو گھسیٹ کر چھوٹے کوئیں میں ڈالدو" پھر آپ کھڑے ہو کر فرمایا "اے عقبہ اے شیبہ اے فلاں ابن فلاں خدا نے تمکو عذاب دینے کا وعدہ کیا تھا اُسنے تم سے یہ وعدہ پورا کیا اُسنے مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ کیا تھا مجھ سے تو اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا، حضرت فاروق رضؓ نے عرض کیا "حضور! آپ مرداروں سے مخاطب ہو رہے ہیں؟" فرمایا "قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے یہ کافر تم سے زیادہ میرا کلام سُن رہے ہیں (کیونکہ خدا نے اس وقت ان کے جسم میں روح ڈالدی ہے) لیکن جواب دینے سے قاصر ہیں"

اسکے بعد حضور تین روز تک میدان جنگ میں مقیم رہے اسکے بعد قیدیوں کو لیکر روانہ ہوئے جب مقام صفرا میں پہنچے تو مسلمان سپاہیوں میں غنائم تقسیم کیں نضر بن حرث کی گردن اڑائی پھر جب مقام عرق الظبیہ میں اُترے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا اسکے بعد مظفر و منصور مدینہ میں داخل ہوئے تمام عرب آپ سے مرعوب ہوگیا اور کل قومیں آپ سے ڈرنے لگیں بہت لوگ مسلمان ہوگئے اسی روز مشہور منافق عبداللہ بن ابی بظاہر اسلام میں داخل ہوا۔

قیدیوں کا معاملہ

مسلمانوں نے قریش کے ستر قیدی گرفتار کئے انہیں بڑے بڑے معزز اشخاص شامل تھے مثلاً عباس (حضور کے چچا) عقیل (حضرت علی رضؓ کے بھائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا حضرت صدیق رضؓ نے عرض کیا "یہ ہماری قوم کے افراد ہیں انکو قتل کرنا مناسب نہیں، شاید

خدا بعد میں انکو اسلام کی ہدایت دے اسلئے فدیہ (معاوضہ) لیکر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ ہماری فوجی قوت میں اضافہ ہو،، حضرت فاروق رضؓ نے عرض کیا،، حضور میری رائے حضرت صدیق رضؓ کی رائے کے بالکل خلاف ہے یہ کفار کے سرغنہ اور سرکردہ اشخاص ہیں انہوں نے آپکو مصائب پہنچائے آپکو وطن سے نکالا آپ حکم دیجیئے کہ ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو قتل کرے مثلاً حضرت علی رضؓ عقیل کو، حضرت حمزہ رضؓ عباس کو، میں اپنے فلاں رشتہ دار کو قتل کروں،، حضرت عبداللہ رضؓ بن رواحہ نے عرض کیا،، ایک وادی میں بہت ایندھن جمع کر کے ان سبکو زندہ آگ میں جلا دیجئے قیدیوں میں عباس بولے،، حضور! یہ سزا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی ہے،، یہ مختلف آراء سنکر حضور اپنے خیمہ میں چلے گئے، بعد میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ بعض نے کہا،، حضور حضرت صدیق کا مشورہ قبول کرینگے،، ایک نے فرمایا،، نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضؓ کی رائے کو عملی جامہ پہنایا جائیگا،، تیسرے صاحب بول اٹھے،، میرا تو یہ خیال ہے کہ حضور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی رائے کو پسند کرینگے،، اتنے میں حضور باہر تشریف لائے فرمایا،، اللہ تعالیٰ بعض اشخاص کے دلوں کو بہت ہی نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دلوں کو تو ایسا سخت کرتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں، ابوبکر! تم حضرت ابراہیم ؑ کی طرح نرم دل ہو انہوں نے خدا سے عرض کیا تھا۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	یا اللہ جو شخص میری اطاعت قبول کرے وہ مجھ سے ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے پس تیری شان یہ ہے کہ تو بہت ہی رحم دل اور درگذر کرنے والا ہے،،

عمر! تم حضرت نوح ؑ کی طرح سخت دل ہو انہوں نے فرمایا تھا،،

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا	یا اللہ! تو روئے زمین پر ایک کافر کو بھی نہ چھوڑ (سب کو فنا کر دے)

عبداللہ! تم بھی حضرت موسیٰ ؑ کی طرح سخت دل واقع ہوئے ہو انہوں نے بھی خدا سے یہ استدعا کی تھی،

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ	یارب تو کافروں کے مال ہلاک کر، انکے دلوں کو سخت کر، تاکہ یہ ایمان لا سکیں یہاں تک کہ تیرے دردناک عذاب کو دیکھ لیں،،

اسکے بعد حضورؐ نے حضرت صدیق رضؓ کا مشورہ قبول کرتے ہوئے قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔ اُدھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،،

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

کسی نبی کو جبتک کہ وہ زمین پر کافروں کا خوب قتل عام نہ کرلے اپنے پاس قیدیوں کا رکھنا مناسب نہیں، تم دنیا کا فائدہ دیکھتے ہو حالانکہ اللہ تعالےٰ آخرت کا فائدہ چاہتا ہے اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں یہ نہ لکھا ہوتا کہ بدر میں شامل ہونے والے مسلمانوں کو عذاب نہ ہوگا تو یقیناً تمکو خدا کا دردناک عذاب پہنچتا،،

دوسرے روز حضرت فاروق رضؓ حاضر ہوئے دیکھا کہ حضورؐ اور حضرت صدیق رضؓ رو رہے ہیں، حضرت فاروق رضؓ نے عرض کیا، حضورؐ! آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر مجھکو رونا نہ آیا تو میں زبردستی رونا شروع کردوں گا،، حضورؐ نے فرمایا، خدا مجھپر ناراض ہے کہ میں نے قیدیوں سے کیوں معاوضہ قبول کیا۔ انکو قتل کیوں نہیں کیا اگر میں تمہارے مشورہ پر عمل کرتا تو خدا ناراض نہ ہوتا،،

حضرت جبیر رضؓ بن مطعم فرماتے ہیں، میں بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کیلئے مدینہ میں آیا مجھ کو آپکی طرف روانہ کردیا گیا آپ اس وقت مسجد میں صحابہ کرام کو نماز مغرب پڑھا رہے تھے آپکی قرات کی آواز مسجد سے باہر آرہی تھی آپ سورۃ طور پڑھ رہے تھے جس وقت آپ اس آیت پر پہنچے۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (تمہارے رب کا عذاب ضرور بالضرور آنے والا ہے اُسوقت اسکو کوئی دفع نہیں کرسکیگا) تو میرا دل پھٹنے لگا اس وقت تک میں مشرف باسلام نہیں ہوا تھا اس آیت کو سنتے ہی خدا کے عذاب سے ڈر کر اُسی وقت مسلمان ہوگیا میرے دل میں عذاب خدا کا خوف اتنا بیٹھا کہ مجھکو یقین نہیں تھا کہ میں خدا کے عذاب سے نازل ہونے سے پہلے اپنے گھر تک صحیح وسالم پہنچ جاؤں گا،،

(زاد المعاد۔ صفحات از ۳۴۲ تا ۳۴۷ جلد اول)

(تفسیر خازن۔ صفحات ۹۵۔ ۲۱۴۔ جلد اول

(تفسیر خازن۔ صفحات ۱۶۰۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ جلد دوم)

(تفسیر خازن۔ صفحات۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ جلد چہارم) (صحیح بخاری۔ احمد۔ ابوداؤد)

حضرت رقیہ رض کا انتقال بدر جاتے وقت مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رض مرض میں مبتلا تھیں حضور ص کے حکم سے اُن کے خاوند حضرت عثمان رض علاج کے لئے مدینہ میں ٹھہر گئے تھے حضور ص کی غیبت میں حضرت رقیہ رض کا انتقال ہو گیا حضور ص بدر کے لئے مدینہ سے اُنیس ۱۹ روز غائب رہے۔ (ابو الفدار صفحہ ۱۲۹ - جلد اول)

یہودیوں سے جنگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپکو تین قسم کے کافروں سے واسطہ پڑا ایک وہ جن سے آپ نے صلح کر لی اور اقرار لے لیا کہ تم ہمارے خلاف نہ ہتھیار اُٹھانا اور نہ ہمارے دشمنوں کی [illegible] امداد کرنا اور نہ ہمارے خلاف اُنکو بھڑکانا اگر تم نے دیانتداری اور نیک نیتی سے یہ شرائط پوری کیں تو تم سے ہماری صلح ہے یہ قسم بدستور سابق اپنی حالت کفر پر قائم رہے۔ دوسرے وہ کہ جنہوں نے علانیہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھائے اور مجبوراً آپکو اُنکی سرکوبی کرنی پڑی۔ تیسری قسم کے وہ کافر جنہوں نے حضور سے نہ صلح کی اور نہ جنگ کا ارادہ ظاہر کیا بلکہ واقعات اور نتائج کا انتظار کرتے رہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اور مسلمانوں کا حشر کیا ہوتا ہے ان میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو دل سے مسلمانوں کی فتح و نصرت کے خواہاں تھے اور چاہتے تھے کہ عرب پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو جائے اور بعض ان میں سے مسلمانوں کے دشمن اور اسلام کے استیصال کے خواہاں تھے اور بعض اشخاص ایسے بھی تھے جو بظاہر مسلمانوں سے مل گئے اور اعلان کیا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام کے شیدا ہیں لیکن باطن میں مسلمانوں کے سخت دشمن اور خفیہ طور پر اسلام کے خلاف ہر قسم کی کوشش میں مصروف رہتے یہ لوگ منافق تھے حضور نے ہر قسم کے کافروں سے ایسا ہی سلوک کیا جو خدا نے انکو حکم دیا تھا۔ مدینہ کے یہودیوں سے صلح ہو گئی اور تحریری معاہدہ ہو گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رہیں گے اور اُنکے دشمنوں سے کسیطرح کا تعلق نہیں رکھینگے اور نہ اُن سے ساز باز کرینگے یہ تین قسم کے یہودی تھے۔ بنو قینقاع۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ جنگ بدر کے بعد بنو قینقاع سے جنگ کرنی پڑی کیونکہ اُنہوں نے بغاوت عداوت اور حسد کا اعلان کیا تھا اور علانیہ مسلمانوں کے خلاف شرارتیں شروع کر دی تھیں بروز دوشنبہ نصف شوال ۲ھ کو حضور اسلامی فوج لیکر روانہ ہوئے یہ یہودی مشہور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی کے حلیف تھے۔ اور

یہودیوں میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع تھے حضرت حمزہ رضؓ نے اسلامی جھنڈے کو اٹھا رکھا تھا حضورؐ نے مدینہ میں اپنا قائم مقام حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر کو چھوڑا پندرہ یوم تک انکا سخت محاصرہ کیا یہودی اپنے مضبوط قلعوں میں محصور تھے بالآخر خدا نے انکے دلوں پر مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا ہزیمت کے آثار نمایاں ہوتے لگے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئیے اور اپنے آپکو حضورؐ کے رحم پر چھوڑ دیا عبد اللہ بن ابی نے حضورؐ سے بہت ہی عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ للہ آپ انپر رحم کریئے اور معاف کر دیجئے حضورؐ نے منہ پھیر لیا اُس نے دوبارہ درخواست کی حضورؐ نے پھر اعراض فرمایا، اُسنے تیسری دفعہ حضور کا گریبان پکڑ لیا اور نہایت عاجزی کے ساتھ معافی کی درخواست کی حضورؐ نے معافی کی درخواست قبول کر لی اور فرمایا وہ یہ سب اُسی دم مدینہ سے نکل جائیں اور آئندہ ہمارے خلاف ہتھیار نہ اُٹھائیں اسکے بعد یہ یہودی شام کے علاقہ میں پھیل گئے بعض ان میں سے زرگر اور بعض سوداگر تھے ان میں سے ہتھیار اٹھانے والوں کی کل تعداد صرف چھ سو تھی حضورؐ نے انکے کل اموال پر قبضہ کر لیا حضرت محمد بن مسلمہ کو غنیمت جمع کرنے پر متعین فرمایا آپنے غنیمت میں سے اپنی ذات کے لئے تین کمانیں تین تیر اور تین تلواریں اور خمس (پانچواں حصہ) لیا۔ (ابوالفداء صفحہ ۱۲۹ - جلد اول) (زاد المعاد صفحہ ۴۰۳ - جلد اول)

غزوۃ السویق جب مشرکین کی ہزیمت خوردہ فوجیں مکہ میں پہنچیں تو ابوسفیان نے نذر مانی کہ جب تک وہ محمدؐ سے بدر کا بدلہ نہ لیگا غسل نہیں کرے گا دو سو سوار لیکر مدینہ کے ایکطرف مقام عُریض (مدینہ میں ایک وادی کا نام ہے) میں آیا سلام بن مشکم یہودی کے پاس ٹھہرا اُسنے اُسکو شراب پلائی اور مسلمانوں کی خبریں بہم پہنچائیں صبح اُٹھکر اُسنے کھجوروں کے کچھ درخت کاٹ کر ایک انصاری اور اُسکے ایک حلیف کو قتل کر کے واپس لوٹ گیا حضور کو معلوم ہوا تو اس کے تعاقب میں مقام قرقرۃ الکدر تک گئے، ابوسفیان کی فوج راستہ بچا کر بھاگ چکی تھی اور اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو کی تھیلیاں پھینکتی گئی مسلمانوں نے انکو اٹھا لیا اس واسطے اس حملہ کا نام غزوۃ السویق ہے یہ واقعہ بدر سے دو ماہ بعد ہوا۔

بنو سلیم کی سرکوبی بدر کی لڑائی سے سات روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو سلیم کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے مدینہ میں حضرت سباع رضؓ بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام بنایا مقام کدر تک پہنچے یہاں تین روز قیام فرمایا دشمن سے لڑائی تک نوبت نہیں آئی، دشمن کے

جانور ہنکا کر لے آئے۔ (زاد المعاد- ابو الفدار صفحہ ۱۳۰ جلد اول)

مختلف واقعات اسی سنہ میں حضرت عثمان رضؓ بن مظعون نے انتقال فرمایا۔
اسی سنہ میں امیہ بن ابی صلت ہلاک ہوا یہ رؤسا رکفار سے تھا پڑھا لکھا اور کتابوں سے واقف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر واقف ہونے کے بعد بطور حسد حضور کا مخالف ہو گیا اسکو امید تھی کہ وہ خود نبی بنیگا یہ شام سے پلٹ کر حجاز کیطرف آرہا تھا جب بدر کے کنوئیں پر پہنچا تو اس سے کہا گیا اس میں بدر کے مقتولین کی نعشیں ہیں جنمیں عتبہ وشیبہ بھی شامل ہیں جو اُسکے خالہ زاد بھائی تھے اس نے اپنی اونٹنی کے کان کاٹے اور کوئیں پر کھڑے ہو کر ایک لمبا قصیدہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے

الا بکیت علی الکرا   م بنی الکرام اُلی الممادح

خبردار! میں شریفوں پر جو شریفوں کی نسل سے ہیں اور قابل تعریف ہیں ان پر رو رہا ہوں یا

(ابو الفدار- صفحہ ۱۳۰- جلد اول)

سـ۳ـہ

اسکے بعد سـ۳ـہ ہجری داخل ہوا اور رمضان المبارک میں حضرت حسن رضؓ بن علی رضؓ پیدا ہوئے۔ (ابو الفدار صفحہ ۱۳۰ جلد اول)

کعب بن اشرف کا عبرتناک قتل یہ بڑا مالدار یہودی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہی ایذا پہنچاتا تھا خواتین صحابہ کرام کی تشبیب کراتا تھا (عربی شعرار کا قاعدہ تھا کہ قصیدہ کہتے وقت کسی عورت کو اپنی مفروضہ معشوقہ بنا کر اس کے ہر ہر عضو کے تفصیلی حالات بیان کرتے اسکو تشبیب کہتے ہیں) بدر کی لڑائی کے بعد مکہ گیا اور عربی قبائل کو حضور ؐ کے خلاف فوجکشی کرنے کے لئے بھڑکایا اسکے بعد جب یہ مدینہ آیا تو حضور ؐ نے مسلمانوں سے کہا، کوئی شخص کعب بن اشرف کو قتل کر دے اسلئے کہ اس نے اللہ اور رسول کو ایذا پہنچائی ہے مندرجہ ذیل صحابہ کرام اسکو ٹھکانے لگانے کیلئے کھڑے ہو گئے محمد رضؓ بن مسلمہ- عباد بن بشر- ابو نائلہ سلکان بن سلام یہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی ہیں حرث بن اوس ابو عبس رضؓ بن جبیر- حضرت محمد رضؓ بن مسلمہ نے حضور ؐ سے عرض کیا "کیا میں اسکو قتل کر دوں؟" فرمایا "ہاں" عرض کیا "آپکی شان میں کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے پڑیں گے" فرمایا "اسکی

اجازت ہے "محمدؓ بن مسلمہ اس کے پاس آئے کہا "محمدؐ نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے اب ہم سے زکوٰۃ وصدقات طلب کرتا ہے" اس نے کہا "ابھی سے گھبرا گئے ابھی تو آغاز ہے دیکھنا آگے کیا ہونا ہے" حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے فرمایا "مشکل یہ آپڑی ہے کہ ہم اسکی اطاعت قبول کر چکے ہیں جبتک اسکے خلاف کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہو ہم سردست اسکو چھوڑنے سے قاصر ہیں کیا آپ مجھکو کچھ قرض عنایت کرینگے؟" اس نے کہا "کیا رہن رکھو گے؟ اپنی بیوی میرے پاس رہن رکھوا دو" فرمایا "تم خود ہی عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت ہو ہماری عورتیں تمہیں کب پسند آئینگی؟" اسنے کہا "اچھا تو اپنی اولاد ہمارے پاس رہن رکھوا دو" فرمایا "برادری میں ہماری ناک کٹ جائیگی کہینگے کمبخت نے صرف چند کھجوروں کیلئے اپنی اولاد رہن رکھوادی ہاں ہم اپنے اسلحہ تمہارے پاس رہن رکھوا دیتے ہیں" اسنے یہ منظور کر لیا حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے اس سے یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ مندرجہ بالا مسلمانوں کو بھی بہکا کر لاؤں گا"

ایک رات کو یہ مسلمان اُسکے مکان پر پہنچے اندر اطلاع بھجوادی کعب بن اشرف کی بیگم نے اس سے کہا "مجھکو تو اُنکی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمکو ضرور قتل کر دیں گے" اس نے کہا "یہ میرے دشمن نہیں میرے رضاعی بھائی ہیں، شریف اور بہادر آدمی کو کسی حالت میں نہیں ڈرنا چاہیئے اگر رات کے وقت بھی اُسکو مقابلہ کے لئے للکارا جائے تو اُسکو لبیک کہنا چاہیئے" حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "جب یہ ہمارے پاس بیٹھیگا تو میں اپنے ہاتھ اُس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا جب میں اسکو پکڑ لوں تم فوراً اسکو قتل کر دینا" کعب بن اشرف نے ہتھیار پہنے اور نیچے آیا مسلمانوں نے کہا "آپ کے سر سے بڑی خوشبو مہک رہی ہے" اس نے کہا "ہاں میری بیگم عرب کی بہترین خاتون ہے اُس نے یہ عطر لگایا ہے" حضرت محمدؓ نے فرمایا "کیا میں تمہارے سر کو سونگھ سکتا ہوں؟" اُس نے کہا "شوق سے" یہ کہکر اپنا سر آگے کر دیا حضرت محمدؓ نے سونگھ کر کہا "بہت خوب اپنا سر اُٹھالو" دوبارہ کہا "کیا دوسری دفعہ بھی سونگھنے کی اجازت ہے؟" اُسنے کہا "کیوں نہیں" یہ کہکر اپنا سر آگے کر دیا حضرت محمدؓ نے اُسکے سر کو مضبوط پکڑ لیا اور ساتھیوں سے کہا "اسکی گردن اڑادو" انہوں گردن صاف اتار لی حملہ کرتے وقت حضرت حرثؓ کے سر میں تلوار لگ گئی تھی اُنکے سر سے خون جاری ہو گیا ہم سب تو فی الفور باہر نکل آئے لیکن وہ ذرا دیر سے نکلے ہم اُنکے انتظار میں باہر کھڑے تھے ہمنے انکو اپنے کندھوں پر اٹھالیا رات کے آخری حصہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے۔

ہم نے السلام علیکم کہا کعب بن اشرف کے قتل سے باخبر کیا اور اسکی گردن حضورؐ کے سامنے ڈالدی اور حضورؐ کو اسکی مبارک باد دی حضورؐ نے اپنا لعاب مبارک حضرت حرث رضہ کے زخم پر چھینکا وہ اچھے ہو گئے اسکے بعد ہم اپنے اپنے گھر چلے آئے اس قتل سے یہودیوں میں دہشت پھیل گئی حضورؐ نے حکم دیا "چونکہ یہودیوں نے معاہدہ شکنی کر کے اسلام کے خلاف علانیہ اپنے بغض و عناد کا اظہار کیا ہے لہذا جو یہودی سامنے آئے اُسکو قتل کردو"

(تفسیر خازن صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷ جلد اول - زاد المعاد صفحہ ۸۹ ۲ جلد اول) -

ایک لڑائی پر روانگی ربیع الاول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشیوں پر حملہ کرنیکے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا حجاز میں مقام نجران معدن تک پہنچے لیکن دشمن نے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں کی اور ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ تک آپ وہاں مقیم رہے پھر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

غزوۂ اُحد

اسباب و بواعث بدر کی لڑائی میں قریش کے سرکردہ اشخاص قتل ہوئے تھے اُن کے رشتہ دار ایک وفد بنا کر ابو سفیان بن حرب کے پاس آئے اور کہا "ہمارے بزرگوں کو مسلمانوں نے بدر میں بے دریغ قتل کیا ہے ہم آپ سے استدعاء کرتے ہیں کہ اس تجارتی قافلہ کا کل مال جو آپ شام سے لائے ہیں اور جس کی حفاظت میں جنگ بدر واقع ہوئی تھی فوجی طیاریوں میں صرف کر کے مسلمانوں سے انتقام لیا جائے" ابو سفیان نے اس کو منظور کیا اور زور و شور سے فوجی طیاریاں شروع ہو گئیں (خازن صفحہ ۱۸۱ جلد ۲)

بالآخر ابو سفیان نے تین ہزار کا لشکر فراہم کیا اس میں عرب کی مختلف قومیں شامل تھیں عورتیں بھی ساتھ تھیں تاکہ مرد میدان جنگ سے انکی حفاظت چھوڑ کر راہِ فرار اختیار نہ کریں ابو سفیان یہ لشکر جرار ۷ شوال سنہ ۳ھ کو مدینہ کیطرف لایا اور احد پہاڑ کے قریب اُترا:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا کہ آیا باہر نکلکر انکا مقابلہ کیا جائے یا مدینہ میں بیٹھ کر مدافعانہ صورت اختیار کی جائے حضور کی رائے یہ تھی کہ مسلمان مدینہ سے

باہر نہ نکلیں اگر کافر حملہ آور ہوں تو مسلمان مختلف جماعتوں میں تقسیم ہو کر محلہ کے دروازوں پر مدافعت کریں اور چھتوں پر سے اسلامی خواتین تیر وغیرہ برسائیں یہ رائے بالکل مناسب اور موزوں تھی لیکن بڑے بڑے صحابہ کرام نے جو اپنی خدمات اسلامی کے لحاظ سے ایک اعلیٰ رتبہ رکھتے تھے اور جنکو بدر حاضر ہو کر جہاد کا موقعہ نہیں ملا تھا، آگے بڑھکر کہا "ہمیں ضرور مدینہ سے باہر نکلکر کافرونکا مقابلہ کرنا چاہیئے"۔ عبداللہ بن ابی مشہور منافق مدینہ سے باہر نکلنے کا مخالف تھا بعض صحابہ نے بھی اسکی تائید کی (کیونکہ انکو علم نہیں تھا کہ یہ دل سے اسلام کا مخالف ہے) حضور اپنے مکان میں تشریف لے گئے ہتھیار پہنکر باہر آئے اور اسلامی فوج کو باہر نکلنے کا حکم دیا جن صحابہ رضؓ نے آپ پر مدینہ سے باہر نکلنے کا اصرار کیا تھا انہوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمنے حضور ؐ کو باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے انہوں نے حضور سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کیا۔ "اگر آپ مدینہ میں بیٹھکر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم اسپر بھی راضی ہیں"۔ حضور ؐ نے جواب دیا، جب پیغمبر خدا ہتھیار پہن چکا تو جبتک خدا اُسکے دشمنوں کا فیصلہ نہ کردے۔ اسکو بدن سے ہتھیار نہیں کھولنے چاہئیں"

حضور ایکہزار مسلمان ساتھ لیکر اُحد کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابن اُم مکتوم رضؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا حضور ؐ نے مدینہ میں ایک خواب دیکھا تھا کہ آپکی تلواریں کچھ نقص ہے ایک گائے ذبح کیگئی ہے اور آپ نے ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالا ہے آپنے اسکی یہ تعبیر بیان کی کہ اہل بیت سے کوئی شخص اس لڑائی شہید ہوگا (حضرت حمزہ رضؓ اس لڑائی میں شہید ہوگئے تھے) گائے ذبح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام شہید ہوں گے مضبوط زرہ سے مراد مدینہ منورہ ہے یعنی آپ مدینہ منورہ واپس آجائینگے"

حضور جمعہ کے روز روانہ ہوئے جب مقام شوط میں پہنچے تو عبداللہ بن ابی لشکر کا تیسرا حصہ مدینہ واپس لے گیا بہانہ یہ کیا کہ تمنے میری رائے کی مخالفت کر کے غیر کے مشورہ کو قبول کیا حضرت عبداللہ رضؓ بن عمرو حضرت جابر رضؓ کے والد انکے پیچھے گئے اور اُنکو جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دی فرمایا "اللہ کی راہ میں کافروں سے جہاد کرو"۔ منافقوں نے جواب دیا "اگر ہم کو یقین ہوتا کہ تم کافروں سے جہاد کرو گے تو ہم تم سے علیحدہ نہ ہوتے"۔ یہ جواب سُنکر حضرت عبداللہ رضؓ نے اُن کو بُرا کہا اور اسلامی فوج میں واپس چلے آئے۔

بعض انصار نے عرض کیا "ہم کو اپنے حلیف یہودیوں سے امداد حاصل کرنا چاہیئے"

حضورؐ نے فرمایا، بالکل نہیں، حضورؐ نے فرمایا، راستہ کی راہنمائی کون کرتا ہے؟" ایک انصاری جو راستہ سے واقف تھے رہنمائی کرنے لگے جب ایک منافق جو اندھا تھا، کے باغ سے گذرنے لگے تو اس نے خاک کی مٹھی بھر کر مسلمانوں کیطرف پھینککر کہا، کسی مسلمان کو حتیٰ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے باغ سے گذرنے کی اجازت نہیں، مسلمان اسکو قتل کرنے دوڑے حضور نے فرمایا، اسکو قتل نہ کرو یہ نہ صرف آنکھ کا اندھا ہے بلکہ اسکا دل بھی اندھا ہے ■

حضورؐ اُحد کی وادی میں اُترے کوہ اُحد آپ کی پشت پر تھا مسلمانوں کو امتناعی حکم دیا "میری اجازت کے بغیر لڑائی شروع نہ ہو" اب مسلمانوں کی کل تعداد صرف سات سو تھی جنمیں صرف پچاس سوار ہیں دوسرے روز دوشنبہ ۷ شوال کو صف بندی کی تیر انداز بھی صرف پچاس تھے حضرت عبداللہ رضؓ بن جبیر کو اُنکا افسر مقرر کرتے ہوئے حکم دیا، آخر دم تک اپنے اس مرکز سے نہ ہلنا اگر ہمارا سارا لشکر تباہ ہو جائے اور پرندے ہمارا گوشت نوچنے میں مصروف ہو جائیں تم کافروں پر تیر برساتے رہو تا کہ وہ عقب سے ہم پر حملہ نہ کریں" حضورؐ نے اس دستہ کو درہ پر اسلامی فوج کے پیچھے متعین کیا تھا"

صحیح بخاری میں ہے "خواہ ہمکو کامل ہزیمت ہو جائے حتیٰ کہ پرندے ہماری بوٹیاں اڑانے لگیں مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا جبتک میں خود تم کو طلب کرنے کے لئے اپنا آدمی نہ بھیجوں"

حضورؐ نے اس لڑائی میں دو زرہیں پہنیں لوار (بڑا جھنڈا) حضرت مصعبؓ بن عمیر کو حوالہ کیا لشکر کے ایک حصہ پر حضرت زبیرؓ بن عوام کو دوسرے حصہ پر حضرت منذرؓ بن عمرو کو مقرر فرمایا بہت سے نوجوان بچوں نے لڑائی کی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت مانگی اُن کے نام یہ ہیں۔

(۱) عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ (۴) اسامہ رضؓ بن زید رضؓ (۷) اسید رضؓ بن ظہیر
(۲) براءؓ بن عازب (۵) زید رضؓ بن ارقم (۸) زید رضؓ بن ثابت
(۳) عرابہ بن اوس (۶) عمرو رضؓ بن حزام

آپنے صرف انکو اجازت دی جو سن بلوغ (پندرہ برس) کو پہنچ گئے تھے انکے نام یہ ہیں سمرۃ رضؓ بن جندب۔ رافع رضؓ بن خدیج انکی عمر پندرہ برس تھی باقی سب کو مسترد کر دیا بعض محققین فرماتے ہیں، سن بلوغ کی کوئی شرط مقرر نہ تھی آپنے جسکو طاقتور دیکھا اُس کو شامل ہونے کی اجازت دے دی اسکی تائید یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ کے

الفاظ یہ ہیں:۔

فلمّا رآنی مُطیقاً اجازنی۔ جب مجھکو طاقتور دیکھا تو لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت مرحمت کردی:۔

کافروں نے بھی اپنی صفیں سیدھی کرلیں انکی تعداد تین ہزار تھی دو سوار تھے میمنہ پر خالد بن ولید (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل (یہ بھی بعد میں مسلمان ہو جائینگے اور حضرت صدیق رضہ کے عہد مبارک میں فتوحاتِ شام میں عیسائیوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائینگے) بڑے زور سے جنگ شروع ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے پُر زور طاقت سے مُشرکین پر حملہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لیکر فرمایا ،،کون شخص اس تلوار کا حق ادا کرنے کیلئے آگے بڑھتا ہے تاکہ وہ اس سے دشمنوں کا قتل عام کرے،، ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری نے اس تلوار کو لے لیا سُرخ عمامہ (پگڑی) باندھکر متکبرانہ چال میں دشمن کیطرف بڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، اس تکبر و غرور کو اللہ اور اسکا رسول نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر میدان جنگ میں دشمنوں کے سامنے یہ تکبر جائز ہے،،

کافروں کی صف سے سب سے پہلے مسلمانوں کے مقابلہ میں ابو عامر عبید بن عمرو صیفی نمودار ہوا حضورؐ نے اسکو فاسق کے نام سے یاد کیا یہ جہالت کے زمانہ میں قبیلۂ اوس کا سردار تھا جب حضورؐ کا ظہور ہوا تو اس نے سخت عداوت کا اظہار کیا مدینہ سے نکلکر قریش کی فوجوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا انکو اطمینان دلایا کہ میری قوم تمہاری امداد کرے گی قریش اسکے بہکانے میں آگئے اور مسلمانوں پر لشکر کشی کردی اسی نے اپنی قوم کو اپنی امداد کیلئے للکارا قوم نے جواب دیا ،،دیا فاسق! خدا نے ہمیں (اسلام کی توفیق دیکر) فضل کیا ہے اب ہم تیرے پھندے میں نہیں پھنسینگے،، اُس نے جواب دیا ،،افسوس میرے بعد قوم گمراہ ہو گئی،، اسکے بعد مسلمانوں نے سخت حملہ شروع کردیا مسلمانوں کا شعار (امتیازی آواز جس سے مخالف و موافق میں تمیز ہوتی ہے) اَمِت اَمِت تھا حضرت ابو دجانہ رضہ حضرت طلحہ رضہ بن عبید اللہ۔ اسد اللہ (اللہ کے شیر) حضرت حمزہ رضہ حضرت علی رضہ حضرت نضر رضہ بن انس حضرت سعد رضہ بن ربیع کا سخت امتحان ہوا اور بہت تکلیفیں اٹھانا پڑیں دن کے شروع حصہ میں جنگ شروع ہوئی پہلے تو مسلمانوں کو فتح اور کافروں کو ہزیمت ہوئی بعد جب دشمن بہت پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا تو تیر اندازوں نے اپنا مرکز

چھوڑ دیا حضورؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درہ کو خالی کر دیا جسکی حفاظت کرنے کیلئے حضورؐ نے بہت سخت تاکید کی تھی انہوں نے ایک دوسرے کو للکارا "لوگو! غنیمت حاصل کرنے دوڑو لوگو! غنیمت لوٹنے دوڑو" انکے افسر نے منع کیا اور حضور کا انتباہی حکم یاد دلایا مگر کسی نے توجہ نہ کی اور یہ خیال کر کے کہ اب دشمن مڑ کر دوبارہ حملہ نہیں کرے گا حصول غنیمت میں شامل ہو گئے اور درہ کو خالی چھوڑ دیا، صحیح بخاری میں ہے "مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور مسلمان غنیمت حاصل کرنے کے لئے لپکے حتیٰ کہ عورتیں بھی غنیمت لینے کیلئے اپنا دامن اٹھائی ہوئی دوڑیں اُن کے پازیب کھل گئے یہ دیکھکر حضرت عبداللہ رضؓ کی ماتحت فوج نے کہا "ہماری فوج کو فتح حاصل ہوئی ہمکو غنیمت کے لئے دوڑنا چاہیئے اب انتظار کس بات کا ہے" حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا "کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے؟" انہوں نے جواب دیا "ہم غنیمت حاصل کرنے جارہے ہیں"

(صحیح بخاری بحوالہ خازن صفحہ ۲۸۰ جلد اول)

دشمن کے سواروں نے درہ کو خالی دیکھکر عقب سے حملہ کر دیا چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سخت حملہ کیا ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھاگنا شروع کیا کافر حضورؐ تک پہنچ گئے حضورؐ کا چہرہ زخمی کیا حضورؐ کے اگلے چار دانت توڑ دئے سنگباری کر کے حضورؐ کے خود کو توڑ دیا حتیٰ کہ آپ ایک گڑھے میں گر پڑے لڑائی سے پہلے ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت سے گڑھے کھود رکھے تھے حضرت علی رضؓ نے حضورؐ کا ہاتھ پکڑا حضرت طلحہ رضؓ نے حضورؐ کو گود میں لیا جن کافروں نے حضورؐ پر حملہ کیا انکے نام یہ ہیں عمرو بن قمیئہ۔ عتبہ بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن شہاب اسی نے حضورؐ کو مجروح کیا تھا مصعبؓ بن عمیر حضور کی مدافعت کرتے ہوئے آپکے سامنے شہید ہو گئے لواء (بڑا جھنڈا) حضرت علی رضؓ نے اٹھایا خود کی دو کیلیں حضور کے چہرہ میں گھس گئیں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر انکو باہر کھینچا حتیٰ کہ انکے دانت ٹوٹ گئے حضرت مالکؓ بن سنان حضرت ابو سعیدؓ خدری کے والد نے حضورؐ کے رخساروں سے خون چوسا اُسکے بعد کافروں نے حضورؐ کو قتل کرنے کیلئے چاروں طرف سے کوشش کی دس بہادرانِ اسلام حضورؐ کی مدافعت کرتے ہوئے شہید ہو گئے پھر تو حضرت طلحہ رضؓ نے سختی سے حضورؐ کی مدافعت شروع کر دی اور کافروں کو پرے دھکیلا حضرت ابو دجانہ رضؓ نے حضورؐ کو اپنے بدن کے پیچھے چھپا لیا کافروں کے تیر سے

ابودجانہ رضؓ کا جسم چھلنی ہو رہا تھا اور تیروں کی ایک موسلادھار بارش پڑ رہی تھی مگر ابودجانہ رضؓ میں کہ کوہ استقامت کیطرح اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے حضرت قتادہ رضؓ بن نعمان کی آنکھ دشمن کے تیر سے پھوٹ گئی تھی حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھکر اپنا ہاتھ رکھا تو آنکھ صحیح و سالم ہو گئی۔

(زاد المعاد صفحہ ۳۴۹ و ۳۵۰ جلد اول)

درہ کے اسلامی تیر انداز مشرکین کو بھاگتا دیکھکر لوٹ مار اور غنیمت میں شریک ہونے کیلئے آگے بڑھے خالد بن ولید (جو دشمن کے سوار فوج کے افسر تھے) نے دیکھا کہ درہ کے اسلامی تیر انداز بہت کم ہیں عام مسلمان لوٹ مار میں مصروف ہیں انکی پشت کا راستہ بالکل صاف ہے اپنی سوار فوج کو حملہ کرنے کے لئے للکارا اور مسلمانوں پر سخت حملہ کر کے انکو ہزیمت دی بدبخت عبداللہ بن قمئہ (ایک کافر کا نام ہے) نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا جس سے آپکے چہرہ مبارک سے خون جاری ہو گیا ناک ٹوٹ گئی اور آپکے اگلے چار دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور خود بھی نیچے گر گئے آپ نے اٹھکر ایک بلند پتھر پر چڑھنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ آپ اس وقت دو بھاری زرہ پہنے ہوئے تھے حضرت طلحہ رضؓ نیچے بیٹھے اور آپ اُن پر سوار ہو کر بلند پتھر پر چڑھے آپ نے فرمایا "طلحہ رضؓ جنتی ہو چکے" کافروں کی عورتیں ہندہ وغیرہا مسلمان مقتولین کی نعشوں کی بیحرمتی کرنے لگیں اُنکے کان و ناک کاٹ کر اپنے گلوں کے ہار بنائے حتی کہ ہندہ نے حضرت حمزہ رضؓ کا پیٹ مبارک چاک کر کے اُنکا کلیجہ منہ سے چبایا اُسنے کھانا چاہا مگر کھا نہ سکی اور منہ سے پھینکدیا۔ شقی عبداللہ بن قمئہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے متوجہ ہوا حضرت مصعب رضؓ بن عمیر نے مدافعت کی انکے ہاتھ میں لڑائی کا جھنڈا تھا اُسنے اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھکر شہید کر دیا اور بلند آواز سے کہا "محمد قتل کر دیا گیا"، یہ سنکر مسلمان راہ فرار اختیار کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا "اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ، اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ" یہ صدا سنکر تیس ۳۰ صحابہ کرام جمع ہوئے اور آپکی مدافعت میں لڑنا شروع کیا مگر مشرکین انکو منتشر کرنے میں کامیاب ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف بڑھنا شروع کیا حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص نے تیر اندازی شروع کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکش سے تیر نکالکر انکو دیتے اور یہ فرماتے "تم پر میرے ماں باپ قربان ہو خوب تیر مارتے جاؤ" چونکہ انکی کمان خراب تھی اسواسطے جلدی ٹوٹ گئی۔ اب حضرت طلحہ رضؓ آگے بڑھے یہ بہت ہی تیر انداز تھے انہوں نے خوب تیر پھینکے جس مسلمان کے

تھیں تیروں کا ترکش ہوتا مسلمان اُس سے کہتے ۔ یہ سارے تیر حضرت طلحہ رض کو دیدو ۔ جس وقت یہ نشانے لگانے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک اُٹھا کر نشانہ کو دیکھتے حتیٰ کہ اسی تیر اندازی سے اُنکا ہاتھ شل ہو گیا اور دو یا تین کمانیں انکے ہاتھ سے ٹوٹیں "

حضرت قتادہ رض بن نعمان کی آنکھ میں دشمن کا تیر ایسا لگا کہ آپکی آنکھ رخسارے تک نکل آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انکی آنکھ کے ڈیلے کو اندر گھسایا اور آنکھ پہلے سے زیادہ اچھی حالت میں ہو گئی "

حضور ؐ نے ایک موٹے کافر کو قتل کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے ہٹنے لگے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آگے بڑھا "اگر محمد ؐ بچگیا تو میرا خاتمہ ہے" قوم (مسلم) نے عرض کیا "ہم اسکو قتل کرنے کیلئے آگے بڑھیں؟" آپنے فرمایا "نہیں" اس سے بیشتر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ میں ملتا تو یہ کہتا تھا "میرے پاس ایک گھوڑی ہے میں اُسکو کھلا کھلا کر خوب موٹا تازہ کر رہا ہوں ایکدن میں اسپر سوار ہو کر تجھکو قتل کر دوں گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواباً فرماتے "بلکہ میں تجھ کو قتل کرونگا انشاء اللہ" جب یہ قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن صمہ سے نیزہ لیکر اسکی گردن میں مارا وہ اسی وقت اپنی گھوڑی سے گر پڑا اور سانڈ کیطرح خرانٹے لینے لگا "ہائے مجھکو محمد ؐ نے مار ڈالا ، ہائے مجھکو محمد ؐ نے مار ڈالا" اُسکے رشتہ دار اُسکو اٹھا کر لیگئے اور تسکین دی "گھبرانے کی بات نہیں کسیطرح کا اندیشہ نہیں ہے" اُسنے کہا "وہ مجھ سے پہلے ہی کہا کرتا تھا کہ میں تجھکو قتل کرونگا" ایکدن بعد سرف (مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رض بنت حارث سے شادی کی تھی) میں مر گیا "

منافقوں کی شرارت عام طور پر مشہور ہو گیا کہ محمد ؐ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے بعض اشخاص کے منہ سے یہ نکلا "کاش اس وقت عبداللہ بن ابی (منافقوں کا سرغنہ) ابو سفیان سے ہمارے لئے امان طلب کرتا" اکثر مسلمان مایوس ہو کر بیٹھ گئے ، منافقوں نے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گیا ہے تو تم اپنا مذہب (بت پرستی) اختیار کر لو "

حضرت انس رض کے حوصلہ افزا کلمات حضرت انس رض بن مالک کے چچا حضرت انس رض بن

نضر نے فرمایا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو کیا ہوا اُسکا خدا تو زندہ ہے حضورؐ کے بعد زندہ رہکر کیا کرو گے؟ جس دین (اسلام) کی حفاظت کرتے ہوئے وہ شہید ہو گئے ہیں تم بھی اُسی دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جاؤ "۔ یہ کہکر خدا سے کہا۔" یا اللہ میں مسلمانوں کی طرف سے تیرے دربار میں عذر پیش کرتا ہوں اور کافروں سے میرا کوئی تعلق نہیں "۔ یہ کلمات کہکر اپنی تلوار سوت لی اور کافروں کا قتل عام شروع کر دیا حتی کہ خود شہید ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند پتھر پر چڑھکر مسلمانوں کو للکارنا شروع کیا۔ سب سے پہلے حضرت کعب رضؓ بن مالک نے آپکو پہچانا حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "خود کے نیچے آپکی آنکھوں سے جوانمردی ٹپک رہی تھی"۔ میں نے اُسی دم بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ "معشر المسلمین (اے مسلمانوں کی جماعت) تمکو مبارک ہو یہ سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا۔ "چپکے ہو جاؤ"۔ اسی دم صحابہ کرام آپکی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے انکو راہ فرار اختیار کرنے پر ملامت کی۔ انہوں نے عرض کیا۔"

قد یناک یا بائنا وامھاتنا۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان"۔

یہ افواہ سُنکر کہ حضورؐ شہید کر دیئے گئے ہیں ہم مرعوب ہو گئے اور پیٹھ موڑ کر بھاگنے لگے۔

(تفسیر خازن صفحہ ۲۸۲ جلد اول)

نہ بھاگنے والوں کی تعداد صرف چودہ صحابہ کرام کے علاوہ سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے نہ بھاگنے والوں میں آدھے مہاجرین اور آدھے انصار ہیں مہاجرین کے نام یہ ہیں"

(۱) ابوبکر رضؓ	(۴) طلحہ رضؓ بن عبید اللہ	(۷) سعدؓ بن ابی وقاص
(۲) عمر رضؓ	(۵) عبد الرحمٰن رضؓ بن عوف	
(۳) علی رضؓ	(۶) زبیر رضؓ	(خازن صفحہ ۲۸۸ جلد اول)

حضرت انس رضؓ بن نضر ایسے مسلمانوں کے سامنے سے گذرے جو ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے ہوئے تھے پوچھا۔ "کس انتظار میں ہو؟" انہوں نے جواب دیا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے"۔ فرمایا۔ "اب تم اُن کے بعد زندہ رہکر کیا کرو گے!"۔ یہ کہکر دشمن کا رخ کیا سامنے سے حضرت سعد رضؓ بن معاذ ملے فرمایا۔"

یا سعد انی لاجد ریح الجنۃ من دون اُحُد۔ سعد! اُحد سے ورے مجھکو

جنت کی خوشبو آرہی ہے "، یہ کہا اور دشمن پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے انکے جسم پر تلواروں کی ستر ضربوں کے نشانات تھے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے بدن پر بیس ۲۰ زخم تھے حضورؐ مسلمانوں کیطرف تشریف لائے سب سے پہلے حضرت مالکؓ بن کعب نے آپ کو پہچانا اسی دم چلا اُٹھے مسلمانو! حضورؐ تو یہ زندہ ہیں"، حضورؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ "چپ رہو"، دفعتہً مسلمان جمع ہو گئے اور اُن کے ہمراہ اُس گھاٹی میں گئے جہاں سے جنگ شروع ہوئی تھی اس وقت حضورؐ کے ہمراہ ابو بکرؓ عمرؓ علیؓ حرثؓ بن صمہ وغیرہ وغیرہ صحابۂ کرام تھے۔ جب یہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو ابی بن خلف اپنے گھوڑے عود نامی پر سوار ہو کر حضورؐ کو قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھا جب وہ قریب آیا تو حضورؐ نے حضرت حرثؓ بن صمہ سے چھوٹا نیزہ لیکر اُسکے حلق میں مارا وہ پیچھے کی طرف بھاگا کافروں نے اسکو طعنہ دیا، "تم تو بڑے بہادر تھے"، اُس نے جواب دیا، "خدا کی قسم اگر میرے مقابلہ میں ذی مجازیوں کا لشکر بھی سامنے آتا تو میں سبکو فنا کر دیتا، لیکن ......

حضورؐ کا خون دھونے کیلئے پانی لایا گیا حضورؐ نے واپس کر دیا حضورؐ نے بلند پتھر پر چڑھنا چاہا لیکن کمزوری کی وجہ سے قدم نہ بڑھا سکے حضرت طلحہؓ نے اپنے کندھے پر اٹھا کر چڑھایا نماز کا وقت آ گیا حضورؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اُس روز حضورؐ انصار کے جھنڈے کے نیچے تھے حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ نے ابو سفیان پر سخت حملہ کیا لیکن جب یہ اُس پر قابو پا گئے تو شداد بن اسود (ایک کافر) نے ان پر حملہ کر کے شہید کر دیا حضورؐ نے فرمایا، "فرشتے انکو غسل جنابت دے رہے ہیں تم انکی اہلیہ سے پوچھو"، مسلمانوں نے اُن سے پوچھا تو فرمایا، "جس وقت مدینہ میں جہاد کی منادی ہو رہی تھی تو یہ میرے ساتھ ہم بستر تھے مجھکو چھوڑ کر جہاد کیطرف روانہ ہو گئے اُنکو غسل جنابت کا وقت نہیں ملا"، مسلمانوں نے مشرکین کے جھنڈے اُٹھانے والیکو قتل کر دیا عمرۃ بنت علقمہ نے اسکو اٹھایا، اُسکی حفاظت کیلئے کافر جمع ہو گئے عمرو بن ثابت صیرم کافروں کی فوج کیطرف سے لڑ رہے تھے دفعتہً خدا نے اُنکے دل میں اسلام ڈالا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر کافروں سے لڑنے لگے زخمی ہو کر نیچے گر پڑے لڑائی ختم ہونے کے بعد بنو عبدالاشہل اپنے مقتولین کی نعشیں دیکھنے گئے صیرم بھی جان توڑ رہے تھے اُنسے دریافت کیا، "تم خوشی سے مسلمان ہوئے ہو؟"، صیرم نے جواب دیا، "میں خوشی سے مسلمان ہوا ہوں اسی واسطے مینے کافروں سے جہاد کیا حتیٰ کہ میں زخمی ہو کر گر پڑا"، اسکے بعد فوراً روح قبض ہو

گئی حضورؐ سے انکا تذکرہ ہوا فرمایا "یہ جنتی ہیں"

ابو سفیان نے ایک پہاڑ پر چڑھکر بلند آواز سے کہا "کیا تمہارا محمدؐ زندہ ہے؟" مسلمانوں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر اُسنے کہا "کیا ابو بکرؓ زندہ ہے؟" اس دفعہ بھی مسلمان چپکے رہے۔ تیسری دفعہ اُسنے کہا "کیا عمرؓ زندہ ہے؟" مسلمان بدستور چپکے رہے اس دشمن خدا نے ان تین بزرگوں کے متعلق اس واسطے سوال کیا کہ اسلام کا قیام انہی مقدس ہستیوں کے ساتھ ہے جب اسکو انکے قتل ہونے کا یقین ہوگیا تو اُسنے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر کہا "اسلام کے اصل بانیوں کو تم قتل کر چکے" یہ سُنکر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا فرمایا "او دشمن خدا! یہ تینوں اشخاص زندہ ہیں خدا نے تجھکو ذلیل کرنے کے لئے انکو باقی رکھا ہے" اسکے بعد ابو سفیان نے کہا۔ "تمہاری چند نعشوں کی قطع و برید کر کے انکی بے حرمتی کیگئی ہے یہ کام میرے حکم سے نہیں ہوا اور نہ مجھکو اسکا افسوس ہے" پھر اُسنے کہا "آج ھُبل (ایک بُت کا نام ہے) بلند ہوا" حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا "تم اسکو جواب دو "اللہ ہی کو ہر وقت بلندی و برتری حاصل ہے" ابو سفیان نے کہا "مسلمانو! ہمارے پاس عزیٰ جیسا بُت ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں" حضورؐ نے مسلمانوں کو حکمدیا "تم یہ کہو کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے وہ تمہارا مولیٰ نہیں" ابو سفیان نے کہا "تمکو بدر میں فتح حاصل ہوئی تھی ہمکو اُحد میں کامیابی ہوئی ہے" (ہم دونوں برابر ہوگئے) حضرت عمرؓ نے جوابدیا "تم ہماری برابری نہیں کرسکتے ہمارے مقتولین جنتی ہیں۔ تمہارے مقتولین دوزخی ہیں"

اس لڑائی میں بھی فرشتوں کی فوجیں مسلمانوں کے دوش بدوش لڑ رہی تھیں صحیح بخاری میں ہے "حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص فرماتے ہیں احد کی لڑائی میں دو شخص حضورؐ کی سخت مدافعت کر رہے تھے اور کافروں پر سخت حملے کر رہے تھے انکا لباس سفید تھا اس سے پہلے مینے انکو کبھی نہیں دیکھا تھا" صحیح مسلم میں ہے "جب کافروں نے حضورؐ کو گھیر لیا تو سات انصاری آپکی حفاظت کیلئے آگے بڑھے حضورؐ نے فرمایا "کون شخص کافروں کو میرے سامنے سے ہٹاتا ہے؟" اسکا معاوضہ جنت ہے" ایک انصاری آگے بڑھا اور اُسنے کافروں سے خوب جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہوگیا کافروں نے پھر حضورؐ کو گھیر لیا فرمایا "کون شخص کافروں کو میرے سامنے سے ہٹاتا ہے؟ اسکا معاوضہ یہ ہے کہ اسکو جنت میں میری رفاقت حاصل ہوگی" دوسرا انصاری آگے بڑھا اور اُسنے دشمنوں پر بڑھکر حملے کئے حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

ساتوں انصاری اسیطرح حضورؐ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گئے " حضرت صدیق رضؓ فرماتے ہیں " اُحد کی لڑائی میں جب سب مسلمان بھاگ گئے تو سب سے پہلے میں حضورؐ کی طرف مڑا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حضورؐ کی حفاظت کرتے ہوئے کافروں سے لڑ رہا ہے میں نے کہا میرے ماں باپ اسپر قربان خدا کرے یہ طلحہؓ ہو میرے ماں باپ اسپر قربان خدا کرے یہ طلحہؓ ہو اتنے میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح دوڑتے ہوئے آئے جب ہم دونوں حضورؐ کے قریب پہنچے تو طلحہؓ زمین پر پڑے ہوئے تھے حضورؐ نے ہم سے فرمایا " اپنے بھائی کو پکڑو اسنے خوب محنت کی ہے کسی کافر نے حضورؐ کے خود پر اس زور سے تیر امارا کہ اسکا ایک حلقہ حضورؐ کے دونوں رخساروں میں گھس گیا میں اسکو کھینچنے لگا حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے فرمایا " ابوبکر! تمکو اللہ کی قسم تم ہٹ جاؤ میں اسکو نکالونگا " انہوں نے تیر کو اپنے منہ میں لیا اور آہستہ آہستہ کھینچنا شروع کیا۔ تاکہ حضورؐ کو تکالیف نہو پھر ایکدم سے تیر کھینچا حتی کہ اُنکی ایک داڑھ صاف نکل آئی اب میں نے حضورؐ کے دوسرے رخسار سے تیر نکالنا چاہا حضرت ابو عبیدہؓ پھر بول اُٹھے " تم کو اللہ کی قسم تم چھوڑ دو میں اسکو نکالونگا " اُنہوں نے دوسرے تیر کو اپنے منہ میں رکھکر کھینچا تو دوسری داڑھ بھی باہر نکل آئی حضورؐ نے فرمایا " انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا " اسکے بعد ہم حضرت طلحہ رضؓ کے معالجہ میں مصروف ہو گئے انکو تیرہ زخم آئے تھے کافر ایک پہاڑ پر چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضؓ سے فرمایا " انکو پرے دھکیلو " عرض کیا " میں تن تنہا انکو کسطرح دھکیلوں؟ " حضرت سعد رضؓ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور ایک کافر پر نشانہ مارا کافر وہیں ڈھیر ہو گیا دوسرا تیر نکالکر مارا اسنے بھی دوسرے کافر کی جان لی تیسرا تیر مارا اُسنے بھی کافر کو ٹھنڈا کر دیا یہ دیکھکر سب کافر پہاڑ کے نیچے اُتر گئے حضرت سعد رضؓ نے دل میں کہا " یہ آخری تیر مبارک ہے " اُنہوں نے یہ تیر اٹھا کر پھر اپنے ترکش میں ڈال لیا۔ حضرت سعد رضؓ کی وفات تک یہ تیر اُنکے پاس تھا اُن کی وفات کے بعد اُن کے بیٹوں کے پاس رہا "

صحیحین میں ہے " حضورؐ کے زخم کو حضرت فاطمہ رضؓ دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضؓ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے جب حضرت فاطمہ رضؓ نے دیکھا کہ خون تھمتا ہی نہیں تو ایک بوریا لیکر اُسکو جلایا اسکی راکھ زخم پر رکھی خون تھم گیا "

حضورؐ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے سر پھٹ گیا خون بہہ رہا تھا اور حضورؐ فرما رہے تھے

"وہ قوم کسطرح فلاح پائے گی جسنے اپنے نبی کو زخمی کیا اُسکے اگلے چار دانت توڑے" اسی وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی"

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ٥	تمہارا تو کچھ بھی اختیار نہیں چاہے خدا اُن پر رحم کرے یا ان کو سزا دے اس لئے کہ یہ ظالم ہیں"

حضرت انس رضؓ بن نضر کے جسم پر ۸۳ زخم تھے کوئی شخص انکو نہ پہچان سکا انکی ہمشیرہ نے ناخن سے پہچانا ہزیمت کے بعد جب مسلمان دوبارہ جمع ہوئے تو تلواریں سوت کر کافروں کی طرف بڑھے حضرت حذیفہ رضؓ کے والد کو کافر سمجھکر قتل کرنا چاہا حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا اللہ کے بندو یہ تو میرے والد ماجد ہیں" مسلمان اُنکی بات نہ سمجھے اور غلط فہمی میں انکو قتل کر دیا بعد میں حضورؐ نے انکی دیت دینا چاہی حضرت حذیفہ رضؓ نے عرض کیا "میں اپنے والد کی دیت مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں" اس سے اُنکا درجہ اور بڑھگیا۔

حضرت زید رضؓ بن ثابت فرماتے ہیں حضور نے مجھکو حکم دیا "سعد رضؓ بن ربیع کو ڈھونڈو اگر وہ ملیں تو انکو میرا اسلام کہنا اور پوچھنا" حضورؐ دریافت فرماتے ہیں آپکا کیا حال ہے حسب الحکم میں نے مقتولین کی نعشوں کا طواف کیا اُنکو دیکھا تو دم توڑ رہے تھے اُنکے جسم پر تلوار اور نیزوں کے ۷۲ زخم تھے میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو السلام علیکم کہتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آپکا کیا حال ہے؟" انہوں نے حضورؐ کے سلام کا جواب دیکر فرمایا "عرض کرنا حضورؐ مجھکو جنت کی خوشبو آرہی ہے" اور میری قوم انصار سے کہنا "اگر تمہارا آخری سانس موجود ہو اور کافر حضورؐ تک پہنچ گئے تو خدا کے سامنے تم کوئی عذر نہ پیش کرسکو گے" یہ کہا اور سانس ٹوٹ گیا۔

ایک مہاجر نے ایک انصار کو دیکھا کہ وہ خون میں تڑپ رہا ہے انہوں نے کہا تمکو معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے؟ انصاری نے جواب دیا "اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ہیں تو انہوں نے اپنا فرض پورا کیا تم بھی اسلام کی مدافعت کرکے اپنا فرض پورا کرو" اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور بس ان سے پہلے اور بھی رسول ہو گذرے ہیں اگر یہ انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں

أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ (تو کیا تم اپنے اُلٹے پیروں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤگے اور
وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ جو شخص اپنے اُلٹے پیروں (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا وہ
اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ خدا کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیگا جو لوگ (اسلام کی نعمت کا)
شکر کرتے ہیں خدا اُنکو عنقریب جزائے خیر دے گا"

حضرت عبداللہؓ بن عمرو فرماتے ہیں میں نے احد سے پہلے خواب میں حضرت مبشرؓ بن عبدمنذر کو دیکھا انہوں نے مجھسے فرمایا "تم چند روز میں ہمارے پاس آنیوالے ہو" میں نے کہا "آپ کہاں ہیں؟" فرمایا "جنت میں" ہمکو یہاں کی آزادی حاصل ہے کہ جہاں چاہیں پھریں" میں نے عرض کیا "جناب تو غزوۂ بدر میں قتل ہو چکے ہیں؟" فرمایا "جی ہاں لیکن ہمکو اس کے بعد زندہ کر دیا گیا" میں نے یہ خواب حضورؐ کو سنایا فرمایا "یہ شہادت ہے جو تمکو حاصل ہوگی"

حضرت خیثمہؓ فرماتے ہیں "بدر میں میرا بیٹا شہید ہو چکا تھا میں خود بھی شہادت حاصل کرنیکے لئے بے تاب و بیقرار تھا افسوس بدقسمتی سے بدر میں شامل ہونے سے رہگیا میرا بیٹا مجھسے سبقت لے گیا میں نے گذشتہ شب اُسکو بہت ہی اچھی حالت میں جنت کے باغوں اور نہروں میں پھرتے دیکھا وہ مجھسے کہہ رہا تھا "ابّا جان! ہم سے آملئے آپکو جنت میں ہمارے ساتھ رفاقت حاصل ہوگی خدا نے تو مجھسے اپنا سچا وعدہ پورا کیا (یعنے مجھکو جنت میں داخل کیا) حضورؐ! میں جنت میں اُسکی رفاقت کا مشتاق ہوں مجھکو بڑھاپے نے گھیر لیا ہے میری ہڈیاں کمزور پڑ گئیں میں اپنے خدا کی ملاقات کا خواہاں ہوں حضورؐ! آپ خدا سے میرے لئے دعا مانگئے کہ وہ مجھکو شہادت عطا فرمائے اور جنت میں میرے بیٹے سعدؓ کے پاس پہنچا دے" حضورؐ نے اُنکے لئے دعا مانگی اور یہ اُحد میں شہید ہو گئے"

حضرت عبداللہؓ بن جحش نے لڑائی سے ایک روز پہلے خدا سے استدعا کی تھی "الٰہی! میں تجھکو قسم دیکر درخواست کرتا ہوں کہ کل دشمن سے میرا مقابلہ ہو، وہ مجھکو قتل کرکے میرا پیٹ چیریں میری ناک کان کاٹیں پھر تو مجھسے پوچھے کہ تیری ایسی بےحرمتی کیوں کی گئی؟ تو میں جواباً عرض کروں یہ سب اسلئے ہوا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے"

حضرت عمروؓ بن جموح بہت ہی لنگڑے تھے اُن کے چار جوان بیٹے تھے جو ہر لڑائی میں حضورؐ کے ساتھ جہاد میں شامل ہوتے جب حضورؐ نے اُحد کیطرف کوچ کرنیکا ارادہ ظاہر فرمایا تو اُنکے بیٹوں نے ان سے کہا "خدا نے آپکو جنگ میں شامل ہونے سے معذور رکھا ہے آپ

گھر میں بیٹھئے ہم آپکے بدلے جہاد میں شامل ہوتے ہیں خدا نے آپ پر جہاد معاف کر دیا ہے"
یہ حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا "حضور! میرے بیٹے مجھکو آپکے ساتھ جہاد میں شامل ہونے سے منع کرتے ہیں خدا کی قسم مجھکو امید ہے کہ میں ضرور شہید ہو جاؤنگا اور اپنے اسی لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں پھرونگا" حضور ؐ نے فرمایا "خدا نے تم سے جہاد معاف کر دیا ہے" اُن کے بیٹوں سے فرمایا "تم انکو جہاد سے کیوں منع کرتے ہو؟ شاید اللہ عزوجل ان کو شہادت عطا فرمائے"

چاروں طرف سے حضور ؐ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی کافروں کے سب نشانے خطا جاتے تھے عبداللہ بن شہاب مشہور کافر نے کہا "مجھکو بتاؤ محمد ؐ کہاں ہے؟ اگر وہ بچگیا تو میری غلامی نہیں" حالانکہ حضور ؐ اسکے پہلو میں کھڑے تھے مگر کیا بات تھی خدا نے اس کافر کو اندھا کر رکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد یہ آگے بڑھگیا صفوان نے اسکو طعنہ دیا "محمد ؐ تمہارے قریب کھڑا تھا تمنے اسپر حملہ نہیں کیا؟" اُسنے کہا "خدا کی قسم وہ مجھکو مطلق نظر نہیں آیا" اسکے بعد چار کافروں نے جنہیں یہ دونوں بھی شامل ہیں آپسمیں یہ سخت عہد و اقرار کیا کہ وہ محمد ؐ کو ضرور قتل کرینگے لیکن انکو ذرہ بھر بھی کامیابی نہ ہوئی"

جب حضرت ابوسعید خدری رضؓ کے والد ماجد حضرت مالک رضؓ نے حضور ؐ کے زخم کا خون چوسا تو اُن سے کہا گیا "زمین پر کلی کر دو" انہوں نے جواب دیا "میں تو حضور کا خون کہیں بھی نہیں پھینکونگا" یہ کہکر آگے بڑھگئے حضور ؐ نے فرمایا "

من اراد ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا — جو شخص دنیا میں کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اُن کو دیکھ لے"

المختصر غزوۂ اُحد میں خدا نے مسلمانوں کا سخت امتحان لیا، سورۂ آل عمران کی ابتدائی سا[illegible] رہ ہے، (زاد المعاد صفحات از ۲۴۲ تا ۲۵۴ جلد اول)

خالد بن ولید کو کسطرح شکست ہوئی؟ جس وقت درہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی تو خالد بن ولید نے اپنی سوار فوج کو پہاڑ پر چڑہانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے یہ دعا مانگی "یا اللہ! تو اسکو ہمپر بلند ہونے دے" ادہر سے مسلمان تیر انداز پہاڑ پر چڑھگئے اور تیر برسا کر دشمن کی سوارِ فوج کو بھگا دیا۔
(خازن صفحہ ۲۷۹ جلد اول)

مسلمان شہدا کی تعداد غزوۂ اُحد میں ستر انصاری اور پانچ مہاجرین شہید ہوئے جنمیں سے

ایک حضرت حمزہ رضؓ اور دوسرے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں (خازن صفحہ ۲۷۹ جلد اول)

فرشتے آپکی حفاظت کر رہے تھے حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں آپکے دائیں بائیں دو شخص مدافعت کرتے ہوئے لڑ رہے تھے انکے کپڑے سفید تھے میں نے انکو اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ (صحیحین)

فرشتوں کی امدادی فوج غزوۂ احد میں کافروں کی تعداد تین ہزار تھی اس واسطے خدا نے اُنکے مقابلہ میں تین ہزار فرشتوں کی امداد بھیجی" (خازن صفحہ ۲۷۷ جلد اول)

حضرت حمزہ رضؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ رضؓ کی نعش پر تشریف لائے انکی ناک اور کان کٹے ہوئے تھے انکا پیٹ پھٹا ہوا تھا ہندہ بنت عتبہ نے انکا کلیجہ نکالکر اپنے منہ میں چبا کر پھینکدیا حضور اس دردناک منظر سے بہت ہی متاثر ہوئے اور آپکو بہت سخت صدمہ ہوا آپ نے نعش سے مخاطب ہوکر فرمایا:۔

"اللہ تمکو غریق رحمت کرے، تم بہت خوبیوں والے تھے اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے تھے اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ بعد میں تمہاری نعش مبارک کی اور بھی زیادہ بیحرمتی کیجائے گی تو میں تمہاری اس نعش مبارک کو اسی حالت موجودہ میں رہنے دیتا تاکہ روز قیامت تم مختلف فوجوں کے درمیان اُٹھو" (خازن صفحہ ۱۴۲ جلد ۳)

مسلمان نعشوں کی بیحرمتی دشمنوں نے مسلمان نعشوں کی بہت بیحرمتی کی مسلمان مقتولین کے کان ناک کاٹ لئے! اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالے الغرض انہوں نے کل مسلمان مقتولین کی ہیئت کو بالکل ہی خراب کردیا صرف حنظلہ رضؓ بن عامر کی نعش بیحرمتی سے مستثنیٰ تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ انکا باپ ابو عامر ابو سفیان کی فوج میں شامل تھا،

(خازن صفحہ ۱۴۲ جلد ۳)

معبد خزاعی کی خدمات جس وقت ابو سفیان غزوۂ احد میں شکست کے بعد اپنی فوج کو واپس لیجانے لگا تو مقام روحا (مدینہ سے چالیس یا چھتیس ۳۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) میں پہنچکر اُسکے افسروں نے افسوس ظاہر کیا، "نہ تو محمدؐ قتل ہوا اور نہ مسلمانوں کی باکرہ عورتیں قید ہوئیں جس وقت بہت تھوڑے مسلمان رہگئے تو ہم انکو چھوڑ کر چلے آئے آؤ اب واپس چلکر مسلمانوں کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں،" یہ فیصلہ کر کے مسلمانوں کی طرف پھر پلٹے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اطلاع ہوئی تو آپ نے قریش کو مرعوب کرنے کے لئے صحابۂ کرام کو للکارا انہی مسلمانوں کو طلب کیا جو غزوۂ اُحد میں زخمی ہو چکے تھے کیونکہ یہی اسلام کے فدائی اور شجاع و بہادر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکار کر کہا، صرف وہی اشخاص حاضر ہوں جو کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت جابر رضؓ نے پیش ہو کر عرض کیا "حضور! میرے والد ماجد نے جو کل میدانِ جنگ میں شہید ہوئے ہیں مجھکو میری سات بہنوں کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا ہے انہوں نے وصیت کی تھی، "بیٹا تم کسی حالت میں کبھی اپنی ان بہنوں سے علیحدہ نہ ہونا اور نہ کسی غیر مرد کے پاس انکو چھوڑنا میں خود غزوۂ احد میں کافروں سے جہاد کرنے جاتا ہوں اب تمکو لڑائی میں شریک ہونے کی ضرورت نہیں"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضؓ کا یہ عذر قبول کر لیا اور انکو گھر میں رہنے کی اجازت مرحمت فرما دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابۂ کرام کے ساتھ آگے بڑھے جنمیں سے بعض صحابہ کے نام درج کئے جاتے ہیں"

ابو بکر رضؓ	طلحہ رضؓ	ابو عبیدہ رضؓ بن الجراح
عمر رضؓ	زبیر رضؓ	عبداللہ رضؓ بن مسعود
عثمان رضؓ	سعید رضؓ	حذیفہ رضؓ بن یمان
علی رضؓ	عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف	

جس وقت یہ قلیل التعداد اسلامی جاں نثار حمراء الاسد (مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) میں پہنچے تو معبد خزاعی (انکی قوم خزاعہ سے مسلمانوں کا دوستانہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ دشمن کی نقل وحرکت سے ہر وقت مسلمانوں کو مطلع کرتے رہیں گے) نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، "محمدؐ! اُحد کی لڑائی میں اپنے حلیف مسلمانوں کی ہزیمت سنکر ہمکو سخت رنج پہنچا ہے"، یہ کہکر معبد دشمن کی فوج کیطرف روانہ ہوئے۔ روحاء میں ابوسفیان کی فوج ملی ابوسفیان نے معبد سے کہا، "تمہارے پیچھے کیا بات ہے؟" معبد نے کہا، "لاتعداد فوجوں کے ساتھ محمدؐ تمہارا استیصال کرنے کیلئے آرہا ہے مدینہ میں جتنے لوگ اُحد میں شریک ہونے سے رہگئے تھے وہ سب کے سب اس وقت محمدؐ کے ساتھ ہیں انکو بڑی ندامت ہے کہ وہ اُحد کی لڑائی میں کیوں نہ شریک ہوئے مسلمانوں میں بڑا جوش پھیلا ہوا ہے اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں"، ابوسفیان نے کہا، "معبد! کیا کہہ رہے ہو؟" معبد نے جواب دیا، "خدا کی قسم یہ امر واقع ہے تم تھوڑی دور آگے بڑھو گے اسلامی

فوج کے سوار تمکو نظر آنے لگینگے" ابوسفیان نے کہا "ہم تو محمدؐ کی باقی فوج کا قلع وقمع کرنے کے لئے جارحانہ پیشقدمی کر رہے ہیں" معبد نے کہا "ابوسفیان! ایک قدم بھی آگے نہ بڑھو ورنہ جیش محمدؐ تمکو پائمال کر دیگا" معبد کی باتوں سے ابوسفیان مرعوب ہو گیا اور اپنی فوج واپس لیکر چلا آیا راستہ میں عبدالقیس کا قافلہ ملا ابوسفیان نے ان سے کہا "کہاں جارہے ہو؟" اہل قافلہ نے جواب دیا "غلہ خریدنے کیلئے مدینہ جارہے ہیں" ابوسفیان نے کہا "کیا تم محمدؐ کو ہمارا ایک پیغام پہنچادو گے ہم تمکو اسکا معاوضہ دینگا" اہل قافلہ نے کہا "ضرور پہنچا دینگے کیا پیغام ہے؟" ابوسفیان نے کہا "محمدؐ سے کہنا ہمنے تیری بقیہ فوج کا استیصال کرنے کیلئے دوبارہ حملہ کرنیکا قطعی فیصلہ کرلیا ہے" یہ کہکر ابوسفیان مکہ کی طرف روانہ ہوا اور حمراء الاسد میں عبدالقیس کے قافلہ کو اسلامی فوج ملی انہوں نے مسلمانوں کو ابوسفیان کا پیغام پہنچایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ ہمکو اللہ (کی حمایت و اعانت) کافی ہے اور وہ اچھا وکیل اور کارساز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد میں تین دن قیام کرکے مدینہ واپس آ گئے۔

(خازن صفحہ ۲۹۸ جلد اول)

جب کفار شکست کھاکر بھاگ گئے تو مسلمانوں کو خیال ہوا شاید انہوں نے مدینہ کا قصد کیا ہے مسلمانوں کے بچے اور عورتیں بالکل غیر محفوظ تھیں حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا "تم انکے پیچھے جاؤ اگر یہ گھوڑوں کی سواری چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہوں تو اسکے معنی یہ ہوں گے کہ یہ مکہ کا رُخ کر رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی دیکھیں تو مدینہ کا قصد کریں گے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر انہوں نے مدینہ کا قصد کیا تو میں مدینہ میں بھی اُنکا مقابلہ کرونگا"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں "حسب ارشاد میں نے انکا تعاقب کیا انہوں نے گھوڑوں کی سواری چھوڑ کر اونٹوں کی سواری اختیار کی اور مکہ کی سڑک پر ہو گئے ابوسفیان نے مسلمانوں سے مخاطب ہوکر بلند آواز سے کہا "اب بدر میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا" حضورؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا "تم کہو ہمیں منظور ہے" ابوسفیان نے کہا "تو پھر ضرور آنا" یہ کہکر اپنا لشکر مکہ لے گیا راستہ میں کافروں نے آپس میں ایکدوسرے کو ملامت کرتے ہوئے کہا ہم نے کچھ کیا ہی نہیں کیا ہمکو واپس ہوکر انکا بالکل قلع وقمع کردینا چاہیئے" حضور کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ نے مسلمانوں کو

مقابلہ کیلئے للکارا اور دشمن کا رُخ کرنیکا حکم دیا، صرف وہی لوگ ہمارے ساتھ چلیں جو لڑائی میں شامل تھے "عبداللہ بن ابی مشہور منافق نے کہا "میں بھی آپکے ساتھ چلتا ہوں" حضور نے فرمایا "ہرگز نہیں" تقریباً سب مسلمان زخمی تھے اور زخموں سے نڈھال ہو رہے تھے پھر بھی شوق سے دوبارہ لڑائی میں شامل ہونے کیلئے طیار ہو گئے۔ جب حضور مسلمانوں کے ساتھ حمراء الاسد میں پہنچے تو معبد خزاعی (جسکے خیمہ میں مکہ سے نکلتے وقت دودھ پیا تھا) حاضر خدمت ہوا اور اسلام قبول کیا حضور نے حکم دیا "ابوسفیان کے پاس جاؤ اور اس پر ہمارا رعب بٹھاؤ" یہ اسی وقت الٹے پاؤں پھر گئے اور مقام روحا میں اسکو جالیا ابوسفیان کو اُسکے مسلمان ہونے کا مطلق علم نہیں تھا اُسنے پوچھا "معبد! کیا خبر لائے ہو" فرمایا "محمدؐ اور اسکی فوج کو سخت افسوس ہے کہ تم اُن سے بچکر نکل آئے اب وہ سخت غصہ میں بھرے ہوئے تمہارے تعاقب میں ہیں" ابوسفیان نے کہا "معبد! پھر تمہاری کیا رائے ہے؟" فرمایا "تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اس ٹیلہ کے پیچھے سے مسلمانوں کا مقدمۃ الجیش طلوع ہونے سے قبل تم فوراً یہاں سے مکہ کیطرف کوچ کر جاؤ" الغرض کافر مکہ چلے گئے راستہ میں کچھ مشرکین مدینہ کیطرف جاتے ہوئے ملے ابوسفیان نے اُن سے کہا "تم محمدؐ کو کہنا کہ ہمنے اُنکا اور اُسکے کل متبعین کا کلی طور پر خاتمہ کرنے کیلئے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے" ہم اس پیغام کے پہنچانے کے معاوضہ میں تمکو جب تم واپس آؤ گے کشمش کی دو بوریاں دینگے" جب انہوں نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا تو بے ساختہ اُنکی زبان سے نکلا "

قَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ	مسلمانوں نے کہا ہمکو اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے غرض ہمت کر کے لڑائی کے ارادے سے گئے (لڑائی وڑائی تو کچھ ہوئی ہوائی نہیں ہاں) یہ مسلمان اللہ کی نعمتوں اور اسکے فضل سے لدے ہوئے اپنے گھر واپس آئے اور اللہ کی مرضی (جو) حاصل کی

(وہ اس سے علیحدہ ہے) اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ (زاد المعاد صفحہ ۲۶۶ جلد اول)

سنہ ۴ھ

اسلامی دستہ کی روانگی غزوۂ اُحد کے بعد مسلمان مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے ہلال محرم سنہ ۴ھ کے نمودار ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پہنچی کہ طلحہ اور سلمہ جو کافروں کے مشہور قبیلے بنی خویلد سے تعلق رکھتے ہیں اپنے ماتحت افراد اور قوم کے جاہل طبقہ کو

مسلمانوں کے خلاف بھڑکار ہے ہیں حضور ؐ نے اُنکی سرکوبی کیلئے حضرت ابو سلمہ رضؓ کو ایک سو ۱۵۰ پچاس سپاہیوں کے دستہ پر متعین کیا ان میں انصار و مہاجرین دونوں قسم کے سپاہی شامل تھے حضرت ابو سلمہ رضؓ یہ دستہ لیکر دشمن کی طرف روانہ ہوئے کافر تو فرار ہو گئے لیکن اونٹ اور بکریاں غنیمت میں حاصل ہوئیں یہ اسلامی دستہ بخیر و عافیت مدینہ واپس آگیا۔

(زاد المعاد صفحہ ۳۶۶ جلد اول)

حضرت خبیب رضؓ کی دردناک شہادت غزوۂ اُحد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم رضؓ بن ثابت کی زیر قیادت ایک چھوٹا سا دستہ روانہ فرمایا جسوقت یہ مسلمان عسفان کے قریب پہنچے تو عرب کے ایک مشہور قبیلے ہذیل کے چند افراد کو انسانوں کے چند قدموں کے آثار نظر آئے اُنہوں نے نشانوں پر چلنا شروع کیا جب یہ کافر ایک منزل پر پہنچے تو اُنکو مدینہ منورہ کی کھجوروں کی چند گٹھلیاں نظر آئیں انہوں نے آپسمیں کہا "یہ مدینہ کی کھجوریں ہیں" (یعنی یہاں سے مسلمان گذرے ہیں) وہ اُنکے تعاقب میں گئے جب قریب پہنچے تو مسلمان ایک موزوں مقام میں پناہ گزیں ہو گئے کافروں نے انکا محاصرہ کر لیا اور کہا "اگر تم ہتھیار ڈالدو تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے" حضرت عاصم رضؓ نے فرمایا "میں تو کسی کافر کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالونگا یا اللہ تو ہماری خبر اپنے رسول کو پہنچادے" کافروں نے اُنپر تیر برسانے شروع کئے حتی کہ حضرت عاصم رضؓ سات مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے اب صرف حضرت خبیب رضؓ حضرت زید رضؓ اور ایک مسلمان رہگئے کافروں نے انسے مضبوط وعدہ کیا کہ اگر تم ہتھیار ڈالدو تو ہم تمکو قتل نہیں کرینگے بھولے بھالے مسلمانوں نے کافروں پر اعتبار کر کے ہتھیار ڈالدیئے اور اپنے آپکو انکے حوالہ کر دیا کافروں نے اسی وقت اپنی کمانیں کھولیں اور اُنکو مضبوط باندھ دیا تیسرے مسلمان نے فرمایا "یہ پہلی بیوفائی اور غدر ہے" انہوں نے کافروں کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا کافروں نے انکو گھسیٹا اور سخت تکلیف پہنچائی جب انکو ساتھ لیجانے پر کامیاب نہ ہو سکے تو اُنکو وہیں شہید کر دیا حضرت خبیب رضؓ اور حضرت زید رضؓ کو مکہ لیگئے اور قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا حضرت خبیب رضؓ کو حرث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ حضرت خبیب رضؓ نے بدر میں حرث کو قتل کر کے فی النار و السقر کیا تھا کچھ دن یہ اُنکی قید میں رہے بعد میں انہوں نے انکو قتل کرنیکا فیصلہ کر لیا۔

ایک روز حضرت خبیب رضؓ نے حرث کے گھر والوں سے ایک اُسترہ مانگا اُنہوں نے استرہ دیدیا حرث کا ایک نو اسہ کھیلتا کودتا حضرت خبیب رضؓ کے پاس گیا انکے ہاتھ میں استرہ دیکھکر بچہ کی ماں نے پریشانی کا اظہار کیا

حضرت خبیبؓ نے فرمایا ''کیا تمکو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا۔ انشاءاللہ مجھ سے ایسا فعل سرزد نہ ہوگا۔

اُس عورت کا بیان ہے: ''مینے عمر بھر حضرت خبیبؓ سے زیادہ کوئی اچھا قیدی نہیں دیکھا میں نے ان ایام میں اُنکو انگور کھاتے دیکھا ہے حالانکہ اس موسم میں ایک انگور بھی نظر نہیں آتا تھا اور وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے یہ انگور یقیناً خدا نے اُن کے پاس بھجوائے تھے''

جب انکو قتل کرنے کے لئے مقتل میں لے گئے تو انہوں نے فرمایا ''مجھکو صرف دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دو''، دو رکعتیں پڑھکر ارشاد فرمایا ''اگر میرے متعلق تمہارا یہ خیال نہ ہوتا کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں زیادہ نماز پڑھتا''، اسکے بعد خدا سے مخاطب ہوکر استدعا کی''

اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا۔ یا اللہ تو ان سب کو ہلاک کر ایک کو بھی نہ چھوڑ۔

پھر یہ اشعار پڑھے۔

لقد اجمع الاحزابُ حولی والبوا	کافروں کے گروہ در گروہ میرے آس پاس جمع ہو رہے ہیں
قبائلھم واستجمعوا کلّ مجمع	انہوں نے اپنے قبائل اور ہر قسم کے مجمع کو جمع کرلیا ہے
وقد قرّبوا ابناءھم ونساءھم	ان کافروں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی طلب کرلیا ہے
وقُرّبتُ من جذعٍ طویلٍ مُمنّع	اور مجھکو ایک مضبوط بلند شہتیر کے پاس لاکر قریب کردیا ہے
وقد خیّروانی الکفر والموت دونہ	وہ کہتے ہیں کہ اگر کفر اختیار کرو تو جان بخشی ہوسکتی ہے حالانکہ اس
وقد ھملت عینای من غیر مجزع	تصور (یعنی کفر اختیار کرنیکے خیال) سے میری آنکھوں سے لگاتار آنسو
ومابی حذار الموت انّی لمیّتٌ	گر رہے ہیں ''میں
فانّ الی ربّی ایابی ومرجع	موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں تو اسوقت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے
فذا العرش صبّرنی علٰی مایراد بی	جا رہا ہوں ''اے عرش کے مالک! تو مجھکو صبر عنایت فرما اِن
فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی	کافروں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے ہیں اور اب میں زندگی سے
ولستُ اُبالی حین اُقتل مسلمًا	مایوس ہوچکا ہوں''، ''جب میں اسلام پر فدا ہو رہا ہوں تو اب مجھکو پرواہ
علٰی ایّ شقّ کان فی اللہ مصرعی	نہیں کہ کس پہلو پر گرتا ہوں اور کس طرح جان دیتا ہوں ''
وذٰلک فی ذات الالٰہ وان یشأ	یہ میری فداکاری ذات الٰہی کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے ہے اگر وہ چاہے

يُبَارِكُ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ | تو میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرما سکتا ہے

قریش نے حضرت عاصم رضہ کی نعش میں سے کچھ حصہ حاصل کرنے کیلئے چند افراد بھیجے اسلئے کہ حضرت عاصم رضہ نے بدر میں قریش کے ایک بڑے افسر کو قتل کیا تھا خدا نے اُنکی "مبارک نعش" کو بچانے کے لئے بھڑوں کو بھیجدیا کافر بھڑوں سے ڈر کر نعش کے قریب نہ پہنچ سکے۔

حضرت زید رضہ کو صفوان نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کرنے کے لئے خریدا اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا "اسکو حرم کی حدود تنعیم میں قتل کردو" اسی وقت مقتل میں قریش کے چند افراد جمع ہو گئے ابو سفیان بن حرب بھی اُن میں موجود تھا اُسنے حضرت زید رضہ سے کہا "کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو؟ کہ تمکو اس وقت چھوڑ دیا جائے اور تمہارے بدلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیا جائے" حضرت زید رضہ نے جواب دیا "خدا کی قسم میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور ؐ کے قدموں میں ایک معمولی کانٹا بھی چبھے" ابو سفیان نے قریش سے کہا صرف صحابۂ کرام ہی ایک ایسی قوم ہے جنکے دلوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انتہائی عظمت و محبت ہے" نسطاس نے حضرت زید رضہ کو قتل کردیا جب یہ خبر حضور ؐ تک پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا "تم سے کون شخص ہے جو خبیب رضہ کو پھانسی کے تختہ سے اُتار لائے! اس نیک کام کے معاوضہ میں اسکو جنت ملے گی؟" حضرت زبیر رضہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "میں اور مقداد بن اسود اُن کی نعش کو لائینگے" یہ دونوں بزرگ روانہ ہوئے دن کو چھپے رہتے رات کو منزل طے کرتے حتی کہ شب کے وقت تنعیم میں پہنچے انہوں نے دیکھا کہ پھانسی کے چاروں طرف قریش کے چالیس آدمی ہیں لیکن نہایت اطمینان سے خواب غفلت میں ہیں ان دونوں بزرگوں نے "مبارک نعش" کو پھانسی کے تختہ سے اتارا نعش میں کسی قسم کی بدبو پیدا نہیں ہوئی تھی حالانکہ چالیس یوم گذر چکے تھے انکا ہاتھ جائے قتل پر تھا اور وہاں سے خون بہہ رہا تھا لیکن مشک کی خوشبو آرہی تھی حضرت زبیر رضہ نعش کو اپنے گھوڑے پر رکھکر روانہ ہوئے کفار کی آنکھ کھلی تو تختہ دار سے نعش غائب قریش کو خبر دی اُسی وقت ستر کافر تعاقب میں روانہ ہوئے حضرت زبیر رضہ نے نعش کو نیچے پھینکا اور خود مقابلہ کیلئے مستعد ہو گئے نعش کا زمین پر گرنا تھا کہ اسی دم زمین اُسکو نگل گئی حضرت زبیر رضہ نے اپنے سر سے پگڑی اُٹھا کر کہا "اے کفارِ قریش! تمکو کس چیز نے ہمارے مقابلہ کیلئے جرأت دلائی ہے؟ مجھکو جانتے ہو؟ میرا نام زبیر ہے صفیہ کا بیٹا ہوں (یعنی شریف زادہ ہوں مقابلہ سے بھاگنے والا نہیں) میرے ساتھی حضرت مقداد رضہ جیسے بہا

ہیں؟ دو شیر ہیں تمہارا مقابلہ کرنیکو طیار ہیں" کفار نے مقابلہ کرنے سے انکار کیا اور مکہ کی راہ لی جس وقت یہ دونوں بزرگ حضورؐ کے سامنے پہنچے تو حضرت جبریلؑ تشریف فرما تھے انہوں نے حضورؐ سے فرمایا، فرشتے ان دونوں پر فخر کر رہے ہیں"۔ (خازن صفحات ۱۲۳-۱۲۴ جلدی اول)

یہ بیان خازن کا ہے۔ زاد المعاد میں یوں لکھا ہے:۔ صفر ۴ھ میں قوم عضل وقارہ کے چند نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "ہماری قوم مسلمان ہو چکی ہے آپ ہمارے ساتھ چند مبلغین اسلام بھیجئے تاکہ وہ ہمکو قرآن مجید اور دین کے احکام سکھائیں" حضورؐ نے چند مبلغین اسلام اُنکے ہمراہ کر دیئے مشہور مؤرخ ابن اسحٰق کے قول کے مطابق انکی تعداد صرف چھ تھی اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں "وہ مبلغین اسلام پورے دس افراد تھے" بہرکیف حضورؐ نے حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی کو انکا امیر قوم مقرر کر کے بھیجا۔ حضرت خبیبؓ بھی اُنکے ماتحت تھے جب یہ مقام رجیع جو ارض حجاز میں قبیلۂ ہذیل کی مشہور بستی ہے میں پہنچے تو کافروں نے اُن سے غداری کی اور ہذیل کے کافروں کو للکارا وہ دفعۃً جمع ہو گئے اور مبلغین اسلام کا محاصرہ کر لیا حضرت خبیبؓ اور حضرت زید رضؓ بن دثنہ کے علاوہ سب کو قتل کر دیا ان دونوں بزرگوں کو مکہ میں لیجا کر فروخت کر دیا ان دونوں شجاعوں نے یوم بدر میں کافروں کے بڑے بڑے افسر قتل کئے تھے بہرکیف حضرت خبیبؓ چند یوم قید میں رہے بعد میں کافروں نے انکو پھانسی کے تختہ پر لٹکانے کا ارادہ کر لیا انکو مقتل میں لیگئے جو تنعیم میں مقرر ہوا تھا جب انکو پھانسی دینے لگے تو انہوں نے فرمایا "مجھکو صرف دو رکعتیں ادا کرنے کی مہلت دو" کافروں نے اجازت دی" انہوں نے دو مختصر دوگانہ ادا کر کے ارشاد فرمایا "اگر مجھکو یہ خیال نہ ہوتا کہ تم یہ کہو گے کہ میں موت سے ڈر گیا ہوں تو میں زیادہ لمبی نماز پڑھتا"

مذکورہ بالا یہ دعا اور اشعار پڑھنے کے بعد ابو سفیان نے کہا "کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے بدلے محمدؐ کو قتل کر دیا جائے اور تمکو صحیح وسالم تمہارے گھر پہنچا دیا جائے" حضرت خبیبؓ نے جواب دیا "میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ حضورؐ کو اپنے مکان میں ایک کانٹا بھی چبھے" اسکے بعد کافروں نے انکو پھانسی پر چڑھا دیا اور نعش کی حفاظت کے لئے چند پہریدار مقرر کر دئے لیکن حضرت عمرو رضؓ بن امیہ ضمری دھوکہ سے رات کو نعش مبارک لے گئے اور دفن کر دیا

(زاد المعاد۔ صفحات ۲۶۶-۲۶۷ جلد اول)

مبلغین اسلام کا دردناک قتل

غزوہ بنی نضیر کا سبب

اس ماہ صفر میں واقعۂ بئر معونہ (مدینہ سے مکہ کیطرف جو سڑک جاتی ہے اسکے راستہ میں چڑھائی کیطرف ایک پہاڑی کا سلسلہ آتا ہے جسکو اُبلی کہتے ہیں اسمیں بئر معونہ واقع ہے) پیش آیا خلاصۂ کلام اسطرح ہے کہ مشہور شخص ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنہ (بھالوں کے ساتھ کھیلنے والا) کے نام سے ملقب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے اسکے سامنے دعوت اسلام پیش کی اُسنے اسلام تو قبول نہیں کیا لیکن عرض کیا "اگر آپ میرے علاقۂ نجد میں چند مبلغین اسلام بھیجیں تو مجھے امید ہے کہ اہل نجد اسلام قبول کرلینگے" حضور نے فرمایا "میں ڈرتا ہوں کہ اہل نجد میرے مبلغین اسلام کو قتل کر دینگے" اُس نے جواب دیا "میں ضامن ہوں" صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے حضرت منذر رض بن عمرو کو ان مبلغین اسلام جنکی تعداد ستر تھی کا افسر بنا کر ابو براء کے ہمراہ علاقۂ نجد میں بھیجدیا یہ ستر مبلغین قوم کے بہترین افراد اور سرکردہ اشخاص تھے انکو بہت بڑی فضیلت حاصل تھی جب یہ مقام بئر معونہ میں پہنچے تو حضرت حرام رض بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دیکر مشہور دشمن اسلام عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اُسنے فرمان مذکور کو دیکھا بھی نہیں اور ایک شخص کو انپر حملہ کرنیکا حکم دیا اُسنے پیچھے سے انپر ایسا نیزہ مارا کہ وہ دوسری جانب سے نکل آیا اور حضرت حرام رض نے خون کو چلتا دیکھکر زبان سے ارشاد فرمایا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ "رب کعبہ کی قسم میرا ایمان اور بڑھ گیا"

اسکے بعد عامر نے باقی مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اپنی قوم کو للکارا لیکن انہوں نے اسکا حکم ماننے سے انکار کردیا کیونکہ مسلمانوں کو ابو براء کی ضمانت و مامونیت حاصل تھی اس کے معنی یہ تھے کہ اگر وہ مسلمانوں پر حملہ کرتے تو ابو براء کی قوم کے لوگ انسے اپنی ضمانت مامونیت کا انتقام لیتے جب اسکو یہاں ناکامیابی ہوئی تو یہودیوں کے مشہور قبائل عصیہ رعل اور ذکوان کو للکارا وہ فوراً دوڑے اور چشم زدن میں مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا مسلمانوں نے بھی جمکر مقابلہ کیا لیکن تعداد بہت تھوڑی تھی لہذا سب مسلمان شہید ہوگئے صرف حضرت کعب رض بن زید زندہ رہے اور مجروحین سے اٹھکر چلے آئے حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت

منذرؓ بن عقبہ مسلمانوں کے جانوروں کی حفاظت کر رہے تھے اُنہوں نے مقتل پر پرندوں کو اُڑتے دیکھا (اور یہ اس امر کی علامت تھی کہ یہاں ضرور لعشیں پڑی ہیں) دونوں جائے وقوع پر پہنچے حضرت منذرؓ کافروں سے خوب لڑتے ہوئے شہید ہو گئے حضرت عمرؓ زندہ قید کر لئے گئے جب دشمن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ قبیلۂ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو عامر نے اپنی پیشانی کے بال کاٹے اور اُسکی ماں پر جو ایک گردن آزاد کرنا باقی تھی اُسکے معاوضہ میں حضرت عمروؓ کو چھوڑ دیا جب یہ راستہ میں مقام قرقرہ میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے آرام حاصل کر رہے تھے تو قبیلۂ کلاب کے دو شخص بھی آ پہنچے اور انکے ساتھ آرام کرنے لگے چونکہ عمروؓ کے دل میں جوش انتقام موجزن تھا جب یہ دونوں سو گئے تو انہوں نے انکو قتل کر دیا اور خوش ہوئے کہ مینے اپنے ساتھیوں کا دشمن سے کسقدر انتقام لے لیا لیکن جب انکی جیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد نامہ نکلا تو یہ گھبرا گئے ہوئے مدینہ میں آئے اور واقعہ سے حضورؐ کو مطلع فرمایا بس یہ قتل غزوہ بنی نضیر کا سبب ہے اب حضورؐ مالِ دیت میں امداد حاصل کرنیکے لئے اپنے حلیف بنو نضیر (یہودیوں) کے پاس گئے انہوں نے کہا "بسر و چشم ہم ضرور آپکی مدد کرینگے" یہ سنکر حضورؐ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت دیوار کے سائے میں بیٹھ گئی یہودی جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے بالآخر فیصلہ ہوا کہ کوئی شخص اُپر سے چکی کا پاٹ پھینکدے تاکہ محمدؐ کچلا جائے اس کام کو سر انجام دینے کیلئے بدبخت عمرو بن جحاش اُٹھا اُدھر فی الفور آسمان سے حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور حضورؐ کو سازش سے مطلع کیا حضورؐ مع صحابۂ کرام اُسی دم وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ چلے آئے انکی سرکوبی کیلئے فوجی طیاریوں کا حکم دیا خود حضورؐ نے فوج کی کمان سنبھالی اور مدینہ پر حضرت عبداللہؓ بن مکتوم کو اپنا جانشین مقرر کرکے ربیع الاول میں نضیر کا محاصرہ کیا مشہور اندلسی محدث ابن حزم کے قول کے مطابق انہی ایام میں حُرمتِ خمر (شراب کی حُرمت) نازل ہوئی صرف چھ روز محاصرہ رہا یہودیوں نے تنگ آکر ہتھیار ڈالدئے حضورؐ نے فرمایا "بس تمہارے لئے یہی فیصلہ ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ تمکو جلاوطن کیا جاتا ہے اور سواریوں پر جتنا سامان لاد کر لیجا سکتے ہو لیجاؤ آج سے تمکو غیر مسلح کیا جاتا ہے" یہ سُنکر یہودیوں نے اسباب لادنا شروع کیا اور انکے بڑے بڑے افسر اور معزز افراد مثلاً حُیی بن اخطب سلام بن ابی حقیق خیبر میں جا رہے کچھ یہودی شام میں جا بسے صرف دو یہودیوں نے اسلام قبول کیا یامینؓ بن عمرو ابو سعیدؓ بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا کل مالِ غنیمت صرف مہاجرین الاولین میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ

اس حملہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی ہاں صرف حضرت ابو دجانہ رضؓ اور حضرت سہل رضؓ بن حنیف کو جو دونوں انصاری تھے انکے فقروفاقہ اور افلاس کی وجہ سے غنیمت میں شریک کر دیا اس غزوہ کے متعلق سورۂ حشر نازل ہوئی یہودیوں سے صرف چار لڑائیاں ہوئیں غزوۂ بنی قینقاع غزوۂ نضیر۔ غزوۂ قریظہ۔ غزوۂ خیبر۔

اسکے بعد حضورؐ نے بئرمعونہ کے باشندوں پر نماز میں رکوع کے بعد دعا ر قنوت میں بددعا مانگنا شروع کر دی لیکن جب وہ مطیع ہو گئے تو بددعا چھوڑ دی۔

(زادالمعاد۔ صفحات ۲۷۰ تا ۳۶۸ جلد اول)

دُوسرا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر رضؓ بن عمر ساعدی کو مہاجرین و انصار کے ایک مشترکہ سواروں کے دستہ جو تعداد میں صرف تیس ۳۰ تھے کا افسر بنا کر عامر بن صعصعہ (دشمن) کی فوج کیطرف بھیجا راستہ میں بئرمعونہ پر عامر بن طفیل (دشمن) کی فوج ملگئی جانبین سے لڑائی شروع ہوئی حضرت منذر رضؓ اور آپکے کل سوار شہید ہو گئے صرف تین سوار بچے وہ بھی اسواسطے کہ وہ اپنی سواری ڈھونڈنے کیلئے باہر گئے ہوئے تھے ان میں سے ایک کا نام حضرت عمرو رضؓ بن امیہ ضمری ہے دفعتہً انکے سروں پر ایک پرندہ منڈلانے لگا اُسکی چونچ سے خون کا لوتھڑا گرا ان سواروں میں سے ایک نے کہا ”ہمارا دستہ شہید ہو گیا“ یہ کہکر دشمن کیطرف دوڑے راستہ میں دشمن کا ایک سپاہی ملگیا ان دونوں کے درمیان تلوار چل پڑی جب دشمن کی ضرب اپنا کام کر گئی تو انہوں نے اپنا سر مبارک آسمان کیطرف اُٹھایا آنکھ ٹھوپی اور زبان سے فرمایا اللہ اکبر (خدا بہت بڑا ہے) خدا کی قسم سامنے سے جنت نظر آرہی ہے“ اُن کے دونوں ساتھی واپس چل پڑے راستہ میں قبیلۂ بنی سلیم کے دو آدمی ملگئے بنی سلیم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ صلح ہو چکا تھا جب ان دونو اسلامی سواروں نے انسے جواب طلب کیا تو انہوں نے اپنے آپکو بنی عامر کیطرف منسوب کیا (اور بنی عامر کا قبیلہ مسلمانوں کا دشمن تھا) یہ سنتے ہی اسلامی سواروں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اس واقعہ کے بعد بنی سلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے دو مقتولین کی دیت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضؓ عمر رضؓ عثمان رضؓ علی رضؓ طلحہ رضؓ عبدالرحمنؓ بن عوف کے ساتھ دیت حاصل کرنیکے لئے کعب بن اشرف (یہودیوں کا مشہور افسر) اور بنی نضیر کے پاس آئے کیونکہ اس سے قبل بنی نضیر (یہودی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکے تھے کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرینگے اور دیات میں مسلمانوں کی امداد کرتے رہینگے

بنی نضیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "آپ ٹھہریئے ہم آپکا مطالبہ پورا کرتے ہیں اور دیت لاکر دیتے ہیں"، یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور پرے جاکر یہودی آپسمیں کہنے لگے "ایسا موقعہ کبھی میسر نہ آئیگا اس وقت محمدؐ ہمارے قبضہ میں ہے کوئی شخص چھت پر چڑھکر اوپر سے اسپر ایک بڑا پتھر پھینکدے تاکہ یہ مرجائے اور ہمکو خلاصی نصیب ہو" عمرو بن جحاش (ایک یہودی) نے کہا "میں یہ کام کرتا ہوں" یہ کہکر اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکنا چاہا، دفعۃً حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہودیوں کی سازش سے حضورؐ کو مطلع کیا آپ فوراً وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکل آئے آپکے ساتھ حضرت علی رضؓ بھی چلنے لگے آپ نے فرمایا "علیؓ! تم یہاں ٹھہرے رہو ابوبکر و دیگر مسلمانوں کے ساتھ آنا وہ میرے متعلق پوچھیں تو کہنا مدینہ کیطرف گئے ہیں" مدینہ پہنچکر یہ آیت نازل ہوئی:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

"صالح مسلمانو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم (یہودی) نے تیرہاتھ صاف کرنا چاہا تو خدا نے (تمہاری) مدافعت کرتے ہوئے انکے ہاتھ تم سے دور رکھے اور خدا سے ڈرو اور صالح مسلمانوں کو تو صرف خدا ہی پر توکل کرنا چاہیئے" (خازن صفحہ ۴۶۸ جلد اول)

تیسرا بیان- قبیلہ بنی عامر کا سردار ابو برار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک تحفہ پیش کیا آپنے اُسکا تحفہ قبول کرنے سے انکار کردیا وجہ بیان کی- "میں کسی مشرک کا تحفہ قبول نہیں کرتا"، آپنے اُسکے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید پڑھکر سُنایا اُسنے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر یہ کہا "محمدؐ! آپنے میرے سامنے جو چیز پیش کی ہے بہت اچھی ہے میرا خیال ہے کہ اگر آپ نجد کیطرف اپنے چند مبلغین اسلام بھیجیں تو اُس علاقہ کے لوگ اسلام قبول کرینگے"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھکو اندیشہ ہے کہ اہل نجد میرے مبلغین کو قتل کردینگے" اُسنے جواب دیا "میں خود نجد کے علاقہ میں رہتا ہوں میرا انکے ساتھ معاہدہ ہے آپ کسیطرح کا اندیشہ نہ کریئے اور اپنے مبلغین بھیجئے تاکہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر رضؓ بن عمرو کے ماتحت ستر صحابۂ کرام بھیجے جنکے بعض نام یہ ہیں-

حرث رضؓ بن صمہ   حرام رضؓ بن ملحان   عروہ رضؓ بن اسماء

نافع رضؓ بن یزید عامر رضؓ بن فہیرہ یہ ابوبکر رضؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں

مبلغینِ اسلام کی یہ بہترین جماعت غزوۂ اُحد سے چار ماہ بعد صفر میں مدینہ سے روانہ ہوئی بئرِ معونہ پر پہنچکر انہوں نے آپسمیں مشورہ کیا "اس کنوئیں کے پاس رہنے والوں کو دعوت اسلام دینے کیلئے کون جاتا ہے؟" حضرت حرام رضؓ بن ملحان نے فرمایا "میں جاتا ہوں" اس کنوئیں کے مالک عامر بن طفیل کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا تھا یہ مکتوب گرامی حضرت حرام رضؓ کو حوالہ کر دیا گیا جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے تو اُس نے آپکا خط کھولکر نہیں دیکھا حضرت حرام رضؓ نے فرمایا "اس کنوئیں کے پاس رہنے والو! میں رسول اللہ کا قاصد ہوں میں خود بھی مسلمان ہوں اور تمکو بھی اسلام میں داخل ہونے کیلئے ترغیب دیتا ہوں" دفعتًہ ایک شخص ایک گھر سے نیزہ لیکر نکلا اور حضرت حرام رضؓ کے پہلو میں مارا یہ نیزہ حرام رضؓ کے بدن کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا حضرت حرام رضؓ نے فرمایا "اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میرا ایمان اور بڑھ گیا" اسکے بعد عامر نے اپنی قوم کو مبلغین اسلام پر حملہ کرنے کیلئے للکارا انہوں نے اسکا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور یہ وجہ بیان کی "ہم ابوبراء کے عہد و پیمان کو نہیں توڑتے" اسکے بعد عامر نے قبائل بنی سلیم عصیہ، رعل ذکوان کو للکارا۔ اُنہوں نے اُسکا حکم مانا اور اُسی وقت مسلح ہوکر صحابۂ کرام کا محاصرہ کرلیا مسلمانوں نے بھی مجبورًا اپنی تلواریں نیام سے نکال لیں اور سخت لڑائی شروع ہوئی کعبؓ بن زید کے علاوہ تمام مسلمان شہید ہوگئے کعب بھی سخت زخمی ہوکر گر پڑے دشمن انکو تڑپتا ہوا دیکھکر چھوڑ کر چلا گیا بعد میں یہ مقتولین کی نعشوں سے اُٹھکر چلے آئے" لڑائی شروع ہوتے وقت دو مسلمان ایک جانور کی تلاش میں جنگل گئے ہوئے تھے اُنکو آسمان پر ایک پرندہ چکر لگاتے ہوئے نظر آیا انہوں نے کہا "کوئی واقعہ ضرور ہوا ہے جو یہ پرندہ چکر لگا رہا ہے" یہ کہکر آگے بڑھے تو دیکھتے کیا ہیں تمام مسلمان خون میں غلطاں ہیں اور دشمن کے سوار ابھی تک کھڑے ہیں ان دو مسلمانوں میں سے ایک کا نام عمرو بن امیہ ضمری ہے دوسرا انصاری تھا انصاری نے اپنے ساتھی سے کہا "اب کیا ارادہ ہے؟" عمرو بن امیہ نے فرمایا "ہم واپس ہوجائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعہ سے باخبر کریں" انصاری نے فرمایا "لیکن میں تو ایسی جگہ سے نہیں جانا چاہتا جہاں ہمارے افسر حضرت منذر رضؓ شہید ہوگئے ہوں" یہ کہا اور آگے بڑھکر دشمن پر حملہ کیا حتی کہ شہید ہوگئے، حضرت عمرو رضؓ بن امیہ قید کر لئے گئے جب انہوں نے بتلایا کہ وہ قبیلۂ مضر کا فرد ہیں تو عامر بن طفیل نے اُنکو چھوڑ دیا اپنی پیشانی کے بال کاٹے عامر کی ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد

کرنا باقی تھا اُسنے یہ خیال کرلیا کہ اُسکی ماں کا قرض ادا ہو گیا حضرت عمروؓ بن امیہ نے مدینہ میں آکر تمام واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا آپنے فرمایا یہ سب ابوبراء کی شرارت ہے میں پہلے ہی اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا،، ابوبراء کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اسکو سخت رنج ہوا۔ اُسکے بیٹے ربیعہ نے عامر بن طفیل پر قاتلانہ حملہ کیا اسکو نیزہ مارا وہ (عامر) گھوڑے سے گر کر مرگیا۔ (خازن صفحہ ۲۹۶ جلد اول)

غزوۂ ذات الرقاع۔ اس لڑائی کا نام ذات الرقاع (پٹیوں والی) ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اپنے قدموں پر دھجیاں اور پٹیاں باندھی تھیں جوتیاں نہ ہونے کی وجہ سے کنکروں اور پتھروں سے قدموں کے تلووں میں سوراخ پڑ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الاولیٰ ۴ھ میں چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجد کے علاقہ میں محارب بنی ثعلبہ بن سعد بن غطفان پر دھاوا بولنے کیلئے باہر نکلے اور مدینہ پر حضرت ابوذر غفاری یا حضرت عثمان رضؓ بن عفان کو اپنا جانشین مقرر فرمایا غطفان کی فوج سے آمنا سامنا ہوا۔ لیکن مڈبھیڑ تک نوبت نہ پہنچی (غالباً دشمن فرار ہو گیا ہو گا) واپسی میں مسلمانوں نے مشرک کی ایک عورت کو قید کیا کیونکہ اسکے خاوند نے عہد واثق کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا خون ضرور گرائے گا یہ کمبخت رات کو اسلامی فوج میں آیا حضورؐ نے فوج کی حفاظت کیلئے دو سپاہی حضرت عبادؓ بن بشر و حضرت عمارؓ بن یاسرؓ متعین فرمائے تھے حضرت عمارؓ تو سو گئے تھے لیکن حضرت عبادؓ نماز میں مصروف تھے اس کمبخت کافر نے اُنکی ٹانگ میں تین تیر مارے برابر نماز میں مصروف رہے اور نماز توڑنے کا نام نہیں لیا جب سلام پھیرا تو اپنے ساتھی کو جگایا حضرت عمارؓ نے عرض کیا سبحان اللہ تمنے مجھکو بروقت کیوں نہ بیدار کیا انہوں نے جواب دیا وہ میں نے ایک ایسی سورۃ شروع کر رکھی تھی کہ میں نے اس کا قطع کرنا مناسب نہ جانا،،

(زاد المعاد صفحہ ۳۶۹ جلد اول)

میدان جنگ سے کافروں کا فرار اُحد کی لڑائی سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سال بدر میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہو گا ماہ شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب وعدہ ڈیڑھ ہزار پیدل فوج اور کل دس سواروں کے ساتھ بدر میں پہنچے جھنڈا حضرت علی رضؓ کو سپرد کیا گیا مدینہ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن رواحہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آٹھ روز تک حضورؐ کافروں کے لشکر کا انتظار کرتے رہے بالآخر ابوسفیان دو ہزار پیادہ اور

پانچ سو سوار فوج کے ساتھ مکہ سے نکلا جب وہ مقام مرالظہران تک جو مکہ سے صرف ایک مرحلہ پر واقع ہے، پہنچا تو اپنی فوج سے کہا "یہ قحط کا سال ہے میں تمکو واپس لیجانا چاہتا ہوں" سب کافر واپس چلے گئے اس لڑائی کا نام بدر الثانیہ (بدر کی دوسری لڑائی) ہے۔

(زاد المعاد صفحہ ۳۶۹ جلد اول)

حضرت حسین رض کی ولادت اسی سنہ میں حضرت حسین رض بن علی رض پیدا ہوئے
(ابو الفدار صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

سنہ ۵ ھ

شام کے اندرون علاقہ میں کامیاب حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکہزار اسلامی فوج کے ساتھ ربیع الاول سنہ ۵ ھ میں دومۃ الجندل پر حملہ کیا وجہ حملہ یہ تھی کہ حضور کو خبر پہنچی کہ عیسائی یہاں کثیر تعداد میں فوجیں جمع کر رہے ہیں اور مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں دومۃ الجندل مدینہ سے پندرہ راتوں کی مسافت پر اور دمشق سے صرف پانچ شب کی مسافت پر واقع ہے قبیلہ بنی عذر کا ایک شخص مذکور نامی راستہ کی رہنمائی کے لئے پابرکاب تھا حضور نے مدینہ پر حضرت سباع رض بن عرفطہ غفاری کو جانشین مقرر فرمایا جب میدان جنگ کے قریب پہنچے تو دشمن اپنی جائے قیام سے دُور تھا حضور نے انکی چراگاہ پر حملہ کر کے بہت سے جانور حاصل کر لیئے دشمن کو خبر پہنچی تو وہ ڈر سے منتشر ہو گیا حضور اُنکے میدان میں بہت دنوں تک مقیم رہے اور آس پاس کے علاقوں میں مختلف چھوٹے چھوٹے دستے پھیلا دیئے۔ لیکن کوئی دشمن مقابلہ میں نہیں آیا عیینہ بن حصن کو الوداع کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے

(زاد المعاد صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۰ جلد اول)

غزوۃ المریسیع یہ لڑائی شعبان سنہ ۵ ھ میں ہوئی سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ حرث بن ابی ضرار جو قبیلہ بنی المصطلق کا سردار ہے اپنی قوم اور دوسرے عربی قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگجوئی کرنے کے لئے بھڑکا رہا ہے حضور نے تفتیش حالات کیلئے حضرت بریدہ رض بن حصیب اسلمی کو بھیجا وہ گئے اور بذاتِ خود حرث سے ملاقی ہوئے واپس آکر حضور کو مطلع کیا کہ فی الواقع وہ عداوت اسلام پر مستعد کھڑا ہے حضور نے اسلامی فوج کو للکارا۔ آنِ واحد میں سب مسلمان مسلح ہو گئے اور چلنے کے لئے طیار

اس دفعہ منافقین کی جماعت بھی مسلمانوں کے ہمراہ چلنے کیلئے طیار ہوگئی حالانکہ اس سے قبل وہ کسی لڑائی میں شامل ہونے کا نام بھی نہیں لیتے تھے حضورؐ نے مدینہ پر حضرت زیدرضؓ بن حارثہ رضؓ یا حضرت ابوذر رضؓ یا حضرت شمیلہ رضؓ بن عبداللہ لیثی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا جب دشمن کے سردار حرث کو یہ خبر ملی کہ حضورؐ فوج لیکر آرہے ہیں اور مسلمانوں نے اسکے جاسوس کو قتل کردیا ہے جو اُسنے مسلمانوں کی خبریں معلوم کرنے کیلئے بھیجا تھا تو اسپر اور اُسکی فوج پر رُعب طاری ہوگیا اور وہ مسلمانوں کے خوف سے منتشر ہوگئے لڑائی کی نوبت ہی نہیں پہنچی حضورؐ مقام مریسیع تک پہنچے اور یہاں آپکے لئے خیمہ نصب کیا گیا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ وحضرت ام سلمہ رضؓ بھی ہمراہ تھیں حضورؐ نے دشمنوں کی عورتوں بچوں کو قید کرلیا اور بکری و دیگر جانوروں پر قبضہ کیا صرف ایک مسلمان شہید ہوا قیدیوں میں سیدالقوم حرث کی بیٹی جویریہ بھی شامل تھی وہ قرعہ کے حساب سے حضرت ثابت رضؓ بن قیس کے حصہ میں آئی تھی حضرت ثابت رضؓ نے اُسنے معاہدہ کیا کہ اگر تم اتنی رقم فلاں وقت تک ادا کردو تو میں تمکو آزاد کردونگا حضورؐ نے اپنی جیب سے وہ رقم ادا کردی حضورؐ نے اس سے نکاح کرلیا اس نکاح سے یہ فائدہ ہوا کہ دشمن کی سو عورتیں آزاد ہوگئیں کیونکہ انکے خاوند مسلمان ہوچکے تھے اور یہ سب حرث کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے مسلمانوں نے اُن عورتوں کو یہ کہکر کہ تم سب ہمارے حضورؐ کی زوجہ کی رشتہ دار ہو ہم تمکو آزاد کرتے ہیں (حضورؐ نے متعدد نکاح کئے تھے حاضرین ذرا غور سے اُن نکاحوں کے نتائج پر غور کریں حضور کے یہ سب نکاح بیوہ عورتوں سے تھے اور سیاسیات پر منحصر تھے کیونکہ رشتہ داری انتہائی دوستی کا سلسلہ قائم کرتا ہے اور دشمن نہ صرف ہتھیار ڈالدیتا ہے بلکہ وفادار اور مسلمان ہوجاتا ہے)

واپسی کے وقت رأس المنافقین ابن ابی نے کہا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ | اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو سب سے زیادہ عزت دار (ابن ابی) سب سے زیادہ ذلیل (خاکم بدہن محمدؐ) کو نکالدے گا۔۱۱

حضرت زید رضؓ بن ارقم نے اُسکے یہ الفاظ سن کئے اور حضورؐ کو باخبر کیا ابن ابی نے جھوٹے عذر پیش کئے کہ میرے منہ سے یہ الفاظ نہیں نکلے اور قسم کھانے لگا حضور چپکے ہوگئے اسی دم خدا نے سورۃ منافقین نازل کرکے حضرت زید رضؓ کی تصدیق کردی حضورؐ نے حضرت زیدؓ کا کان پکڑکر ارشاد فرمایا وہ تمکو بشارت کی مبارکباد خدا نے تمہاری تصدیق کردی ۱۱ حضرت عمر رضؓ نے

عرض کیا، حضورؐ حضرت عبادؓ بن بشیر کو حکم دیجئے کہ وہ رئیس المنافقین ابن ابی کی گردن اُڑا دیں۔"
حضورؐ نے اس جامع و مانع جملہ میں ساری سیاست ختم کر دی:

فکیف اذا تحدث الناس ان محمداً یقتل اصحابہ۔ اُس وقت (کیا بُرے نتائج نکلینگے) کہ لوگ کہینگے محمدؐ اپنے ہی اصحاب کو قتل کرنے لگا۔"

(زاد المعاد۔ صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۳۔ جلد اول)

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب

حضرت امام ابو بخاریؒ فرماتے ہیں "غزوۂ خندق سنہ ۴ھ میں ہوئی" لیکن صاحب زاد المعاد کہتے ہیں کہ یہ لڑائی شوال سنہ ۵ھ میں ہوئی کیونکہ اُحد کی لڑائی سنہ ۳ھ میں ہوئی تھی مشرکین نے مسلمانوں سے آئندہ سال سنہ ۴ھ میں مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن قحط سالی کی وجہ سے وہ مقابلہ میں نہ آسکے اب وہ سنہ ۵ھ میں کثیر التعداد لشکروں کے ساتھ آئے اسکا سبب یہ تھا کہ جب یہودیوں نے اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں پر مشرکین کی فتح و ظفر دیکھی اور ابو سفیان کے اس اعلانِ مبارزت کو بھی پڑھا جو اُسنے آئندہ سال مسلمانوں کے خلاف قوت کشی کے متعلق دیا تھا تو یہودیوں کے بڑے بڑے سردار مثلاً سلام بن مشکم کنانہ بن ربیع وغیرہ مکہ میں قریش کے پاس آئے اور انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خوب بھڑکایا اور اپنی طرف سے ہر قسم کی مالی و فوجی امداد دینے کا وعدہ کیا یہودیوں نے قریش سے کہا "تم مسلمانوں پر حملہ کرو ہم آخر دم تک تمہارا ساتھ دینگے"، قریش نے کہا "اے یہودیوں کی جماعت! تم اہل کتاب ہو اہل علم ہو یہ بتاؤ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین بہتر ہے یا ہمارا مذہب بت پرستی؟" یہودیوں نے کہا "تم حق پر ہو اور اسلام کے مقابلہ میں تمہارا مذہب صحیح ہے"، یہ سُنکر قریش بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف حملہ کرنے پر لبیک کہا اسکے بعد یہ یہودی عرب کے بہادر قبیلہ غطفان کے پاس گئے اُنہوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کا اقرار کیا پھر یہ یہودی قیس و غیلان کے پاس گئے اُنسے کہا "قریش نے ہمارے ساتھ ملکر مسلمانوں پر حملہ کرنیکا وعدہ کیا ہے"، اُن قبائل نے جواب دیا "ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں"، اسکے بعد یہ یہودی عرب کے کل قبائل کے پاس گئے اور اُنکے شاعروں نے خوب رجزیہ شعر پڑھکر عربوں کے دلوں کو گرمایا اور مسلمانوں کے خلاف انکو تیار کیا صرف قریش کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی مختلف قبائل بنو سلیم، بنو اسد، فزارہ اشجع، بنو مرہ، غطفان کے لشکر اسکے علاوہ ہیں جنکی مجموعی تعداد دس ہزار تک پہنچتی ہے قریش

کے لشکر نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے شروع کی یہ سنہ ۵ ھ کا مشہور واقعہ ہے عیینہ بن حصن
حضور نے جب یہ خبر سنی تو صحابہ کرام سے مشورہ کیا حضرت سلمان فارسی
نے ... حضور سے مشورہ دیا کہ ... دشمن مدینہ میں نہ گھس سکے حضرت سلمان
نے عرض کی حضور ایران میں دستور ہے کہ جب دشمن ہمارا محاصرہ کرتا ہے تو ہم خندق کھود لیتے
ہیں حضور نے اس تجویز مشورہ کو پسند فرمایا اور حکم دیا کہ ہر دس مسلمان چالیس چالیس
گز خندق کھودیں اس مشورے سے حضرت سلمان کی عزت بڑھ گئی اور انصار و مہاجرین
کو یہ تمنا ہوئی کہ ان کو اپنی جماعت میں شامل کر لیں مہاجرین کہتے تھے حضرت سلمان ہماری جماعت
سے ہیں انصار کہتے تھے کہ یہ ہماری جماعت میں داخل ہیں مہاجرین نے اس
سبب سے اپنی جماعت میں داخل کیا کہ حضرت سلمان ایران سے ہجرت کر کے آئے تھے انصار
نے اس وجہ سے اپنی جماعت میں داخل کیا کہ انہوں نے آکر مدینہ منورہ ہی میں سکونت
رکھی تھی یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا سلمان میرے اہل بیت سے ہیں

آنے والی فتوحات

حضرت عمرو بن عوف فرماتے ہیں میں اور حضرت سعد بن عدی
نعمان بن مقرن اور چھ انصاری اپنے حصہ چالیس گز کھود
رہے تھے کہ دفعۃً نیچے سے ایک بڑا بھاری سخت پتھر نکلا جسے ہم نے توڑنے کی
کوشش کی مگر ناکامیاب ہو گئے حتی کہ ہماری کدالیں ٹوٹ گئیں ہم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے عرض
کیا آپ حضور کو اطلاع دے آئیں۔ حضرت سلمان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ
ترکی خیمہ میں تشریف فرما تھے عرض کیا حضور! خندق کے وسط میں ایک بڑا بھاری سخت پتھر
نکلا ہے اس کا رنگ سفید ہے اس نے ہماری کدالیں توڑ ڈالی ہیں۔ یہ سن کر حضور حضرت سلمان
کے ساتھ ہمارے پاس آئے خندق کے منہ سے ٹیک لگا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لیکر
زور سے اس پتھر پر ماری پہلی ہی ضرب میں پتھر ٹوٹ گیا اس میں سے ایک چمک پیدا ہوئی
معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص نے کالی کوٹھری میں بجلی روشن کر دی ہے اسی دم حضور نے بلند
آواز سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر لگایا آپ کے ساتھ سب مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر لگائے دوسری
دفعہ حضور نے پھر کدال ماری اس دفعہ بھی زور سے بجلی چمکی حضور نے نعرہ تکبیر بلند کیا سب
مسلمانوں نے بھی نعرے لگائے تیسری دفعہ حضور نے پھر کدال ماری اس دفعہ بھی زور سے
بجلی چمکی حضور نے تکبیر بلند کی سب مسلمانوں نے بھی نعرے لگائے وہ پتھر پاش پاش

ہوگیا حضور ﷺ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر تشریف لائے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس وقت یہ عجیب واقعہ پیش آیا ہے" حضور ﷺ نے قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا "جو کچھ سلمان نے کہا آپ لوگوں نے سُنا؟" سب صحابۂ کرام نے عرض کیا، "جی ہاں حضور ﷺ ہمنے سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "پہلی ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اسمیں مجھکو حیرہ کے محلات اور کسریٰ کے شہر (ایران میں) دکھائی دے رہے تھے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا "تمہاری امت انکو ضرور فتح کرے گی" دوسری ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اسمیں مجھکو شامان یورپ اور قیصر کے محلات نظر آئے تھے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھکو مطلع کیا "تمہاری امت انکو بھی ضرور فتح کریگی" تیسری ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اسمیں مجھکو صنعاء (یمن) کے محلات نظر آئے تھے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھکو خبر دی "تمہاری امت ان پر بھی قابض ہو جائے گی" مسلمانو! یہ عظیم الشان فتوحات تمکو مبارک ہوں"، یہ بشارت سنکر تمام صحابۂ کرام نے کہا "اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے اُسنے مصائب میں ہمکو آنے والی فتوحات کا وعدہ دیا"، منافقوں نے کہا "تمہارا نبی جھوٹا ہے، تم سے جھوٹے وعدے کرتا ہے کہتا ہے کہ مجھکو مدینہ سے حیرہ اور کسریٰ کے شہر نظر آرہے ہیں اور میرے مسلمان انکو ضرور فتح کرلینگے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں دشمنوں کا رُعب بیٹھ گیا ہے اور اپنے بچنے کیلئے خندق کھود رہے ہو دشمن کے مقابلہ کی تاب ہی نہیں لاسکتے"۔

دردناک منظر — حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "سردی کا موسم تھا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، صحابۂ کرام (مہاجرین و انصار) اسی حالت میں خندق کھود رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی یہ تکلیف اور بھوک دیکھ کر ارشاد فرمایا:۔

اللھم ان العیش عیش الاٰخرۃ	یا اللہ! عیش تو صرف آخرت کا ہے
فاغفر الانصار والمھاجرۃ	تو میرے مہاجرین اور انصار کو بخشدے

اسکے جواب میں صحابۂ کرام نے عرض کیا،

نحن الذین بایعوا محمداً	ہم آخری دم تک حضور کے ساتھ
علی الجھاد ما بقینا ابداً	کافروں سے جہاد کرتے رہینگے

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ خندق کی مٹی اٹھا کر پھینک رہے تھے آپکا پیٹ مبارک مٹی سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور بلند آواز سے یہ کہتے تھے۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا	خدا کی قسم اگر خدا ہمکو ہدایت نہ کرتا،
ولا تصدقنا ولا صلینا	تو ہمکو نہ صدقہ خیرات زکوٰۃ دینے کی توفیق ہوتی اور نہ نماز پڑھنے کی،
فانزلن سکینۃ علینا	یا اللہ تو ہماری تسکین کر،
وثبت الاقدام ان لاقینا	اور لڑائی کے وقت ہمکو ثابت قدم رکھ،
والمشرکون قد بغوا علینا	کافروں نے ہمپر حملہ کیا ہے،
اذا ارادوا فتنۃً ابینا	انہوں نے ہم سے اسلام چھڑانا چاہا ہمنے صاف انکار کردیا،

خندق سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو شہر کے قلعوں میں محفوظ کردیا،،

مسلمان لشکریوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی حضور نے مدینہ میں حضرت عبداللہؓ بن مکتوم کو اپنا جانشین مقرر فرمایا،،

یہودیوں کی شرارت۔

اسکے بعد حیی بن اخطب قریظہ کے قلعہ کے سامنے آیا اور اُن کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اُنکے سردار کعب بن اسد نے قلعہ کا دروازہ کھولنے سے انکار کیا مگر حیی اپنی سرگرم جدوجہد میں مصروف رہا اُسنے باہر کھڑے ہوکر پکار کر کہا "کعب! دروازہ کھول"، کعب نے کہا "کمبخت حیی بن اخطب تو منحوس ہے کان کھول کر سن لے میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاہدہ صلح کرچکا ہوں اب معاہدہ کو نہیں توڑونگا۔ علاوہ ازیں آجتک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاہدہ پر نہایت ایمانداری اور دیانتداری سے قائم ہے"، حیی نے کہا "دروازہ تو کھول میں تجھسے گفتگو کرنا چاہتا ہوں" کعب نے کہا "غلط باتیں ہے جا اپنا راستہ لے"، بالآخر مزید اصرار کے بعد کعب نے دروازہ کھولدیا۔ حیی نے کہا۔

لقد جئتک بعز الدھر	میں آپ کے سامنے تمام دنیا کی عزت لیکر آیا ہوں میں قریش
جئتک بقریش وغطفان	غطفان، اور اسد کے عظیم الشان لشکر لیکر آیا ہوں،
واسد لحرب محمد	سب کے سب محمدؐ سے لڑنے کو طیار ہیں،

کعب نے جواب دیا:۔

جئتنی واللہ بذل الدھر	خدا کی قسم تو میرے لئے تمام دنیا کی ذلت و رسوائی لایا ہے
وبجھام قد اراق ماءہ	اور ایسا بادل لایا ہے جو اپنا پانی دوسری جگہ خرچ کرچکا ہے

فھو یرعا دیبرق   اب وہ صرف ہم پر کڑکتا اور بجلی چمکاتا ہے ،،

بالآخر حیی بن اخطب نے مزید اصرار کے بعد کعب کو اپنا معاہدہ توڑنے پر مجبور کر دیا جو اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا کہ آیندہ میری قوم یہود قریظہ کا ایک فرد بھی مسلمانوں کے خلاف نہ ہتھیار اُٹھائے گا اور نہ کسی طرح سے مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ شامل ہوگا اور انکو کسی طرح نہ امداد پہنچائیگا۔

کعب بن اسد نے حیی بن اخطب سے کہا ،، اگر مجھ سے یہ اقرار کرو کہ قریش کو شکست ہوئی اور وہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کامیاب نہ ہو سکے تو تم میرے قلعہ میں آجاؤ گے اور آخر دم تک میرے ساتھ نتائج جنگ میں شریک رہو گے ،، اُسنے اسکا اقرار کر لیا کعب نے اسی وقت مسلمانوں سے معاہدہ شکنی کا اعلان کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپنے تحقیق حالات کیلئے دونوں سعدؓ (سعد بن معاذ قوم اوس کے سردار) سعد بن عبادہ (قوم خزرج کے سردار) عبداللہؓ بن رواحہ خواتؓ بن جبیر کو بھیجا انکو یہ ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ،، یہودیوں کی معاہدہ شکنی کی خبر کی تحقیقات کرو یہ خبر صحیح ہے یا غلط اگر یہ خبر صحیح ہے تو مجھکو اسکے متعلق مشورہ دو اور اگر غلط ہے تو کھلے مجمع میں اسکی تردید کرو ،، حسب الحکم یہ برگزیدہ اشخاص یہودیوں کے پاس گئے انہوں نے دیکھا کہ یہودی مسلمانو کے متعلق سخت مخالفت کا اظہار کر رہے ہیں، مسلمانوں کو گالیاں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ناشائستہ الفاظ استعمال کئے انہوں نے کہا ،، محمدؐ سے ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہوا ؟ ،، حضرت سعدؓ بن عبادہ تیز طبع تھے یہ سنکر انہوں نے یہودیوں کو بُرا کہا حضرت سعدؓ بن معاذ نے انکو منع کیا اسکے بعد یہ اصحاب واپس چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہہ کے حقیقت حال سے مطلع کرتے ہوئے عرض کیا ،، عضل و قارہ ہو گیا ہے سخت عضل سے بچنے کی کوشش کریئے ،، یہ سُنکر حضورؐ نے فرمایا ،،

اللہ اکبر ابشروا یا معشر المسلمین۔ مسلمانو! اللہ اکبر کہو یہودیوں کی استیصال کے متعلق بشارت و خوشخبری قبول کرو ،،

منافقین کی شرارت

اسکے بعد مسلمانوں کی سختیاں بڑھ گئیں چاروں طرف سے مصائب کا نزول ہونے لگا۔ سب طرف دشمنوں کی فوجیں پھیل گئیں اور جلدی جلدی انکو کمک آنے لگی مسلمان مرعوب ہو گئے ، اور انکو اپنی

ہلاکت کا یقین ہوگیا ادھر منافقین نے تنگ کرنا شروع کیا ایک منافق معتب بن قشیر نے اظہار عداوت کرتے ہوئے کہا "محمد ہم سے وعدہ کرتا تھا کہ ایک روز ہم قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہو جائینگے حالانکہ صورتِ حالات یہ ہے کہ ہم ڈر کے مارے رفع حاجت کے لئے باہر قدم نہیں رکھ سکتے"

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا۔ خدا اور اُسکے رسول نے ہمسے جھوٹے وعدے کرکے ہمکو دھوکہ دیا ہے"

اوس بن قیظی منافق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اسلئے کہ وہ مدینہ سے باہر ہیں ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم اس میدانِ جنگ سے چلے جاہیں اور اپنے گھروں کی حفاظت کریں" قرآن مجید میں اسکی تردید یوں نازل ہوئی"

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔ انکے گھر غیر محفوظ نہیں ہیں یہ صرف بھاگنے کا ارادہ کرتے ہیں"

ایک ماہ تک مسلمانوں کا سخت محاصرہ قائم رہا جنگ کی نوبت نہیں آئی صرف سنگباری اور تیر اندازی ہوتی رہی"

انصار کی شجاعت

مسلمانوں کی بہت سختی بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی مشہور فوج مدینہ کی سالانہ آمدنی کا تیسرا حصہ دیکر دشمنوں سے علیحدہ کرنا چاہا آپنے اُنسے مراسلت شروع کردی اور غطفان کے دو اعلیٰ افسر عیینہ بن حصن اور حرث بن عوف کو طلب کیا حضور نے اس معاملہ میں دونوں سعدوں سے مشورہ کیا دونوں نے عرض کیا "اگر یہ خدا کا حکم ہے تو ہم بسر و چشم مانتے ہیں اور اگر یہ خدا کا حکم نہیں آپ صرف ہمارے لئے سہولتیں پیدا کرنے کی غرض سے ایسا اقدام کرتے ہیں تو ہم صاف صاف عرض کردیتے ہیں کہ جب ہم مشرک تھے تو اسوقت انکو ہم سے ایک حبہ بھی چھیننے کی جرات نہیں ہو سکتی تھی اور اب تو خدا نے ہمکو مشرف بہ اسلام کردیا ہے اسنے ہمکو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا اور حضور کی بدولت ہماری عزت شوکت و حشمت بڑھ گئی ہے اب ہم انسے دیکر انکو اپنا کچھ مال دے سکتے ہیں؟ حاشا و کلا نہیں ہم انکو صرف ایک چیز دینگے تلوار اور قاطع تلوار"

حضور نے انکی رائے کو پسند کرتے ہوئے کہا "یہ خدا کا حکم نہیں میں صرف تمہاری سہولتیں پیدا کرنا چاہتا تھا کیونکہ مجھکو تمپر رحم آیا اور میں نے دیکھا کہ تمام عرب تمکو فنا اور ہلاک

کرنے کیلئے جمع ہو گئے ہیں،، یہ سنتے ہی حضرت سعد رضؓ نے معاہدۂ صلح کو پھاڑ دیا اور دشمن کے نمائندوں سے مخاطب ہو کر کہا "جاؤ، ہمکو شکست دینے کیلئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ"،

دشمن کے چند افسروں کا قتل

قریش کے چند بہادر سوار مثلاً عمرو بن عبد، عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، نوفل بن عبداللہ، مرداس نے خندق کیطرف بڑھنا شروع کیا بنی کنانہ سے کہا "جنگ کیلئے مستعد ہو جاؤ، آج تمکو معلوم ہو جائیگا کہ صحیح معنوں میں بہادر کون ہے؟" یہ کہکر خندق کیطرف رُخ کیا جب خندق کے پاس پہنچے تو کہا "واللہ یہ تو ایک فریب کا جال بچھایا گیا ہے عرب جیسی سادہ لوح قوم کو اس فریب سے کیا مناسبت ؟ "مسلمانو! تمنے یہ فریب کہاں سے سیکھا؟" اسکے بعد خندق کے تنگ حصہ کو عبور کر کے مسلمانوں کے میدان میں آگئے اور مقابلہ کیلئے اسلامیوں کو للکارا حضرت علی رضؓ فوراً چند مسلمان سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ میں پہنچ گئے عمرو بن عبد بدر کی لڑائی میں شریک ہوا تھا مسلمانوں نے اسکو بہت زخمی کیا تھا اسی سبب سے وہ اُحد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا اب خندق کی لڑائی میں پورے جوش و خروش کے ساتھ آیا حضرت علی رضؓ نے اس سے کہا "عمرو! تمنے اقرار کیا تھا قریش میں سے جو شخص اپنے دو مطالبے تیرے سامنے پیش کریگا میں اسکا ایک مطالبہ ضرور تسلیم کر لونگا،، اسنے کہا "بیشک مینے یہ عہد اقرار کیا تھا،، حضرت علی رضؓ نے فرمایا "تو میں اپنے دو مطالبے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں پہلا یہ ہے کہ تمکو اسلام کی دعوت دیتا ہوں،، عمرو نے کہا "یہ مطالبہ ناقابل قبول ہے،، حضرت علی رضؓ نے فرمایا "دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ مجھسے لڑنے کے لئے مستعد ہو جاؤ"، عمرو نے کہا "میں اپنے ہاتھ سے تمکو قتل کرنا مناسب نہیں سمجھتا،، حضرت علی رضؓ نے فرمایا "لیکن میں اپنے ہاتھ سے تمکو قتل کرنا چاہتا ہوں،، اسپر عمرو گرم ہو گیا اپنے گھوڑے سے اُترا اُسکی کھوچیں کاٹ ڈالیں اور حضرت علی رضؓ کی طرف بڑھا تھوڑی دیر تک دونوں جولانیوں میں مصروف رہے بالآخر حضرت علی رضؓ نے اسکو قتل کر دیا یہ دیکھکر دوسرے سوار بھاگ گئے اور خندق عبور کر کے اپنے لشکر میں چلے گئے عمرو کا فروں میں بہت شجاع بہادر تھا اسکے بعد منبہ بن عثمان اور نوفل بن عبداللہ مارے گئے منبہ بن عثمان کو تیر لگا تھا مکہ میں جا کر مر گیا۔ نوفل بن عبداللہ خندق عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اُسکا گھوڑا خندق میں پھنس گیا مسلمان اسکو پتھر مارنے لگے اُس نے کہا "اس سے تو مجھکو قتل

کرنا اچھا ہے" حضرت علی رضہ اُسی وقت خندق میں اُترے اور اُسکی گردن الگ کردی مسلمان اُسکی نعش باہر لے آئے کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی "آپ نوفل کی نعش ہمارے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیجئے" حضور نے فرمایا "ہمکو نہ نعش کی ضرورت ہے اور نہ قیمت کی تم مفت میں اٹھاکر لیجاؤ"

حضرت ام سعد رضہ کی شجاعت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں ہم خندق کی لڑائی میں بھی حارثہ کے قلعہ میں محفوظ تھیں یہ قلعہ مدینہ کے سارے قلعوں میں بہت مضبوط تھا حضرت سعد رضہ بن معاذ کی والدہ ماجدہ بھی ہمارے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں" اس وقت تک پردہ کا حکم نہیں ہوا تھا حضرت سعد رضہ بن معاذ ہمارے قلعہ کے سامنے سے گذرے انکی زرہ کافی سے زیادہ چھوٹی تھی اور انکا ہاتھ زرہ سے باہر نکلا ہوا تھا اُن کے ہاتھ میں حربہ تھا زبان سے یہ ارشاد فرما رہے تھے "

لا بأس بالموت اذحان الاجل ۔ جب وقت آپہنچا تو اب موت سے ڈرنے سے فائدہ؟ یہ سُنکر والدہ ماجدہ نے فرمایا "بیٹا بہت خوب ۔ بہت خوب مجھے منظور ہے جا موت سے مل ۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں "میں نے اُنسے کہا "حضرت سعد رضہ کی زرہ بہت چھوٹی ہے اگر دشمن کا تیر لگا تو وہ کارگر ہوگا" بالآخر ایسا ہی ہوا خباب بن قیس نے اپنر تیر کا نشانہ لگایا جسوقت تیر لگا تو اُسنے کہا "یہ نشانہ میں نے لگایا ہے" حضرت سعد رضہ نے جواب دیا "خدا تجھکو دوزخ میں ڈالے" اسکے بعد حضرت سعد رضہ بن معاذ نے خدا سے التجا کی "یا اللہ اگر یہ جنگ طول پکڑے تو مجھکو ضرور زندہ رکھو اسلئے کہ میں اُس قوم (قریش) سے ضرور جہاد کرنا چاہتا ہوں جسنے تیرے رسول کو ایذا پہنچائی اور انکو جلاوطن کیا اور اگر تو اس جنگ کو ختم کرچکا ہے تو مجھکو جام شہادت عنایت فرما ۔ ہاں جبتک قریظہ میری آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوں تو مجھکو زندہ رکھ"

حضور کی پھوپھی کی شجاعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضہ فرماتی ہیں "حضرت حسان رضہ بن ثابت (مشہور شاعر اسلام) ہم عورتوں اور بچوں کے ساتھ قلعہ میں محفوظ تھے بنو قریظہ مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کرچکے تھے دفعتہً ایک یہودی آیا اور ہمارے قلعہ کے چاروں طرف چکر کاٹنے لگا میں نے حضرت حسان رضہ سے کہا "حسان یہ یہودی قلعہ کا طواف کر رہا ہے اور مجھکو اسکی طرف سے اندیشہ ہے

تم نیچے اُتر کر اسکو قتل کر دو، حضرت حسان رضؓ نے جواب دیا، "آپکو بخوبی معلوم ہے کہ بھلا مجھ جیسے بزدل سے یہ کام کسطرح ہو سکتا ہے ؟" (شاعر ہمیشہ بزدل ہوتے ہیں، از مترجم) جب مینے دیکھا کہ حسان سے کچھ نہیں ہو سکتا تو میں نے ایک چوب خیمہ اپنے ساتھ لی اور کپڑا لٹکا کر قلعہ سے نیچے اُتری اور یہودی پر اس چوب سے حملہ کیا حتیٰ کہ مینے اُسکو مار ڈالا فارغ ہو کر میں قلعہ پر چڑھ آئی مینے پھر حسان سے کہا، نیچے اُتر کر اُسکا سلب (وردی ہتھیار وغیرہ جو بدن سے ملے) اُتار لو مینے اُس پر اس وجہ سے ہاتھ نہیں ڈالا کہ وہ مرد تھا، حسان رضؓ نے کہا، معاف رکھئے مجھکو اس سلب کی ضرورت نہیں"

دشمن کی ہزیمت کے اسباب

اسکے بعد خدا نے مسلمانوں کیلئے اپنی فتح و نصرت کا دروازہ کھولا اور یہ سبب پیدا کیا اور ہر حال میں اللہ ہی ہر طرح کی حمد و ثنا اور شکر کا مستحق ہے کہ غطفان کا ایک شخص نعیم بن سود بن عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، "میں اسلام قبول کرتا ہوں میرے لئے کچھ حکم صادر فرمایئے میری قوم (غطفان) کو ابھی تک میرے اسلام کا علم نہیں" حضورؐ نے فرمایا "اس وقت تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ جسطرح بھی ہو سکے ان کافروں کے لشکروں کو یہاں سے ہٹاؤ کیونکہ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ (لڑائی میں دھوکہ سے کامیابی ہوتی ہے) حضرت نعیم رضؓ فی الفور قریظہ کے پاس گئے، قریظیوں کے دل میں انکی بہت توقیر تھی اُسنے کہا، "اے میرے قریظی دوستو! تم محمدؐ سے جنگ کرنے کیلئے اُٹھے ہو اور قریش فرصت بموقع کے منتظر ہیں وہ تمکو محمدؐ کی زد میں چھوڑ کر بھاگ جائینگے پھر محمدؐ تم سے خوب انتقام لیگا،" انہوں نے کہا، "نعیم! پھر اسکا علاج ؟" فرمایا "تم ان سے رہائن (ضمانتیں) طلب کرو تم قریش اور غطفان سے انکے سرکردہ اشخاص اور معزز افراد بطور ضمانت طلب کر لو اُنسے کہو کہ جبتک محمدؐ سے قطعی فیصلہ نہ ہو جائے تمہارے یہ افراد ہمارے قبضہ میں رہیں گے، جبتک وہ تمکو مطلوبہ ضمانتیں نہ دیں تم انکے ساتھ لڑنے سے انکار کر دو" سب نے بالاتفاق کہا، "آپنے ہمکو صحیح مشورہ دیا ہے اسیطرح عمل میں آئیگا" اسکے بعد حضرت نعیم رضؓ نے قریش کا رُخ کیا، اُنسے کہا، "میں قدیم سے تمہارا دوست اور خیرخواہ ہوں اسی واسطے میں ...... محمدؐ کے خلاف تمہارے ساتھ شامل ہوا ہوں میں نے ایک ریخ وہ خبر سنی ہے تمکو اس سے مطلع کرنا میرا قومی فرض ہے مگر تم میرا نام ظاہر

نہ کرنا،، یہودی مسلمانوں کے معاہدۂ صلح کو توڑ کر پچتا رہے ہیں کہ انہوں نے کیوں مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور محمدؐ سے نقض عہد کیا انہوں نے محمدؐ کے پاس یہ پیغام بھیجا ہے "ہم اپنے کئے ہوئے فعل پر پچتا رہے ہیں اور ہمکو آپ سے نقض عہد کی سخت ندامت ہے اگر ہم قریش و غطفان کے سرکردہ اشخاص حاصل کر کے آپکے حوالہ کر دیں اور آپ اُنکی گردن ماردیں اور پھر ہم آپ سے ملجائیں تو کیا آپ ہم سے راضی ہو جائینگے،، محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا "و یقیناً میں تم سے راضی ہو جاؤں گا،، میں تمکو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر یہودی تم سے ضمانت میں تمہارے معزز افراد طلب کریں تو تم اُن کے اس مطالبہ کو مسترد کر دینا،، اسکے بعد حضرت نعیم رضؓ غطفان کے لشکر میں آئے اور اُن سے کہا "و تم میرے رشتہ دار ہو اور دنیا میں رشتہ داروں ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے تمہاری محبت میری رگوں میں سرایت کر گئی ہے میں تم پر دل و جان سے فدا ہوں غالباً تم اسکی تصدیق کرو گے کہ میں نے گذشتہ ایام میں قوم کی بڑی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں اور قوم من کل الوجوہ مجھسے راضی ہے،، سب نے بالاتفاق کہا "و بیشک تم سچ کہتے ہو" حضرت نعیم رضؓ نے فرمایا "و میں تمکو ایک دہشتناک خبر سناؤں؟ تم میرا نام تو ظاہر نہ کرو گے؟،، سب نے کہا "و ہرگز نہیں،، اس قول و اقرار کے بعد حضرت نعیم رضؓ نے انسے وہی کہا جو قریش سے کہا تھا اور تاکید کر دی "و یہودیوں کو اپنے شریف اور معزز افراد ہرگز نہ دینا،، جب ہفتہ کی شب آئی تو قریش اور غطفان نے عکرمہ بن ابی جہل کی سرکردگی میں ایک مشترکہ وفد بنو قریظہ کے پاس بھیجا اُن سے کہا "و مدینہ کی آب و ہوا ہمکو موافق نہیں آئی ہمارے بہت سے جانور ہلاک ہو گئے ہیں ہم دفعتہً حملہ کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں آپ ہمارے ساتھ شریک جنگ ہونے کیلئے طیار ہو جائیں،، یہودیوں نے جواب دیا "و اوّلاً آج ہفتہ ہے جو ہمارا مقدس دن ہے غالباً آپ ہماری گذشتہ تاریخ سے واقف ہونگے کہ جب ہمنے یوم السبت کے متعلق کجروی اختیار کی تو ہماری تباہی و بربادی عمل میں آئی ثانیاً جبتک آپ صاحبان اپنی قوم کے چند سرکردہ اشخاص اور معزز افراد بطور رہن ہمکو حوالہ نہ کرینگے ہم ہرگز آپکے ساتھ شریک جنگ نہ ہوں گے اس لئے کہ ہمکو اندیشہ ہے کہ اگر جنگ نے طول پکڑا اور تمہارا نقصان ہوا تو تم ہم کو چھوڑ کر اپنے علاقوں میں بھاگ جاؤ گے ہم تنہا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ نہیں کر سکتے تمہارے بعد اسکی فوجیں ہمکو پائمال کر دیں گی،، یہ سنکر قریش اور غطفان نے کہا "نعیم سچ کہہ گیا ہے،، اسکے بعد انہوں نے یہودیوں کو یہ جواب بھجوا دیا "و ہم اپنی قوم کا ایک فرد بھی آپکے حوالہ نہیں کر سکتے

اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑنا چاہتے ہو تو قلعہ سے باہر نکلکر ہمارے ساتھ دشمن پر حملہ کرو،، جب قریظیوں کے پاس یہ جواب پہنچا تو انہوں نے کہا،، نعیم سچ کہتا تھا قریش اور غطفان ہمکو تنہا چھوڑ کر اپنے علاقہ کی طرف بھاگنا چاہتے ہیں،، بس اس سبب سے کافروں اور یہودیوں کے لشکروں میں تخالف پیدا ہو گیا جاڑے کے ایام تھے رات کو سخت سردی پڑ رہی تھی خدا کے حکم سے آندھی آئی سخت ہوا چلی کافروں کے سب خیمے اُکھاڑ کر پھینکدیئے سب چیزیں ہوا میں اڑنے لگیں حتیٰ کہ چولہوں پر سے ہنڈیاں اُلٹ گئیں فوجوں میں کھلبلی پڑگئی اور اسی حالت میں وہ منتشر ہو کر فرار ہونے لگیں پھر تو کافروں کو قرار نصیب نہ ہوا فرشتے انکو الگ مرعوب کر رہے تھے اور اُنکے دلوں میں مسلمانوں کا رُعب بٹھا رہے تھے،،

ایک مسلمان جاسوس کا بیان

حضرت حذیفہ رضی بن یمان فرماتے ہیں،، خندق کی لڑائی میں جب سبکو کافر... بھاگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا،، جو مسلمان اس وقت باہر نکل کر دشمن کی فوج میں جائے اور وہاں سے خبریں لائے تو خدا تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کریگا،، کسی مسلمان نے اس دعوت پر لبیک نہ کہی اور کسیکو باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی حضورؐ یہ فرماکر نماز پڑھنے لگے سلام پھیر کر پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور وہی کلمات دُہرائے اس دفعہ بھی ساری قوم چپکی بیٹھی رہی اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ پھر نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے سلام پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا،، جو مسلمان اس وقت باہر نکل کر دشمن کی فوج میں جائے اور وہاں سے خبریں لائے تو وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا،، اس دفعہ بھی کسی شخص نے جواب نہ دیا اسلئے کہ دشمن کا رُعب دلوں میں بیٹھ چکا تھا سخت سردی پڑ رہی تھی اور پھر رات کا وقت علاوہ ازیں ہر شخص کے پیٹ میں انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی تھیں جب کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تو حضورؐ نے مجھکو طلب کیا مجھکو حاضر ہونا پڑا سامنے ہو کر عرض کیا،، حضورؐ! میں حاضر ہوں،، حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر میرے سر اور چہرہ پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا،، تم اسی دم دشمن کی فوجوں میں جاؤ اور وہاں سے کل خبریں حاصل کر کے واپس آؤ سنو! تم سے کسی قسم کی حرکت سرزد نہ ہو،، یہ فرماکر خدا سے دعا مانگی،،

اَللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ

یا اللہ تو ہر طرف سے اسکی حفاظت کر اُس کے آگے سے اُسکے پیچھے سے اُسکے جنوب سے اور شمال سے اُس کے

وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ

اوپر سے اور نیچے سے ۱۱

مینے اسی وقت اپنے تیر ہاتھ میں لیئے اور ہتھیار سجا کر باہر قدم رکھا مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں گرمی میں جا رہا ہوں میں دشمن کی فوجوں میں گھس گیا دفعتہً خدا نے سخت ہوا چلائی اُسکے لشکر چھوٹ گیئے تم خود ہی اندازہ کرو کہ خدا کے لشکر (آندھی جھکڑ سردی برفباری وغیرہ وغیرہ) کیا کچھ کر گذرتے ہیں نہ تو اُنکا کوئی خیمہ قائم رہا نہ کسی چولہے پر کوئی ہنڈیا ٹھہری ابو سفیان بیٹھا ہوا آگ سینک رہا تھا میں نے اُسوقت کمان چڑہائی اور اسکو نشانہ لگانا چاہا کہ حضورؐ کا یہ ارشاد یاد آگیا «دیکھو تم سے کوئی حرکت سرزد نہ ہو» مینے کمان سے تیر نکال لیا اور ترکش میں ڈالا جب خدا کے لشکر نے سختی کی اور دشمن بہت پریشان ہونے لگا تو ابو سفیان نے یہ منادی کی «قریش کا ہر سپاہی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ لے» مینے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا مینے اُس سے پوچھا «تم کون ہو؟» اُسنے جواب دیا «کیا آپ مجھکو نہیں پہچانتے میں ہوازن کی فوج کا سپاہی ہوں» اسکے بعد ابو سفیان نے یہ اعلان کیا «افواج قریش! اس میدان جنگ میں زیادہ دنوں تک ٹھہرنا ناممکن ہے گھوڑوں اور جانوروں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ یہودیوں نے نہ صرف ہمارا ساتھ چھوڑا ہے بلکہ علانیہ ہم سے اپنی عداوت کا اظہار کیا ہے یہ آندھی تو ہمارا بہت نقصان کر رہی ہے یہاں سے چلنے کیلئے طیار ہو جاؤ میں یہاں سے تھوڑی دیر میں کوچ کرنے والا ہوں» یہ کہکر ابو سفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا اُسپر بیٹھا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا قریش کی یہ مستعدی دیکھکر غطفان کی فوجیں بھی واپس ہونے لگیں میں بھی لشکر اسلام کیطرف روانہ ہو گیا راستہ میں مجھکو گرمی لگ رہی تھی جس وقت میں پہنچا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے آپ نے سلام پھیرا نومیں نے تمام حالات سنائے دشمن کی خبریں سُنکر اتنے ہنسے کہ اندھیری رات میں آپکے دانت مبارک چمکتے ہوئے نظر آئے جب میں آپکو دشمن کے حالات سنا چکا تو مجھکو سردی لگنے لگی اور میں کپکپانے لگا یہ دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اپنے قدم مبارک کے پاس سُلا لیا میرے جسم پر اپنی چادر کا ایک حصہ ڈالا اور میرے سینہ پر اپنے تلوے رکھے میں سو گیا حتی کہ صبح ہو گئی حضور نے فرمایا «بہت سونے والے اٹھو صبح ہو گئی» دوسرے روز حضور نے شہر کا رُخ کیا اور گھر میں داخل ہو کر ہتھیار رکھو دیئے غسل کرنے کیلئے طیار کھڑے تھے کہ دفعتہً حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا «تم نے ہتھیار رکھدیئے فرشتوں نے ابھی اپنے

ہتھیار نہیں کھولے اُٹھئے اور قریظی یہودیوں کا استیصال کیجئے "حضور نے اسی دم منادی کرائی "جو شخص میرا حکم ماننا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ قریظیوں سے لڑنے کیلئے کھڑا ہو جائے سب مسلمان عصر کی نماز قریظہ کے میدان ہی میں پڑھیں" مسلمان اسی وقت جلدی جلدی ہتھیار بند ہو گئے۔ (زاد المعاد۔ صفحات از ۳۷۵ تا ۳۷۷ جلد اول)

(خازن صفحات از ۴[illegible]۴ تا ۴۵۸ - جلد ۳)

قریظہ کا انجام۔ حضرت جبریل ؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گاڑھے ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے ایک سفید خچر پر جسکی زین ریشمی چادر کی تھی، آئے اس وقت حضور ؐ حضرت زینب رضؓ کے مکان تشریف فرما تھے اور غسل کر رہے تھے حضرت زینب رضؓ حضور ؐ کے بدن کا ایک حصہ دھو چکی تھیں حضرت جبریل ؑ نے حضور ؐ سے فرمایا "کیا آپ نے ہتھیار رکھدیئے؟" حضور ؐ نے فرمایا "ہاں" حضرت جبریل ؑ نے کہا

فان الملائكة لم تضع اسلحتها فانهض بمن معك الى بني قريظة فاني سائر امامك ازلزل بهم حصونهم و اقذف في قلوبهم الرعب

"فرشتوں نے تو ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں رکھے آپ اسی دم مسلمانوں کو لیکر قریظہ کا رخ کیجئے میں آپ کے آگے چلتا ہوں ان کے قلعوں کو ہلاؤنگا اور ان کے دلوں میں رعب بٹھاؤں گا"

خازن میں ہے کہ فرشتوں نے چالیس دن سے ہتھیار نہیں کھولے اسی دم حضور ؐ نے منادی کرائی مسلمان فوراً طیار ہوں اور عصر کی نماز قریظہ کے میدان میں پڑھیں حضور ؐ نے مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت علی رضؓ کو جھنڈا دیکر آگے روانہ کیا مسلمان دوڑے اور چل پڑے راستہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا بعض نے نماز پڑھی اور بعض نے نہیں پڑھی وہ عشاء کے بعد قریظہ میں پہنچے اور عصر کی نماز پڑھی حضور ؐ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ مسلمان عصر کی نماز قریظہ میں پڑھیں جنہوں نے راستہ میں عصر کی نماز پڑھ لی تھی انہوں نے کہا حضور ؐ کا مطلب یہ ہے کہ چلنے میں دیر نہ کیجائے اور مسلمان جلدی روانہ ہو جائیں لہذا ہمکو دو فضیلتیں حاصل ہیں فضیلت نماز اور فضیلت جہاد جنہوں نے راستہ میں نماز پڑھی اور جنہوں نے قریظہ میں عشاء کے بعد پڑھی حضور ؐ نے انمیں سے کسی پر خفگی کا اظہار نہیں کیا:۔

جب حضرت علی رضؓ جھنڈا لیکر انکے قلعوں کے سامنے پہنچے تو انہوں نے حضورؐ کو سخت گالی دی یہ واپس چلے آئے راستہ میں حضورؐ سے ملاقات ہوئی۔ عرض کیا، حضورؐ آپ اُن خبیثوں کے قریب نہ جائیں، حضورؐ نے فرمایا "شاید اُنہوں نے مجھکو گالی دی ہوگی" عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کبھی گالی نہ دیتے" جب حضورؐ انکے قلعوں کے سامنے پہنچے تو فرمایا "یا اخوان القردة قد اخزاکم اللّٰہ وانزل بکم نقمتہ (اے بندروں کے بھائیو خدا نے تمکو ذلیل کیا اور تم پر اپنا عتاب نازل کیا ہے) حضورؐ قریظہ میں پہنچنے سے پہلے جب مقام صدائن سے گذرے تو مسلمانوں سے پوچھا کیا یہاں سے کوئی گذرا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا "جی ہاں حضرت دحیہ بن خلیفہ ایک سفید خچر پر جسکی زین پر منقش ریشم کی چادر پڑی تھی گذرے ہیں" حضورؐ نے فرمایا "یہ حضرت جبرئیلؑ ہیں جو دحیہ کی صورت بنکر تم سے پہلے قریظہ گئے ہیں" جب حضورؐ وہاں پہنچے تو اُنکے ایک کنوئیں پر اُترے پچیس ۲۵ روز تک انکا محاصرہ کیا جب یہودی محاصرہ سے تنگ آئے تو اُنکے سردار کعب بن اسد نے یہودیوں سے کہا تم اسوقت سخت مصیبت میں مبتلا ہو میں تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں انمیں جس کو پسند کرو قبول کرو "ہم سبکو اسی وقت مسلمان ہوجانا چاہیئے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت قبول کرنا چاہیئے کیونکہ یہ سچے نبی ہیں جیساکہ تمہاری کتابوں میں ظاہر ہے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ تمہاری جان و مال اور عورتیں و بچے سب کچھ محفوظ ہوجائینگے" یہودیوں نے جواب دیا "ہم اپنا مذہب کبھی نہیں چھوڑینگے" اسنے کہا، "دوسری بات یہ ہے ہم اپنے ہاتھ سے بال بچوں اور عورتوں کو قتل کرڈالیں اور پھر تلواریں سوت کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں اگر ہم ہلاک ہوگئے تو ہمارے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جسکا ہمکو اندیشہ ہو" اگر بچ گئے اور کامیاب ہوگئے تو ان مسلمانوں کی عورتیں اور بچے پکڑ لینگے" یہودیوں نے کہا "ہم ان مسکینوں کو قتل کردیں تو پھر زندگی میں کیا لطف ہے" اُسنے کہا، "تیسری بات یہ ہے کہ یہ ہفتہ کی رات آرہی ہے اس شب کے متعلق مسلمانوں کو یقین ہے کہ ہم اُن پر حملہ نہیں کرینگے لہذا وہ غافل رہینگے اور ہمکو چاہیئے کہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر اچانک اُنپر جا پڑیں اور انکا قتل عام شروع کردیں" یہودیوں نے جواب دیا "ہم اپنے اس مقدس دن کی بیحرمتی کریں ہم سے پہلے جن بزرگوں نے اس روز کی بیحرمتی کی تھی انکی صورتیں بدل گئی تھیں اور خدا نے انکو بندر بنادیا تھا" اُس نے جواب دیا "تم سب بیوقوف ہو تم میں سے ایک شخص بھی عقلمند نہیں اسکے بعد یہودیوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ حضرت ابولبابہ رضہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیجئے
ہم انسے مشورہ کرنا چاہتے ہیں حضور نے بھیجدیا جب یہودیوں نے انکو دیکھا تو انکے مرد بچے اور عورتیں
سب کھڑے ہو کر زار زار رونے لگے اپنے رشتہ داروں کی یہ حالت دیکھکر انکو ترس آگیا یہودیوں نے
کہا" کیا آپکی رائے ہے کہ ہم محمدؐ کے فیصلہ پر اپنے آپکو چھوڑدیں؟" حضرت ابولبابہ رضہ نے فرمایا۔
"ہاں" اور پھر اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم نیچے اترتے ہی مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دوگے حضرت
ابولبابہ رضہ فرماتے ہیں اسی وقت میرے پیر لڑکھڑانے لگے اور مینے محسوس کیا کہ مینے اسلام سے غداری
کی ہے حضرت ابولبابہ رضہ اسی وقت پلٹے حضورؐ کے پاس نہیں آئے اور مسجد میں جاکر اسکے ستون سے
اپنے آپ کو باندھ دیا فرمایا جبتک خدا میرا یہ گناہ معاف نہیں کریگا میں اسی حالت میں رہوں گا
اور عہد کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں بھول کر بھی قریظہ کے علاقہ میں داخل نہ ہونگا جہاں مینے
اللہ اور اسکے رسول کی خیانت کی ہے" جب حضورؐ کو یہ خبر پہنچی اور انکے آنے میں دیر ہوئی تو فرمایا
"اگر وہ میرے پاس آتے تو میں انکے لئے خدا سے معافی مانگتا اب جبکہ خود انہوں نے اپنے آپکو
باندھ لیا ہے تو جبتک خدا انکو معاف نہ کرے میں انکو نہیں کھولونگا بعد میں خدا نے انکی توبہ قبول
کر لی اسوقت حضورؐ حضرت ام سلمہ رضہ کے مکان میں تھے حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں مینے دیکھا کہ حضورؐ
ہنس رہے ہیں مینے عرض کیا"
مم ضحك يا رسول الله اضحك الله سنك. حضورؐ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں خدا آپکو
ہمیشہ ہنستا رکھے"
فرمایا" ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی" مینے عرض کیا" حضورؐ کیا میں اسکو خوشخبری سناؤں؟
فرمایا" ہاں اگر تم چاہو" اس وقت تک پردہ کا حکم نہیں ہوا تھا حضرت ام سلمہ رضہ اپنے حجرے کے
دروازہ پر کھڑی ہوئیں (اس وقت مسجد النبیؐ کے قریب حضورؐ کی بیویوں کے مکانات تھے)
اور بلند آواز سے کہا" ابولبابہ رضہ! مبارک ہو خدا نے تمہاری توبہ قبول کرلی" یہ سنتے ہی تمام مسلمان
انکو کھولنے دوڑے، حضرت لبابہ رضہ نے فرمایا" خود حضورؐ مجھے آکر کھولیں تو کھولیں ورنہ کسی
اور کو اجازت نہیں" جب حضورؐ صبح کی نماز پڑھنے آئے تو انکو کھولا پھر کچھ یہودی مسلمان ہو گئے
عمرو بن سعد ایک یہودی قریظیوں کے خلاف تھا اُسنے اپنی قوم کے ساتھ ملنے اور مسلمانوں سے
عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس شب کو حضرت محمد رضہ بن مسلمہ حضورؐ کا پہرہ دے رہے تھے
جب انہوں نے اسکو دیکھا تو پوچھا کون ہے اُس نے جواب دیا میں ہوں عمرو بن سعد حضرت محمد رضہ بن

سلم نے فرمایا ،، اللھم لا تحرمنی من عثرات الکرام (یا اللہ مجھکو شریفوں کی لغزشوں اور فروگذاشتوں سے محروم نہ رکھ) اسکو چھوڑ دیا، پھر معلوم نہوا کہ وہ کدھر گیا جب حضور کو یہ خبر ملی تو آپنے فرمایا ،، خدا نے اسکو اسکے ایفاء عہد کیوجہ سے نجات دی دوسرے روز یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر بھجوائی کہ ہم آپکے فیصلہ پر نیچے اترتے ہیں اوس انصار نے حضور سے عرض کیا حضور یہ ہمارے رشتہ دار ہیں اس سے قبل آپنے خزرج کے مسلمانوں کی سفارش پر بنو قینقاع کے یہودیوں کو چھوڑ دیا تھا لہذا درخواست ہے کہ ان قریظیوں کو ہماری سفارش سے چھوڑ دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ،، کیا تم اسپر راضی ہو کہ تمہاری ہی قوم کا ایک شخص انکے متعلق اپنا حکم صادر کرے" انہوں نے عرض کیا ،، ہمیں منظور ہے ،، حضور نے فرمایا ،، میں سعد بن معاذ کو مقرر کرتا ہوں ،، حضرت سعد رض خندق کی لڑائی میں زخمی ہو چکے تھے۔

مشہور مسلمان خاتون حضرت فیدہ کے خیمہ میں جو مسجد میں نصب تھا، زیر علاج تھے اس خاتون نے لاوارث مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا جب لڑائی میں حضرت سعد رض کو تیر لگا تو حضور نے انکی قوم کو حکم دیا انکو فیدہ کے خیمہ میں داخل کرو تاکہ میں قریب سے انکی عیادت کرتا رہوں (حضور کا گھر مسجد النبی سے ملحق تھا) جب حضور نے اُنکو حکم مقرر کیا تو اُنکی قوم کے معزز افراد تشریف لائے چونکہ یہ جسیم تھے لہذا انہوں نے ایک گدھے چمڑے کا ایک تکیہ رکھکر انکو سوار کیا پھر انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلے راستہ میں قوم بار بار اُن سے عرض کر رہی تھی حضور نے قریظی یہودیوں کا انجام آپ پر چھوڑا ہے یہ آپکے رشتہ دار ہیں آپ انکے حق میں نرم فیصلہ کرنا اور اُن سے اچھا سلوک کرنا حضرت سعد رض جب تک انکی سنتے رہے اور کچھ جواب نہ دیا جب اُنہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو فرمایا ،،

قد ان لسعد ان لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم۔ اب سعد کو موقعہ ملا ہے کہ وہ خدا کی خدمات سرانجام دینے میں کسی کی پرواہ نہ کرے۔

یہ سُنکر قوم کے بعض افراد راستہ ہی میں سے اُکھڑ گئے اور ناراض ہو کر چلے گئے جب یہ حضور کے سامنے پہنچے تو حضور نے حکم دیا قوموا الی سیدکم۔ (اُٹھکر اپنے سردار کا استقبال کرو) جب انکو نیچے اُتارا گیا تو عرض کیا گیا حضور نے آپکو ان یہودیوں کا فیصلہ سُنانے کے لئے مقرر کیا ہے آپ ان کے لئے اپنا حکم صادر کریئے حضرت سعد رض نے فرمایا۔ ،، کیا میرا حکم انپر (یہودیوں پر) نافذ ہو گا؟ مسلمانوں نے کہا ،، ہاں ،، فرمایا ،، اور مسلمانوں پر بھی؟

انہوں نے عرض کیا جی ہاں، حضورؐ کی جانب سے تعظیماً و تکریماً اپنا منہ پھیر کر فرمایا گیا انپر بھی میرا حکم چلیگا، حضورؐ نے فرمایا "ہاں" میں بھی تمہارا حکم مانوں گا حضرت سعدؓ نے فرمایا "میں حکم دیتا ہوں کہ قریظیوں کے تمام مرد قتل کر دیئے جائیں انکی تمام عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور انکے کل اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں یہ فیصلہ سُنکر حضورؐ نے فرمایا "تم نے وہی حکم دیا" جو خدا نے سات آسمان سے اوپر فیصلہ کیا تھا اسکے بعد مدینہ کے بازاروں میں خندقیں کھودی گئیں اور تھوڑی تھوڑی تعداد میں یہودیوں کو لا کر انہیں قتل کیا گیا تقریباً سات سو یہودیوں کی گردن ماری گئی۔ انہی میں انکا سردار کعب بن اسد تھا جب اُسکو آہستہ آہستہ مقتل کیطرف لیجانے لگے تو یہودیوں نے کہا "آپنے دیکھا ہمارا کیا انجام ہو رہا ہے جواب دیا کمبختو! تم کسی موقعہ پر بھی عقل سے کام نہیں لیتے یہ قتل عام تمہارے سر سے کبھی نہیں ٹلیگا۔ اب مشہور دشمن خدا حیی بن اُخطب کو پیش کیا گیا اسنے یمن کا ریشمی جوڑا زیب تن کر رکھا تھا اور جا بجا اسکو پھاڑ دیا تھا تا کہ اس کے ہاتھ گردن میں نہ باندھے جائیں جب حضورؐ پر اسکی نظر پڑی تو اُس نے کہا "میں تیرے ساتھ دشمنی رکھنے میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جو شخص خدا پر غالب آنا چاہتا ہے وہ خود مغلوب ہو جاتا ہے" پھر اس نے یہودیوں سے خطاب کیا "کچھ پرواہ نہیں خدا نے ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ ہم ہمیشہ بڑی بڑی لڑائیوں میں مصروف رہیں گے" اسکے بعد اسکو پکڑ کر اُسکی گردن ماری گئی مردوں کے علاوہ ایک یہودن بھی قتل ہوئی اسکا جرم یہ تھا کہ اُسنے حضرت سویدؓ بن صامت پر اوپر سے چکی کا پاٹ پھینکدیا تھا جس سے انکی شہادت ہو گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک یہودن (بنانہ) میرے پاس بیٹھی ہوئی بہت ہنس رہی تھی بڑی ہشاش بشاش تھی اور حضورؐ انکے مردوں کے قتل عام میں مصروف تھے دفعتہً اسکا نام لیا گیا اس نے چلا کر کہا میں یہاں بیٹھی ہوئی ہوں" میں نے کہا "کیا بات ہے اُسنے جواب دیا "میری گردن ماری جائے گی" میں نے کہا "کیوں" کہا "میں نے ایک جرم کا ارتکاب کیا تھا" مسلمان اسکو کشاں کشاں لیگئے اور مقتل میں اسکی گردن اُڑا دیگئی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے ایسی خوش طبع عورت کوئی نہیں دیکھی حالانکہ اسکو پتہ تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے پھر بھی وہ بے فکر اور خوش خرم تھی"

زبیر بن [redacted]طا ایک یہودی نے زمانۂ جاہلیت میں حضرت ثابتؓ بن قیس پر ایک بڑا احسان کیا تھا بعاث کی لڑائی میں اپنی پیشانی کے بال کاٹ کر انکو چھوڑ دیا تھا جب یہ مقتل میں آیا

تو بہت ہی بوڑھا تھا حضرت ثابت رضؓ نے کہا۔ "تم مجھکو پہچانتے ہو؟" اُسنے جواب دیا "میں تمکو اور تم مجھکو بھول سکتے ہو؟" حضرت ثابت رضؓ نے فرمایا۔ "میں تمہارا وہ احسان اتارنا چاہتا ہوں" اُسنے کہا "شریف آدمی شرافت کا بدلہ دیتا ہے" اُسکے بعد حضرت ثابت رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا "حضورؐ! زبیر کا مجھپر ایک احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسکا یہ احسان آج اُتر جائے، برائے مہربانی آپ اسکو میرے حوالہ کر دیجئے اور اسکا خون معاف کیجئے" حضورؐ نے فرمایا۔ "ہم اُسکو تمہارے حوالہ کرتے ہیں" حضرت ثابت رضؓ اس کے پاس آئے کہا۔ "حضورؐ نے تمکو میرے حوالہ کیا ہے" اسنے کہا۔ "ایک بہت ہی بوڑھا جسکا اب نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ مال اب وہ زندہ رہکر کیا کرے گا" حضرت ثابت رضؓ پھر حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ "حضور! اُسکے بال بچے اور عورت؟" فرمایا۔ "وہ بھی تمکو بخشتے ہیں" یہ پھر اُسکے پاس آئے اور کہا۔ "حضورؐ نے تمہاری عورت اور بال بچے بھی میرے حوالہ کر دیئے یہ سب میں تمکو دیتا ہوں" اسنے کہا۔ "ایک وہ گھرانہ جنکے پاس مال نہیں وہ حجاز میں کسطرح رہ سکینگے؟" حضرت ثابت رضؓ پھر حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا "حضورؐ! اور اسکا مال؟" فرمایا "وہ بھی تمہارا" یہ اُسکے پاس آئے اور کہا "حضورؐ نے تمہارا کل مال بھی میرے حوالہ کر دیا وہ سب میں تمکو دیتا ہوں" اسنے کہا "ہمارے سردار کعب بن اسد کا کیا حشر ہوا جسکا چہرہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس میں قبیلہ کی دوشیزہ لڑکیوں کا چہرہ صاف نظر آتا تھا" فرمایا "وہ قتل ہو گیا" اُسنے کہا "عزال بن شموال کا انجام؟ وہ بڑا بہادر تھا لڑائی میں سب سے آگے رہتا اور دشمن کے حملوں سے ہمکو بچاتا تھا" فرمایا "اسکی بھی گردن ماری گئی" کہا "اور بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا بنا" فرمایا "وہ سب بھی قتل ہو گئے" اُسنے کہا "اے ثابت! میں اپنے اس احسان کا واسطہ دیکر جو تجھپر میرا قائم ہے عرض کرتا ہوں کہ مجھکو بھی میرے ان دوستوں کے پاس پہنچا دے۔ اب انکے بعد زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں" اسکو مقتل میں لیجایا گیا اور گردن اُڑا دی گئی، جب حضرت صدیق رضؓ کو مطلع کیا گیا کہ اُسنے درخواست کی "مجھکو بھی میرے دوستوں کے پاس پہنچا دو" تو فرمایا "وہ بھی انکے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا"

اس لڑائی میں پیدل سپاہی کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے ملے ایک حصہ اسکا اور دو حصے اسکے گھوڑے کے۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضؓ بن زید انصاری کو قیدی لانے کے لئے بھیجا۔

ریحانہ بنت عمرو نے اسلام قبول کیا اور حضورؐ کے حبالہ عقد میں آنے کیلئے راضی ہوگئی"۔

اس کارروائی کے بعد حضرت سعدرضؓ بن معاذ کے زخم پھٹ گئے اور وہ فوت ہوگئے۔ انہوں نے زخم لگتے وقت خدا سے دعا مانگی تھی "یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں اُس قوم سے ہوں جو اُن کافروں سے لڑنے کیلئے بیتاب رہتے ہیں جو تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں یا اللہ اس لڑائی کا ابھی کچھ حصہ باقی ہے تو اسکا انجام دیکھنے کیلئے مجھکو زندہ رکھ اور اگر یہ لڑائی ختم ہوچکی ہے تو مجھکو اپنے پاس بلالے"، حضورؐ ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ اس خیمہ میں گئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت عمرؓ داڑھیں مار مار کر رو رہے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریظہ کیطرف روانہ ہوئے تو فرمایا۔

الآن نغزوهم وهم لا يغزوننا نحن نسير اليهم۔ "ہم اُن سے لڑینگے وہ ہم سے نہیں لڑ سکینگے ہم ان کی طرف چلتے ہیں"

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

لا اله الا الله وحده لاشريك له اعز جنده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده فلا شئ بعده	خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اسنے اپنے لشکر اسلام کو غلبہ دیا اپنے بندہ (رسول) کی مدد کی کافروں کے لشکروں کو شکست دی خدا کے بعد کوئی چیز زندہ نہیں

{خازن صفحات از ۴۷۲ تا ۴۷۵ جلد ۳
زاد المعاد صفحات ۲۹ ۳-۳۳۰- جلد اول}

حضرت انسؓ فرماتے ہیں "مجھکو اس وقت بعینہٖ وہ منظر یاد آرہا ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریظہ کیطرف روانہ ہورہے تھے تو بنی غنم کی گلیوں میں غبار اُڑ رہا تھا کیونکہ یہاں سے حضرت جبریلؑ کی سواری گذری تھی (صحیح بخاری)

ابو رافع کا عبرتناک قتل

کعب بن اشرف کے بعد دوسرے درجہ کا موذی بڑا یہودی ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق تھا ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے نام سے بھی مشہور تھا، حجاز کا مشہور تاجر تھا، اسلام کے خلاف ہمیشہ معاندانہ کارروائیاں کرتا رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذاء پہنچاتا تھا، حجاز میں اُسکا ایک بہت بڑا قلعہ تھا، یہ اسی میں رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس موٹے یہودی کے قتل کرنے کیلئے چند انصار بھیجے، حضرت عبد اللہ بن عتیک انکے افسر اعلیٰ تھے جسوقت یہ مجاہدین

اسکے قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مواشی لیکر واپس آ چکے تھے حضرت عبداللہؓ نے اپنے ماتحت سپاہیوں سے فرمایا۔ "تم سب کے سب یہیں ٹھہرے رہو میں کسی بہانے سے قلعہ میں گھسنے کی کوشش کرونگا۔ شاید میں قلعہ کے داخلہ میں کامیاب ہو جاؤں"۔ یہ فرما کر قلعہ کے قریب آئے فرماتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا تو قلعہ والوں کا ایک گدھا گم ہو گیا تھا وہ اُسکی تلاش کیلئے لکڑی میں آگ روشن کرکے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے میں نے اس خیال سے کہ یہ لوگ مجھکو پہچان نہ لیں میں نے اپنا منہ ڈھانک لیا اور پیر چھپا لئے اور زمین پر اسطرح بیٹھ گیا جیسے کوئی رفع حاجت کیلئے بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد قلعہ کے پہرے دار نے بلند آواز سے کہا "او بھئی جسنے اندر آنا ہو آ جائے ورنہ میں دروازہ بند کرتا ہوں" یہ سنتے ہی میں دفعۃً قلعہ کے اندر گھس گیا جس جگہ گدھے بندھے ہوئے تھے وہاں چھپ گیا۔ پہرہ دار نے قلعے کے دروازے بند کر دیئے اور کنجیاں ایک کھونٹی سے لٹکا دیں رات کو کچھ دیر تک ابورافع لوگوں سے باتوں میں مصروف رہا جب یہ لوگ اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے اور رات کا کافی حصہ گذر گیا اور سب لوگ سو گئے تو میں اپنی جگہ سے اٹھا اور کنجیاں لیکر کمروں کے دروازے کھولنے شروع کئے جب میں کوئی دروازہ کھولتا تو اُسکو اندر کی طرف سے بند کرتا جاتا تھا۔ تاکہ باہر سے کوئی شخص اندر نہ آ سکے میں نے دل میں کہا کہ اگر اہل قلعہ کو میرا علم بھی ہو گیا تو وہ آسانی کے ساتھ مجھ تک نہیں پہنچ سکینگے اتنی دیر تک میں ابورافع کے قتل سے فارغ ہو جاؤنگا انشاء اللہ۔

المختصر میں سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا اس کمرہ میں پہنچ گیا جہاں ابورافع سویا پڑا تھا بالکل اندھیرا تھا بھلا ایسے اندھیرے میں کسطرح معلوم ہوتا کہ وہ کہاں سویا ہوا ہے بالآخر میں نے آواز دی۔ "ابورافع!" اسنے کہا "کون ہے؟" میں آواز کی طرف جھکا۔ اور اُسکو تلوار ماری مگر نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا، وہ چلایا میں نے اپنی آواز بدل کر کہا (گویا میں اُسکی فریاد لے رہا ہوں) "ابورافع! کیا ہوا؟" اس نے جواب دیا "کمبخت تیرا ناس ہو ایک شخص نے مجھ پر تلوار ماری ہے" میں پھر اُسکی آواز کیطرف جھکا اور دوسری دفعہ حملہ کیا، یہ نشانہ بھی خطا گیا اُسنے زور سے چیخ ماری اُسکے تمام گھر والے بیدار ہو گئے تیسری دفعہ میں نے پھر اپنا لہجہ بدلا اور اُسکے قریب گیا تو وہ اوندھے منہ پڑا ہوا تھا میں نے تلوار کی دھار اُسکی پشت پر رکھکر دبائی تلوار اُسکو چیرتی ہوئی پیٹ کیطرف نکل گئی اب اسکا کام تمام ہو چکا تھا گھر والے چیخکر رونے لگے میں گھبراتا ہوا باہر نکلا۔ سیڑھیوں پر سے اُتر رہا تھا چاندنی رات کھلی ہوئی تھی، میں نے ایک سیڑھی پر قدم رکھا، میں نے یہ سمجھا کہ بس اب زمین آ گئی ہے"

جونہی مینے قدم آگے بڑھایا میں گر پڑا، میری ٹانگ ٹوٹ گئی، مینے اپنے عمامہ (پگڑی) سے اسکو باندھا اور بمشکل باہر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا، مینے انسے کہا "تم جلدی دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سناؤ کہ خدا نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے" میں جب تک اپنے کانوں سے اسکا ماتم نہیں سنوں گا یہاں سے نہ ہٹوں گا صبح ہوئی اور قلعہ سے چیخیں نکلیں "ہائے ابو رافع ہائے حجاز کے مشہور تاجر!" یہ سنتے ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں سے پہلے آپکی خدمت میں پہنچ گیا اور آپکو بشارت سنائی اور سارا واقعہ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ بیان کیا آپنے فرمایا "اپنی ٹانگ سیدھی کرو" مینے اپنا قدم آگے بڑھایا آپنے اُسپر دم کیا میں اُسی وقت اچھا ہو گیا جیسے کہ مجھے سرے سے چوٹ لگی ہی نہیں"

(صحیح بخاری جلد ۲ باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق یقال سلام بن ابی الحقیق)

سنہ ۶ھ

قریظہ کی لڑائی ذیقعدہ میں ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہے حتی کہ سنہ ۶ھ داخل ہوا اور جمادی الاولی میں قریظہ سے چھ ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان پر دھاوا بولدیا حضورؐ صرف دوسو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے اور اعلان کیا کہ میں علاقہ شام کا رُخ کرتا ہوں (تاکہ دشمن کو فوجی طیاریوں کا موقع نہ مل سکے) حضرت ابن ام مکتوم مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا پھر تیز رفتاری کے ساتھ مطلوبہ مقام کا رُخ کیا حتی کہ بطن غران میں پہنچے جو دشمن کی وادیوں میں سے ایک مشہور وادی ایج اور عسفان کے مابین واقع ہے اسی مقام پر صحابۂ کرام شہید ہوئے آپنے یہاں کھڑے ہو کر اُنکے لئے دعاء مغفرت مانگی، بنو لحیان کو خبر ملی تو وہ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، ایک کافر بھی گرفتار نہ ہو سکا آپنے دو دن یہاں نزول فرمایا اسکے بعد عسفان تشریف لائے اور قریش کو مرعوب کرنے کیلئے دس سوار کراع الغمیم تک پہنچے پھر صحیح وسالم مدینہ تشریف لے آئے اس سفر میں آپ چودہ رات مدینہ سے غائب رہے"

(زاد المعاد صفحہ ۳۷۷- جلد اول)

امیر نجد کی گرفتاری

اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقہ نجد میں سواروں کا ایک دستہ بھیجا انہوں نے ثمامہ بن اثال امیر نجد اور بنی حنیفہ کو زندہ گرفتار کر لیا حضورؐ نے اُسکو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا اسکے سامنے سے گذرے دریافت کیا

"ثمامہ! کیا حال ہے؟ کیا ارادہ ہے" اُسنے عرض کیا "اگر آپ مجھے قتل کر دینگے تو میری قوم آپ سے انتقام لیگی اگر مجھپر احسان رکھکر رہا کر دیا تو میں آپکا شکریہ ادا کرونگا اور اگر مال کی خواہش ہے تو میں حسب مطالبہ مال بھی پیش کرنے کو طیار ہوں" حضورؐ یہ سنکر آگے چلے گئے پھر دوسری دفعہ آئے اور اسکا حال دریافت کیا اُسنے وہی جملے دہرائے تیسری دفعہ آپنے اُس سے ملاقات کی تو اس نے پھر اُنہی الفاظ کا اعادہ کیا حضورؐ نے حکم دیا "ثمامہ کو چھوڑ دو" ثمامہ سیدھا قریب کے باغ میں گئے غسل کیا اور پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد عرض کیا "رہائی سے قبل آپ کا چہرہ میرے نزدیک روئے زمین پر بدترین چہرہ تھا لیکن اب میرے نزدیک روئے زمین پر بہترین چہرہ صرف آپکا ہے خلاصی سے پہلے میرے نزدیک تمام دنیا میں بدترین مذہب آپکا مذہب اسلام تھا لیکن اب میرے نزدیک تمام جہان میں بہترین مذہب آپکا مذہب اسلام ہے" آپکے سواروں نے مجھ کو گرفتار کر لیا حالانکہ میں عمرہ کرنے جارہا تھا" حضورؐ نے فرمایا "اب تم عمرہ کرنے جاؤ اور تم بہت اچھے آدمی ہو" جب یہ قریش کے سامنے پہنچے تو انہوں نے طعنہ دیا "تم بے دین ہو گئے" انہوں نے فرمایا "بے دین تو نہیں ہوا لیکن مینے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبول کر لیا ہے جب تک میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو حکم نہیں دینگے اب یمامہ (نجد کے دار السلطنت) سے غلہ کا ایک حبہ بھی تمہارے پاس نہ آئیگا" مکہ میں یمامہ ہی سے غلہ آیا کرتا تھا حضرت ثمامہ رضؓ یمامہ گئے اور منڈی سے مکہ کا غلہ بند کرا دیا قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تو حضورؐ نے حضرت ثمامہ رضؓ کو غلہ کھول دینے کا حکم دیا:-

(زاد المعاد صفحہ ۳۷۷ جلد اول)

غزوہ غابہ عیینہ بن حصن عسفانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکاری اونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا جو غابہ میں چر رہی تھیں چرواہے کو قتل کر کے اونٹنیاں ہنکا کر لے گیا یہ عسفانی بیچارے چرواہے کی بیوی کو بھی اُٹھا کر لیگئے اسی دم یہ آواز اٹھی "اللہ کے سوارو دوڑو" حضورؐ یہ آواز سنتے ہی لوہے میں ڈوب کر (یعنی زرہ بکتر پہنکر) طیار ہو گئے سب سے پہلے حضرت مقداد رضؓ بن عمرو زرہ اور خود پہنکر حضورؐ کے سامنے آئے آپنے اُنکے نیزہ میں لوار (جھنڈا) باندھکر فرمایا "تم دشمن کے تعاقب میں جاؤ میں تمہارے پیچھے پہنچتا ہوں" حضورؐ نے حضرت عبد اللہ رضؓ بن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا حضرت سلمہ رضؓ بن اکوع نے پیادہ پا ہی دشمن کو جا لیا اور یہ کہہ کر تیر مارنے شروع کئے:-

خذھا وانا ابن الاکوع   والیوم یوم الرضع

اے دشمن تو مجھ سے یہ تیر کا نشانہ حاصل کر میں ہوں اکوع کا بیٹا آج یوم شرب شیر ہو کر تمہارا خون چوسوں گا

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ انکو تیر مارتے ہوئے مقام ذی قرد تک بھگا لے گئے تمام اونٹ بابانظمیش

کمیل انہوں نے چھین لئے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "یہ عشاء کا وقت ہو گیا تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا اور عرض کیا دشمن کے سوار اس وقت پیاسے ہیں اگر آپ سو سپاہی میرے حوالہ کر دیں تو میں انکے تمام جانور چھین لوں گا، حضور نے فرمایا "بہت اچھا" یہ فرما کر سپاہی جمع کرنیکا حکم دیا و نیز یہ فرمایا، "دشمن اس وقت غطفان کے قریب پہنچ گئے ہوں گے" اسکے بعد کمک حاصل کرنیکے لئے حضور کا قاصد مدینہ آیا پھر تو لگاتار امدادی سوار اور دستے پہنچنے لگے حضور اس وقت ذی قرد ہی میں مقیم تھے تمام جانور چھین لئے گئے لیکن دشمن بھاگ گئے:-

(زاد المعاد صفحہ ۳۷۷ جلد اول)

معاہدۂ حدیبیہ یا تمہید فتح مکہ (وقعہ ذوالحجہ ۶ھ)

صحیح بخاری کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ مکہ کیطرف روانہ ہوئے راستہ میں حضور نے مسلمانوں سے فرمایا "قریش کا مشہور سپہ سالار (خالد بن ولید یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کافروں کے ایک دستہ کے ساتھ غمیم[1] میں موجود ہے، ہمیں اس سے راستہ کترا کر چلنا چاہیئے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کے ماہر تھے) جب خالد کی زد سے مسلمان بچکر نکل گئے تو وہ مکہ کیطرف بھاگا اور قریش کو باخبر کیا "مسلمانوں کا لشکر آ پہنچا" جب حضور اس ٹیلہ پر پہنچے جہاں لوگ (حاجی) اترا کرتے ہیں تو حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگوں نے اسکو کہا "حل حل" (اٹھ اٹھ عرب میں یہ لفظ اونٹنی کو اٹھانے کیلئے بولا جاتا ہے) لیکن اونٹنی نہ اٹھی لوگوں نے کہا "اونٹنی چلتے چلتے تھک گئی" حضور نے فرمایا "بلکہ اسکو اس نے

---

[1] رابغ اور جحفہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، ایک شاعر کہتا ہے۔

ثُمَّ تَأَمَّلْ فَأَنْتَ أَبْصَرُ مِنِّي ◆ هَلْ تَرَى بِالْغَمِيمِ مِنْ أَجْمَالِ

ٹھہر جا اور تامل کر اسلئے کہ تو مجھ سے زیادہ دیکھنے والا ہے کیا تجھے غمیم میں میری معشوقہ کے اونٹ نظر آرہے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قطعہ اوس بن موالی کو اس شرط سے دیا تھا کہ وہ مسافر اور راستہ کے محتاجوں کو کھانا کھلاتا رہے حضور نے اسکا حکم ایک چمڑے میں لکھکر دیا تھا۔ (معجم البلدان ردیف باب الغین والمیم وما یلیہما)

روکا ہے جسنے (اللہ نے) بادشاہ کے ہاتھی کو آگے بڑھنے سے روکا تھا (حضورؐ کی پیدائش سے قبل عیسائیوں نے بیت اللہ کی بےحرمتی کرنے کیلئے زبردست ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ پیشقدمی کی تھی بادشاہ فوج کے آگے تھا جب مکہ کے قریب یہ ہاتھیوں کی فوج پہنچی تو جس ہاتھی پر عیسائی بادشاہ خود سوار تھا وہ آگے چلنے سے رُک گیا قرآن مجید میں انکو اصحاب الفیل کہتے ہیں) اللہ کی قسم میں دشمنوں کی ہر وہ شرط قبول کرنیکو طیار ہوں جسمیں بیت اللہ کی حرمت کا خیال رکھا گیا ہو" یہ فرماکر اونٹنی کو چلنے کیلئے ڈانٹا وہ کھڑی ہوگئی حضورؐ مسلمانوں کو مکہ کی سڑک سے ہٹاکر مقام حدیبیہ[۵۱] کے اُس حصہ میں نزول فرما ہوئے جہاں پانی بہت کمیاب تھا اور کنویں میں پانی بہت تھوڑا تھا مسلمانوں نے تھوڑی دیر میں ڈول سے اُسکا سارا پانی کھینچ لیا جب پیاس سے تڑپنے لگے تو حضورؐ سے شکوہ کیا حضورؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالکر دیا اور حکم دیا۔ "اسکو کنویں میں ڈالدو" تیر کا ڈالنا تھا کہ کنویں کا پانی جوش[۵۲] مارنے لگا اور لشکر اسلام خوب سیراب ہوگیا دفعتہً بدیل بن ورقا خزاعی اپنے دستہ کے ساتھ حاضر ہوا سرزمین حجاز میں قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کے معاہد تھے یعنی مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اگرچہ مسلمان نہیں تھے اُس نے عرض کیا "کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی نے حدیبیہ میں فوجیں اُتاری ہیں اُنکے ساتھ گھوڑے بھی ہیں وہ آپکے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپکو بیت اللہ میں جانے سے روکیں گے" حضورؐ نے جواب دیا "ہم لڑائی کیلئے نہیں آئے ہیں ہم تو صرف بیت اللہ کا حج کرنا چاہتے ہیں مجھکو معلوم ہے کہ قریش سر دست جنگ کیلئے مستعد نہیں ہیں پچھلی مسلسل لڑائیوں سے وہ بہت کمزور ہوچکے ہیں اگر وہ مجھسے اس وقت طویل عرصہ تک صلح کرنا چاہتے ہیں تو میں شریفانہ مصالحت اور منصفانہ مفاہمت کیلئے طیار ہوں اور اگر وہ مجھسے میدان جنگ میں دو دو ہاتھ ملانا چاہتے ہیں تو مجھے اس سے بھی عذر نہیں خدا کی قسم جبتک میری گردن نہ اُڑ جائے میں اسلام کی حفاظت کیلئے ان سے مسلسل جنگ کرتا رہونگا حتی کہ خدا ہمکو انپر فتح عظیم عطا فرمائے" بدیل نے عرض کیا۔ "میں ابھی آپکا پیغام انکو پہنچا دیتا ہوں" یہ کہکر وہ اسی وقت قریش میں آیا اور اُسنے کہا "میں

---

۵۱ مکہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قریہ جسمیں ایک کنواں تھا اسکے قریب کیکر کا ایک درخت تھا جسکے سایہ میں بیٹھکر حضورؐ نے بیعت الرضوان (اللہ کو راضی کرنے والی بیعت جہاد) لی تھی (معجم البلدان، ردیف باب الحاء والدال وما یلیہما)

۵۲ یہ حضورؐ کا معجزہ صحیح واقعہ ہے مرحوم شبلی اس قسم کے صحیح معجزات سے صاف انکار کرجاتے ہیں حالانکہ ہر معجزہ سے اسلام کی صداقت بخوبی ثابت ہوتی ہے معجزہ ہر نبی کا خاصہ ہے قرآن مجید اُٹھا کر دیکھ لو۔

حضورؐ کا ایک پیغام لیکر آیا ہوں اگر تم اسکو سننے کیلئے طیار ہو تو میں پیش کروں" قریش کے ناتجربہ کار اور بیوقوف افراد نے جواب دیا، "کوئی ضرورت نہیں، اپنی زبان بند رکھو" دوراندیش اور معمر لوگوں نے کہا، "ضرور پیش کرو" بدیل نے حضور کا من وعن پیغام سنادیا عروہ بن مسعود نے کھڑے ہو کر کہا، "قوم بمنزلہ والد کے ہے اور قوم کا ہر فرد بمنزلہ بیٹے کے ہے میں بھی تمہارا بیٹا ہوں کیا آج تک مجھ سے کوئی قومی خیانت سرزد ہوئی ہے" سب نے کہا "نہیں" اُسنے کہا، "کیا تمہیں یاد نہیں کہ مینے تمہاری امداد کیلئے قبیلہ عکاظ کو بھڑکایا تھا اور لڑائی کے ہر ہر موقعہ پر اپنے کل خاندان کے ساتھ حاضر ہوتا رہا ہوں" سب نے بالاتفاق کہا، "سچ ہے" اُسنے کہا، "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک منصفانہ بات پیش کی ہے تم اسکو قبول کرو اور مجھکو اجازت دو کہ میں اُسکے پاس جاکر ابتدائی مرحلے طے کروں" سب نے کہا، "آپ اُسکے پاس ضرور جائیے" قریش کا یہ نمائندہ حضورؐ کے پاس آیا حضورؐ نے اُسکو وہی بیان دیا جو آپ بدیل کو دے چکے تھے عروہ نے کہا، "محمدؐ تم اپنی قوم کا استیصال کر رہے ہو تمنے آجتک سنا کہ کسی عربی نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کو ہلاک کیا ہے بالفرض اگر تم سے جنگ کرنا پڑی تو یقین جانو یہ تمہارے مسلمان جو آج تمہاری حمایت کا دم بھر رہے ہیں تمکو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائینگے" یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا، "تو اپنے بت لات کا ذکر چوس کیا ہم حضورؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے" اُسنے پوچھا، "یہ کون ہے" جواب ملا، "حضرت صدیق رضؓ ہیں" اُس نے کہا، "اگر مجھپر تمہارا ایک احسان نہ ہوتا تو میں اسکا جواب ضرور دیتا" عروہ دوران گفتگو میں حضورؐ کی داڑھی پکڑ لیا کرتا تھا حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تلوار لیکر حضورؐ کے سر پر (حفاظت کیلئے) کھڑے تھے سر پر خود تھا جسوقت عروہ حضورؐ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالتا حضرت مغیرہ رضؓ تلوار کے قبضہ سے اسکو اشارہ کرکے کہتے "اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا" عروہ نے سر اُٹھا کر دیکھا پوچھا، "یہ کون ہے" جواب ملا "حضرت مغیرہ رضؓ بن شعبہ" اُسنے کہا، "اے غدار اے لٹیرے کیا مینے تجھکو چھڑانے میں سعی نہیں کی تھی" یہ واقعہ اسطرح ہے کہ زمانۂ جاہلیت (اسلام سے قبل) مغیرہ ایک قافلے کے ہمراہ تھے جب یہ سب سو گئے تو انہوں نے سبکو قتل کر دیا اور انکا مال اُٹھا کر بھاگ گئے، حضور کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا یہ واقعہ سنکر حضورؐ نے فرمایا، "انکا اسلام مجھے منظور ہے لیکن لوٹے ہوئے مال سے میرا کوئی تعلق نہیں" اسکے بعد عروہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف صحابۂ کرام کو دیکھتا اسنے دیکھا کہ جب حضورؐ تھوکتے ہیں تو سب مسلمان

اسکو زمین پر گرنے سے پہلے لپک لیتے ہیں جسکے ہاتھ میں وہ تھوک آتا وہ اُسکو اپنے چہرے اور
بدن پر مل لیتا اور جب حضورؐ کوئی حکم صادر کرتے ہیں تو سب تعمیل کیلئے فوراً دوڑتے ہیں اور
جب حضورؐ وضو کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو سب مسلمان اسکا پانی حاصل کرنے کیلئے اسطرح دوڑتے
ہیں جیسے کہ ابھی آپسمیں تلواریں کھینچنے والی ہیں جب حضورؐ کوئی بات کرتے ہیں تو چاروں طرف
سناٹا چھا جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی فرد بشر موجود ہی نہیں اور تعظیم اتنی ہے
کہ حضورؐ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں یہ حال دیکھ کر عروہ واپس آیا اُس نے قریش سے
کہا، خدا کی قسم مجھکو بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے شاہ یورپ
قیصر اور شاہ ایشیا کسریٰ شاہ حبشہ نجاشی جیسے زبردست بادشاہوں کے دربار میں میری رسائی
ہوئی ہے لیکن اُنکے وزراء اور ارکان سلطنت انکی ایسی تعظیم و تکریم نہیں کرتے جتنی تعظیم مسلمان
اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں اللہ کی قسم حضورؐ کا تھوک زمین پر گرنے ہی نہیں پاتا
کوئی نہ کوئی مسلمان اسکو لپک لیتا ہے اور فوراً اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی
حکم نافذ کرتے ہیں تو تعمیل و امتثال امر کیلئے سب دوڑتے ہیں جب وہ وضو کرنے بیٹھتے ہیں
تو انکا مستعمل پانی حاصل کرنے کیلئے مسلمان اسطرح دوڑتے ہیں جیسے کہ ابھی قتل عام ہونے
والا ہے جب وہ مُنہ سے کوئی بات نکالتے ہیں تو سب سناٹے میں چلے جاتے ہیں تعظیماً و تکریماً
انکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہی نہیں اُسنے تمہارے سامنے دست صلح دراز کیا ہے تم ضرور
لبیک کہو اور اسکو منظور کر لو،، یہ سنکر قریش کے ایک معزز شخص نے کہا، مجھکو بھی اسکے پاس
جانے کی اجازت دو،، سب نے کہا، آپ بھی ہو آئیے، جب وہ مسلمانوں کے قریب پہنچا
تو حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا، یہ اس قوم کا فرد ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت
تعظیم کرتے ہیں لہٰذا تم سب اپنی اونٹنیوں کو کھڑا کر دو،، صحابۂ کرام نے اس ارشاد پر عمل کیا،
مسلمانوں نے اسکا استقبال اسطرح کیا، یا اللہ ہم یہ قربانی کی اونٹنیاں تیرے حرم میں ذبح
کرنے کیلئے لائے ہیں،، قریش کے نمائندہ نے یہ دیکھ کر کہا، سبحان اللہ یہ تو بڑے نیک
لوگ ہیں انکو فرائض حج ادا کرنے سے نہیں روکنا چاہیئے،، یہ کہکر اپنی قوم میں واپس آیا اور اُن
سے خطاب کرکے کہا (میں نے وہاں لڑائی کا کوئی سامان نہیں دیکھا) صرف قربانی کی اونٹنیاں
بیت اللہ میں ذبح کرنے کیلئے کھڑی ہیں میرے خیال میں اُنکو فرائض حج ادا کرنے سے نہیں
روکنا چاہیئے،، اتنے میں قریش کا ایک فرد اٹھا جسکا نام مکرز بن حفص تھا اس نے کہا، کھلا

میں بھی تو دیکھ کر آؤں" قریش نے اُسکو اجازت دی" جس وقت وہ قریب آیا تو حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا "یہ بُرا آدمی ہے" اسنے حضورؐ سے گفتگو شروع کی تھی کہ دفعتاً قریش کا نمائندہ سہیل آیا قریش نے اُسکو پورے اختیارات دیکر بھیجا تھا حضورؐ نے سہیل کی صورت دیکھتے ہی مسلمانوں سے فرمایا "اب تمہارا کام سہل ہو گیا" (کیونکہ سہل کے معنی آسانی کے ہیں اور اُسکا نام بھی سہیل تھا حضورؐ نے اُسکے نام سے نیک فال لیتے ہوئے یہ پیشینگوئی ارشاد فرمائی) سہیل نے چھوٹتے ہی حضورؐ سے کہا "لاؤ قلم دوات ہم معاہدۂ صلح لکھیں" حضورؐ نے اسی وقت کاتب (محرر) کو طلب کیا (دوسری روایت میں ہے کہ یہ محرر حضرت علیؓ تھے) حضورؐ نے محرر سے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے

سہیل نے اعتراض کیا "ہم نہیں جانتے کہ رحمن کون ہے۔ لیکن یہ لکھو "باسمك اللّٰھم" (اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتے ہیں)" حضورؐ نے اسکو تسلیم کیا۔ پھر کاتب سے فرمایا "اسطرح عبارت لکھو "محمد رسول اللہ نے الخ" سہیل نے کہا "اگر ہم تمکو خدا کا رسول مانتے تو تمکو بیت اللہ سے نہ روکتے" لیکن یہ لکھو "اس معاہدہ کو محمدؐ بن عبداللہ نے الخ" حضورؐ نے جواب دیا "فی الواقع میں خدا کا رسول ہوں اگر تم یہ تسلیم نہیں کرتے تو میں یہی لکھ لیتا ہوں "اس معاہدہ کو محمدؐ بن عبداللہ نے الخ" اس کے بعد حضورؐ نے سہیل سے کہا "پہلی شرط یہ ہے "تم ہمکو بیت اللہ کا طواف کرنے سے نہ روکو گے" سہیل نے کہا "اگر ہم نے تمکو اس وقت طواف کرنے کی اجازت دی تو تمام عرب ہمکو یہ طعنہ دے گا "ہم مسلمانوں سے ڈر گئے" ہاں آئندہ سال تمکو اسکی اجازت ہے حضورؐ نے اسکو تسلیم کیا اسکے بعد سہیل نے کہا "دوسری شرط یہ ہے "جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے تو مسلمانوں کا فرض ہوگا اسکو ہماری طرف واپس کریں" یہ سنکر مسلمانوں نے کہا "سبحان اللہ! کوئی مسلمان کافروں کے حوالہ کیا جا سکتا ہے" ابھی اس اہم شرط پر بحث ہو رہی تھی کہ دفعتاً سہیل کا بیٹا حضرت ابو جندلؓ بیڑیوں میں اُچھلتے کودتے مسلمانوں کے سامنے نمودار ہوئے (انہوں نے جب مسلمان ہونے کا اعلان کیا تو اُنکے والد سہیل نے جو بعد میں خود بھی مسلمان ہو جائینگے انکو بیڑیاں پہنا دیں اور بہت تکلیفیں پہنچائیں) سہیل اُسی وقت بول اُٹھا "محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکو واپس کرو" حضورؐ نے

جواب دیا "ابھی تو پورا معاہدہ لکھے نہیں ہوا" سہیل نے کہا "تو میں صلح ہی نہیں کرتا" حضورؐ نے ابو جندل رضؓ کو واپس کرنے کا حکم دیا حضرت ابو جندل رضؓ نے مسلمانوں سے خطاب کیا "برادران اسلام! مجھکو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی کافروں کے حوالہ کیا جاتا ہے کیا تم میری تکلیفوں سے متاثر نہیں ہوئے" اس رقت آمیز نظارہ سے حضرت عمر رضؓ متاثر ہوئے اور حضورؐ سے عرض کیا "کیا آپ خدا کے برحق نبی نہیں؟" فرمایا "بے شک خدا کا برحق نبی ہوں" عرض کیا "کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟" فرمایا "یہ امر واقعہ ہے" عرض کیا "پھر ہم کیوں کافروں سے دبیں" فرمایا "میں خدا کا رسول ہوں اُسکی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کریگا" عرض کیا "کیا آپ ہم سے نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کرینگے" فرمایا "بیشک مینے کہا تھا کیا میں نے تمسے اقرار کیا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ کا طواف کرینگے" عرض کیا "جی نہیں" فرمایا "تو اسکا تم ضرور طواف کروگے" اسکے بعد حضرت عمر رضؓ حضرت صدیق رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا یہ خدا کے برحق نبی نہیں ہیں" فرمایا "بے شک خدا کے برحق نبی ہیں" عرض کیا "کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں" فرمایا "یہ امر واقعہ ہے" عرض کیا "تو پھر ہم کافروں سے کیوں دبیں" فرمایا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! یہ اپنے رب کی عدل حکمی نہیں کرتے، وہ انکی مدد کرے گا جسطرح کرتے ہیں کرنے دو یہ یقیناً حق پر ہیں" عرض کیا "کیا یہ ہم سے نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کرینگے" فرمایا "بیشک انہوں نے یہ فرمایا تھا" لیکن کیا انہوں نے تم سے یہ اقرار کیا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ کا طواف کروگے" عرض کیا "جی نہیں" فرمایا "تو پھر تم بیت اللہ کا ضرور طواف کروگے" جب حضورؐ معاہدہ سے فارغ ہوگئے تو صحابہ کرام سے فرمایا "اٹھو اور قربانی کے جانور ذبح کرو، اور سر منڈاؤ" کوئی شخص نہ اٹھا اور کسی نے آپ کا کہنا نہ مانا" آپ نے تین دفعہ حکم دیا تب بھی کچھ اثر نہ ہوا حضور اپنے گھر میں گئے اور حضرت ام سلمہ رضؓ سے فرمایا "مسلمان میرا حکم نہیں مانتے" حضرت ام سلمہ رضؓ نے عرض کیا "آپ انکے سامنے جائیے، کسی سے کچھ نہ کہئے، چھری لیکر اپنا جانور ذبح کریئے پھر نائی کو بلا کر اپنا سر منڈوائیے" حضورؐ نے ایسا ہی کیا، اسی دم سب مسلمان ایسا ہی کرنے لگے ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کا سر مونڈنے لگا حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب آپسمیں صرف اس وجہ سے قتل ہو جائینگے کہ حضورؐ کا حکم ماننے میں اتنی تاخیر کیوں عمل میں آئی اسکے بعد حضورؐ اپنے سب مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے کچھ دنوں بعد قریش کے ایک صاحب! ابو بصیر رضؓ نامی مسلمان ہو کر مکہ سے

مدینہ چلے آئے قریش نے انکو واپس لینے کے لئے آپنے دو آدمی بھیجے انہوں نے حضورؐ کو "معاہدۂ صلح" کی شرائط پر عمل کرنے کی توجہ دلائی، حضورؐ نے حسب معاہدہ حضرت ابوبصیرؓ کو انکے حوالہ کردیا جب یہ تینوں اشخاص مقام حلیفہ میں پہنچے تو اپنی سواریوں سے اتر کر کھجوریں کھانے میں مصروف ہوئے حضرت ابوبصیرؓ نے ایک سے کہا، واللہ تمہاری تلوار بہت اچھی ہے دوسرے نے اپنی تلوار سونت کر کہا، میری تلوار بھی خوب ہے اس سے میںنے بہت تجربہ کیا ہے یعنی بہت دشمنوں کو قتل کیا ہے، حضرت ابوبصیرؓ نے فرمایا، توذرا مجھے دکھلانا، اسنے اپنی تلوار انکے ہاتھ میں دیدی حضرت ابوبصیرؓ نے ایک ہی ضرب میں اسکو وہیں ٹھنڈا کردیا دوسرا مدینہ کی طرف بھاگا اور مسجد النبیؐ میں پناہ گزیں ہوا سر سے پیر تک کھڑا کانپ رہا تھا، حضورؐ نے اسکی یہ حالت دیکھکر فرمایا، یہ کسی دشمن سے خوف زدہ ہے، اس نے عرض کیا، واللہ میرا ساتھی قتل ہوگیا اب میرے قتل ہونے میں کوئی دیر نہیں، اتنے میں حضرت ابوبصیرؓ بھی اسکا تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گئے اور اسی دم عرض کیا، خدا نے آپکا وعدہ پورا کردیا یعنی آپ حسب معاہدہ مجھ کو دشمنوں کے حوالہ کرچکے تھے، لیکن خدا نے مجھکو ان سے نجات دی، حضورؐ نے فرمایا، افسوس اسکی ماں پر (یعنی اس نے اسکو کیوں جنا) یہ تو لڑائی بھڑکانے والا ہے اور کاش کوئی شخص اسکو پکڑتا، یہ جملے سنکر حضرت ابوبصیرؓ کو یقین ہوگیا کہ حضورؐ اسکو دشمن کے حوالہ کرینگے وہ الٹے پاؤں پھرے اور ساحل بحر پر اپنا ڈیرہ جمایا، حضرت ابوجندلؓ بھی کسی طرح قید سے نکل آئے اور حضرت ابوبصیرؓ سے جا ملے اب قریش کا جو شخص مسلمان ہوتا وہ سیدھا سمندر کے ساحل کا رخ کرتا، اور حضرت ابوبصیرؓ سے جا ملتا حتی کہ تھوڑے دنوں میں اچھی خاصی فوج طیار ہوگئی اب وہ قریش کے تجارتی قافلوں پر جو شام کیطرف جاتے، حملے کرنے لگے، انکے کل اموال پر قبضہ کرلیتے، یہ واقعات دیکھکر قریش نے اپنے سفیر مدینہ منورہ روانہ کئے اور حضورؐ سے عاجزانہ و رقت آمیز لہجہ میں درخواست کی، "ہم معاہدہ کی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں قریش کا جو شخص مسلمان ہونا چاہے وہ آزادی سے مدینہ منورہ میں جاسکتا ہے" حضورؐ نے اسی وقت حضرت ابوبصیرؓ کو مع انکی فوج کے مدینہ منورہ میں طلب کرلیا،

(صحیح بخاری صفحات ۷۵-۷۶-۷۷ جلد ۲)

دوسرا بیان | جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں نزول فرما ہوگئے تو آپنے خراش بن امیہ خزاعی کو اپنا سفیر ایک اونٹ (جسکو ثعلب کہتے تھے) سوار کرکے قریش کے پاس

بھیجا تاکہ خراش انکو باخبر کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس مقصد کیلئے یہاں تشریف لائے ہیں جس وقت خراش مکہ میں پہنچے تو قریش نے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں اور خراش کو قتل کرنا چاہا احابیش نے انکو منع کیا خراش واپس آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کیفیت سے اطلاع دی آپنے حضرت عمر رضؓ کو مکہ میں بھیجنے کے لئے طلب کیا۔ انہوں نے عرض کیا "حضور! مجھکو اندیشہ ہے کہ قریش مجھے قتل کر دینگے اور سارے مکہ میں مجھکو کوئی بچانے والا نہیں اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ قریش کو مجھسے سخت عداوت ہے اسلئے کہ جب سے مسلمان ہوا ہوں ہر کارروائی ہیں انکے خلاف سختی اور تشدد عمل میں لاتا ہوں لیکن میں آپکو ایک ایسے شخص کا نام بتلاتا ہوں جو قریش میں میری نسبت زیادہ معزز اور قابل احترام ہیں حضرت عثمان رضؓ بن عفان کو بھیجیے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو طلب کر کے فرمایا "تم ابوسفیان اور قریش کے سرکردہ اشخاص کو مطلع کرو کہ میں تم سے جنگ کرنے کیلئے نہیں آیا میں صرف بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں" حضرت عثمان رضؓ یہ پیغام لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئے خوش قسمتی سے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ابان بن سعید ملگئے انے گھوڑے سے اُتر کر حضرت عثمان رضؓ کو اپنے سامنے بیٹھلا دیا اور خود پیچھے ہوگئے اس طرح انکو اپنی حفاظت میں لیکر شہر میں داخل ہوئے حضرت عثمان رضؓ نے اکابر قریش کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سُنادیا قریش نے اُنسے کہا "اس وقت تمکو بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت ہے" حضرت عثمان رضؓ نے جواب دیا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہوں اُنکے بغیر کسی حالت میں بھی نہیں کرسکتا" یہ سُنکر قریش نے انکو اپنے پاس روک لیا اُدہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت عثمان رضؓ شہید کردیئے گئے یہ افواہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں قریش پر ضرور حملہ کروں گا" یہ فرما کر مسلمانوں کو جہاد کی بیعت کیلئے للکارا۔ اس وقت آپ حدیبیہ میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے تمام مسلمان بیعت کیلئے ٹوٹ پڑے یہ بیعت بیعۃ الرضوان کے نام سے موسوم ہے کیونکہ مسلمانوں کی اس بیعت سے خدا راضی ہوگیا تھا، کارروائی اس طرح عمل میں آئی کہ حضرت عمر رضؓ آپکا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور مسلمان بیعت کرتے وقت یہ اقرار کرتے تھے کہ وہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کرینگے اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف چودہ سو تھی آپنے مسلمانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا "اس وقت تم روئے زمین پر سب سے زیادہ بہتر

ہو ۔ سب سے پہلے جس شخص نے بیعت کی اُسکا نام سنان بن وہب ہے جو بنی اسد کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں حضور نے فرمایا بیعۃ الرضوان میں شامل ہونے والے تمام صحابہ کرام جنتی ہیں۔ (صحیحین بحوالہ خازن صفحہ ۱۵۰ جلد ۴)

تفصیل یہ مشہور واقعہ ذی القعدہ ۶ھ میں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایکہزار چار سو سوار اور پیادہ پا مسلمان تھے، قربانی کے جانور کل ستر اونٹنیاں تھیں یہ قربانی کے اونٹ سات سو حاجیوں کے تھے یعنی دس حاجیوں کا ایک اونٹ تھا جب آپ ذوالحلیفہ (مدینہ سے چھ یا سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے مدینہ کے باشندے یہاں سے حج کا احرام باندھتے ہیں) میں پہنچے تو عمرہ کا احرام باندھا قربانی کے جانوروں کا قلادہ ڈالا اور اشعار کیا اور اپنے حلیف قبیلۂ خزاعہ میں سے ایک شخص کو قریش کے حالات معلوم کرنے کیلئے جاسوس بنا کر بھیجا جب حضور عسفان (مکہ سے چھتیس ۳۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے قریب غدیر الاشطاط میں پہنچے تو عتبہ خزاعی (جاسوس) حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ کعب بن لوی (قریش) لشکر جمع کر رہے ہیں وہ آپکا مقابلہ کرینگے اور آپکو بیت اللہ جانے سے روکینگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا اور فرمایا، "تمہارا کیا ارادہ ہے ہم دشمن پر حملہ کر کے اُنکا قلع قمع کریں یا بغیر کسی مزاحمت کے طواف بیت اللہ کیلئے آگے بڑھتے جائیں جو شخص ہمارے اس کام میں مزاحم ہو اُس سے جنگ کریں" حضرت ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا، "اللہ اور اُسکا رسول اس مرحلہ کو خوب طے کر سکتے ہیں آپ دار الخلافہ سے دشمن سے جنگ کرنے کی نیت سے نہیں نکلے آپنے صرف زیارت بیت اللہ کے لئے یہ سفر اختیار کیا ہے اب جو شخص ہمارے اس کام میں مزاحم ہوگا ہم اُس سے جنگ کرینگے"، حضور ؐ نے یہ صائب رائے سنکر حکم دیا، "بسم اللہ کر کے آگے قدم بڑھاؤ"، جب کسی قدر آگے بڑھے تو حضور ؐ نے فرمایا، "غمیم میں خالد بن ولید (یہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) سواروں کا ایک دستہ بطور طلیعہ (اُس فوج کو کہتے ہیں جو دشمن کی خبریں معلوم کرنے کیلئے بڑے لشکر سے آگے بھیجا جاتا ہے) کھڑا ہے اُس سے آنکھ بچا کر یہ راستہ ترک کر کے داہنی جانب چلو"، لشکر اسلام نے نہایت احتیاط سے راستہ طے کیا خالد کو معلوم بھی نہ ہوا، اُسکو اس وقت معلوم ہوا کہ اسلامی فوج اُسکے قریب جا پہنچی اب اُسنے راہ فرار اختیار کی اور قریش کو ڈرایا کہ اسلامی فوج سر پر آپہنچی ہے، حضور ؐ کا کوچ برابر جاری رہا حتی کہ آپ اُس ٹیلہ پر پہنچے جہاں

سے مکہ والوں پر پوری زد پڑتی ہے، یہاں دفعۃً حضورؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی مسلمانوں نے کہا "حَل حَل" مگر اونٹنی نے اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیا، لوگوں نے کہا، اونٹنی تھک کر بیٹھ گئی ہے" حضورؐ نے فرمایا "یہ بات نہیں یہ اسکی عادت نہیں، بلکہ جسنے اصحاب فیل کو روکا تھا اُسی نے اسکو بھی روکا ہے قسم ہے اُس ذات پاک جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر قریش میرے سامنے صلح کی ایسی شرائط پیش کریں کہ اُن میں بیت اللہ کی حرمت و تعظیم تسلیم کی گئی ہو تو وہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہوں میں بلاقیل و قال منظور کر لونگا" یہ فرماکر اونٹنی کو ڈانٹا اور وہ اُٹھ کر سیدھی ہوئی اور دوڑنے لگی آپ لشکر سے علیحدہ ہوکر حدیبیہ کے دُور کے حصہ میں ایک ایسے کنوئیں کے قریب اُترے جسکا پانی بہت تھوڑا تھا مسلمانوں نے پانی کھینچنا شروع کیا تو چند ڈولوں سے اُسکا پانی ختم ہوگیا لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی"

معجزہ اپنے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالکر ناجیہ بن عمیر کو دیا جو آپکے قربانی کے اونٹ ہانکنے پر متعین تھے ناجیہ یہ تیر لیکر کنوئیں میں اُترے اور عین وسط میں اُسکو گاڑ دیا دفعۃً پانی جوش مارنے لگا حتی کہ سارا کنواں بھر گیا"

اب قریش کو لشکر اسلام کے نزول سے فکر دامنگیر ہوا حضورؐ نے اپنا ایک صحابی اُنکی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ کو طلب کیا، "انہوں نے عرض کیا" سارے مکہ میں کوئی فرد ایسا نہیں کہ اگر مجھکو کسی طرح سے ایذا پہنچائی جائے تو وہ طرفداری و حمایت کرے حضرت عثمان رضؓ بن عفان کو بھیجیے مکہ میں انکے رشتہ دار موجود ہیں وہ آپکا پیغام آسانی سے پہنچا دینگے" حضورؐ نے حضرت عثمان رضؓ کو قریش کی طرف بھیجا اور ہدایت کی "ان سے کہو کہ ہم یہاں جنگ کی نیت سے نہیں آئے ہیں ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں تم انکو اسلام کی دعوت بھی دینا اور واپسی میں اُن مسلمان مردوں اور مسلمان خواتین سے ملنا جو کافروں کے ہاتھ قید ہیں اُنکو تسلی و اطمینان دلاتے ہوئے خوشخبری سنانا کہ عنقریب ہماری فتح ہونے والی ہے اور اللہ تعالےٰ مکہ میں اپنے دین اسلام کا ڈنکا ضرور بجائے گا حتی کہ سارا شہر اسلام قبول کرلیگا" حضرت عثمان رضؓ مکہ میں گئے جب مقام بلوح میں پہنچے تو قریش نے اعتراض کیا "کہاں جاتے ہو؟" فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو آپکے پاس اسلئے بھیجا ہے کہ میں آپکو دعوت توحید دوں اور اسلام کیطرف بلاؤں و نیز آپ صاحبان کو مطلع کردوں کہ ہم یہاں جنگ کرنے کی نیت سے نہیں آئے ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں" سب نے کہا "تم جاؤ اور اپنا کام کرو"

ابان بن سعید بن عاص اپنی جگہ سے اٹھا اپنے گھوڑے پر زین ڈالکر انکو اسپر اپنے پیچھے بٹھلایا اور شہر میں داخل ہوئے صحابہ کرام نے حضورؐ سے عرض کیا حضرت عثمانؓ نے ہم سے پہلے بیت اللہ کا عمرہ کیا، حضورؐ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ وہ ہمکو چھوڑ کر طواف نہیں کریں گے" مسلمانوں نے عرض کیا "انکو کیا چیز مانع ہے" فرمایا "میرا یقین ہے کہ وہ تن تنہا طواف نہیں کرینگے بلکہ ہمارے ساتھ کرینگے"

اب مسلمان اور مشرکوں نے مشترکہ طور پر مصالحت و مفاہمت کا دروازہ کھٹکھٹایا یہ افواہ اُڑی کہ حضرت عثمان رضؓ شہید کر دیئے گئے، حضورؐ نے اُسی دم مسلمانوں کو بیعت جہاد کیلئے للکارا اور درخت کے نیچے سب صحابہ بیعت کیلئے لپکے حضور اس شرط پر بیعت لیتے "میدانِ جنگ سے فرار نہونا" حضورؐ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے" جب بیعت سے فارغ ہوئے تو حضرت عثمان رضؓ نمودار ہوئے مسلمانوں نے انکی صورت دیکھتے ہی کہا "آپ بیت اللہ کا طواف کر چکے ہوں گے" حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "دیا آپ میرے متعلق ایسا خیال کر سکتے ہیں، اللہ کی قسم اگر میں مکہ میں ایک سال بھی قیام کرتا تب بھی طواف نہ کرتا، حضورؐ حدیبیہ میں محصور ہوں اور میں طواف کروں حاشا وکلا اگرچہ قریش نے مجھکو طواف کرنے کی اجازت دیدی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا" صحابہ رضؓ نے فرمایا "حضورؐ ہم سے زیادہ باخبر ہیں اور ہم سے زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں"

حضرت عمر رضؓ بیعت کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو سب مسلمان بیعت کیلئے ٹوٹ پڑے صرف جد بن قیس نے بیعت سے انکار کیا حضرت معقل رضؓ بن یسار درخت کی ٹہنی اٹھائے ہوئے تھے سب سے پہلے حضرت ابو سنان رضؓ اسدی نے بیعت کی حضرت سلمہ رضؓ بن اکوع نے تین دفعہ بیعت کی ایک اول میں دوسری وسط میں تیسری آخر میں یہ کارروائی ہو رہی تھی"

میں اسلام کی حفاظت میں اپنی گردن کٹوا دونگا

کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی فوج کے چند سپاہیوں کے ساتھ نمودار ہوا، عرض کیا "کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی (قریش) اپنی فوج کے ساتھ اُس مقام کے پاس اُترے ہیں جہاں پانی بافراط ہے وہ آپ پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں اور آپکو بیت اللہ کا رسیح کرنے سے روکینگے"، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا "ہم کسی سے مقابلہ کرنے کی نیت

سے نہیں آئے ہم صرف کعبۃ اللہ میں عمرہ کرنا چاہتے ہیں، گذشتہ مسلسل لڑائیوں نے قریش کو ضعیف اور کمزور کر دیا ہے " اگر وہ کچھ دنوں کے لئے مجھسے صلح کرنا چاہتے ہیں تو میں طیار ہوں جسطرح دوسری قوموں نے مجھسے مصالحت کر لی ہے قریش بھی مجھ سے دست صلح دراز کر سکتے ہیں اور اگر وہ لڑنا ہی چاہتے ہیں تو اللہ کی قسم جبتک میری گردن راہ خدا (جہاد) میں نہ کٹ جائے اور خدا اپنا آخری فیصلہ صادر نفرمائے میں اسلام کی حفاظت کیلئے اُن سے لڑتا رہوں گا " بدیل نے کہا " میں آپکا یہ پیغام انکو بہت جلد پہنچاتا ہوں " یہ کہکر قریش کے پاس آئے اور کہا " میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے آیا ہوں انہوں نے ایک پیغام دیا ہے اگر اجازت ہو تو میں انکا پیغام تمکو سناؤں " قریش کے کم عقل اور بیوقوف افراد نے کہا " ہمکو اسکا پیغام سنانے کی کوئی ضرورت نہیں " سمجھدار طبقہ نے کہا " تم انکا کیا پیغام لائے ہو، ہمکو وہ سناؤ " بدیل نے من وعن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دُہرائے عُروہ بن مسعود ثقفی نے کھڑے ہو کر کہا " اے قوم میں نے گذشتہ ایام میں بڑی بڑی قومی خدمات سرانجام دی ہیں تو کیا قوم کو میری اُن خدمات کا کچھ خیال ہے اور کیا قوم کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے سب نے بالاتفاق کہا " ہاں ہم آپکی خدمات کے معترف اور ہمکو ہر حالت میں آپکا اعتبار ہے " عروہ نے کہا " تو میں ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ محمدؐ نے صلح کا ہاتھ تمہاری طرف دراز کیا ہے تم اُنکو ضرور قبول کر لو اور مجھ کو اُسکے پاس جانے کی اجازت دو تاکہ میں سلسلۂ گفت وشنید کی ابتداء کروں " قریش نے کہا " آپ ضرور جائیے " عروہ سید نا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا سلسلۂ کلام شروع کیا " حضورؐ نے اُس سے وہی کہا جو آپنے بدیل سے کہا تھا اسپر عروہ نے کہا " تم اپنی قوم کا استیصال کرنا چاہتے ہو کیا تم سے پہلے کسی عرب نے اپنی قوم کو ہلاک کیا ہے " اور اگر بالفرض تم سے جنگ کرنا ناگزیر ہوا تو میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں کہ یہ چند اوباش (نعوذ باللہ من ذالک اُسنے صحابہ کرام کو اوباش کہا یہ صحابہ کرام ہی کا تحمل تھا کہ صبر کر گئے ورنہ دوسری قوم ہوتی تو اُسکی بوٹی بوٹی اُڑا دیتی مترجم) جو بظاہر تمہارے حامی نظر آرہے ہیں تمکو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائینگے " حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا " اپنے بت لات کا ذکر چوس کیا ہم جیسے مسلمان حضورؐ کو دغا دینگے اور حضورؐ کو تن تنہا چھوڑ کر بھاگ جائینگے " عروہ نے پوچھا " یہ کون ہے " جواب دیا گیا " حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہیں " اُسنے کہا " اگر مجھ پر تمہارا وہ احسان نہ ہوتا تو میں تمکو ضرور جواب دیتا

عروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے وقت حضورؐ کی داڑھی پکڑ لیتا تھا، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تلوار سونت کر حضورؐ کے سر مبارک کے قریب کھڑے تھے جب وہ حضورؐ کی داڑھی پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہؓ اپنی تلوار کے قبضہ سے اسکو روکتے عروہ نے چہرہ اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا "مغیرہؓ بن شعبہ ہیں" اُسنے کہا "اے غدار کیا میں نے تجھکو نہیں چھڑایا تھا" زمانہ جاہلیت کا ذکر ہے کہ مغیرہؓ ایک قافلہ کے ہمراہ تھے جب اہل قافلہ سو گئے تو انہوں نے ان سبکو قتل کر کے اُن کا مال لوٹ لیا اور یہاں آکر مسلمان ہو گئے، یہ واقعہ سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے تمہارا اسلام قبول کرنا منظور ہے لیکن چوری کے مال سے میرا کوئی تعلق نہیں" اسکے بعد عروہ آنکھ اُٹھا کر ایک ایک صحابی کو بغور دیکھتا اُسنے دیکھا کہ حضورؐ جسوقت تھوکتے ہیں تو سب مسلمان تھوک حاصل کرنے کیلئے دوڑتے ہیں لعاب زمین پر گرنے ہی نہیں پاتا مسلمانوں کی ہتھیلیوں پر پہنچتا ہے وہ اسکو اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب آپ کوئی حکم صادر کرتے ہیں تو سب تعمیل کیلئے دوڑتے ہیں جسوقت حضورؐ وضوء کرتے ہیں تو آپکے وضوء کا پانی حاصل کرنے کیلئے اسطرح لپکتے ہیں گویا ابھی ان میں آپسمیں تلوار چلنے لگے گی اور جب حضورؐ کلام کرتے ہیں تو سب چپکے ہو جاتے ہیں چاروں طرف سناٹا چھا جاتا ہے اور ادباً و تعظیماً کوئی مسلمان آپکی طرف اپنی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا، عروہ یہ ماجرا دیکھکر اپنی قوم میں واپس آیا کہا "مجھ کو متعدد مرتبہ قیصر کسرای اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی بادشاہ کے درباری اسکی اتنی تعظیم و تکریم نہیں کرتے جتنی تعظیم مسلمان اپنے رسول کریم کی کرتے ہیں جسوقت حضور تھوکتے ہیں تو مسلمان انکا تھوک ہاتھ میں لیکر اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتے ہیں جب وہ کوئی حکم صادر کرتے ہیں تو سب مسلمان تعمیل کیلئے فوراً طیار و مستعد ہو جاتے ہیں اور اُنکے وضوء کا پانی لیتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپسمیں تلواریں سونت لینگے" اور جسوقت وہ گفتگو کرتے ہیں تو سب چپ چاپ بیٹھ جاتے ہیں اور چاروں طرف سکوت طاری ہو جاتا ہے اور نہایت غور سے اُن کی بات سُنتے ہیں اور تعظیماً و ادباً انکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے اے قوم میرا کہنا مانو اور اس سے صلح کر لو" ایک کنانی نے کہا "مجھ کو بھی وہاں جانے کی اجازت ملنا چاہیئے"، سب نے کہا "تم بھی جاؤ" جب یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نمودار ہوا تو آپنے مسلمانوں سے فرمایا "اسکی قوم قربانی کے جانوروں کی بہت

تعظیم کرتی ہے تم سب اپنے قربانی کے جانور کھڑے کر لو" مسلمانوں نے ایسا ہی کیا جب یہ قریب پہنچا تو مسلمانوں کو تلبیہ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) کہتے دیکھا اُسنے کہا "سبحان اللہ! ایسے بزرگ لوگوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے نہیں روکنا چاہیئے" اُلٹے پاؤں پھرا اور قریش سے کہا "مینے دیکھا ہے کہ قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادے (قربانی کے جانوروں کے گلے میں درختوں کی ٹہنیاں یا جوتیاں وغیرہ کے ہار ڈالتے ہیں تاکہ تمیز ہوسکے کہ یہ جانور قربانی کیلئے مخصوص ہیں) پڑے ہوئے ہیں اور انکا اشعار ہوا ہے (قربانی کے اونٹوں کے کوہان کے ایک کنارے میں چھری لگائی جاتی ہے تاکہ اُس سے تھوڑا سا خون بہنے لگے) میرا خیال ہے کہ انکو زیارتِ کعبۃ اللہ سے نہیں روکنا چاہیئے" اسکے بعد قریش نے احابیش (عرب کے چند قبیلوں نے مکہ کے حبشی نامی پہاڑ کے نیچے جمع ہو کر قریش سے ایک دوستانہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم تمام دستخط کرنے والے قبائل مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کیلئے تمہارے ساتھ ہیں" بعض مورخ کہتے ہیں حبش دراصل مکہ کے زیریں حصہ میں ایک وادی کا نام ہے اس وادی میں جمع ہو کر عرب کے چند قبیلوں نے مسلمانوں کے خلاف قریش سے معاہدہ حلفیہ کیا تھا) کے سردار حلیس بن علقمہ کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھکر مسلمانوں سے فرمایا "قربانی کے جانور اسکے سامنے دیکھیلو" حسب ارشاد النبیؐ اسی طرح کیا گیا" حلیس نے دیکھا ایک چوڑی وادی سے سیلاب کیطرح قربانی کے جانور چلے آرہے ہیں انکے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اپنے اصلی قیام پر نہ پہنچنے کیوجہ سے اپنی ہی پشم کھا رہے ہیں حلیس یہ دیکھتے ہی اُلٹے پاؤں پھر گیا اور اس سے یہ نظارہ نہ دیکھا گیا" اُسنے قریش سے کہا "قریش! مینے قربانی کے جانور دیکھے ہیں اُنکے گلے میں قلادے پڑے ہوئے ہیں چونکہ انکو اپنے اصلی مقام پر پہنچنے سے روکا گیا ہے اسواسطے یہ جانور اپنی ہی پشم کھا رہے ہیں ایسے جانوروں کو نہ روکنا چاہیئے" قریش نے جوابدیا "تم بڑے گنوار ہو بیٹھ جاؤ" یہ سنکر حلیس غصہ میں بھر گیا اس نے کہا "قریش! ہم نے تم سے اسلئے معاہدہ حلفیہ نہیں کیا ہے کہ تم کعبۃ اللہ کی تعظیم کرنیوالوں کو روکو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے قربانی کے جانوروں کو زیارتِ بیت اللہ سے روکا تو تمام احابیش کو جمع کر کے دفعۃً تم پر حملہ کر دونگا" قریش نے اسکی دلجوئی کرتے ہوئے کہا "غصہ کو تھوک دیجئے ہم تو صرف اپنی خواہش کے مطابق مسلمانوں سے معاہدہ صلح کرنے کیلئے صورت نکال رہے ہیں"

اسکے بعد ایک بدزبان فاسق فاجر مکرز بن حفص کھڑا ہوا اُسنے کہا "ذرا مجھکو بھی مسلمانوں کے سردار سے گفتگو کرنے کا موقعہ دو" جب یہ قریب آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا خیر کرے یہ تو بدترین شخص ہے" ابھی وہ حضورؐ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دفعتہً قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو نمودار ہوا اسکو دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا "اب تمہارا کام آسان ہوگیا" (حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ اچھے ناموں سے نیک فال لیا کرتے تھے چونکہ اسکا نام سہیل (آسانی) تھا لہذا آپنے اس سے نیک فال لیکر پیشینگوئی کی) سہیل نے آتے ہی کہا "محمدؐ! قلم دوات منگواؤ ہم عہدنامۂ صلح مرتب کریں" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت علیؓ کو طلب کرکے فرمایا "لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا "ہم رحمن نہیں جانتے یوں لکھو "باسمک اللھم" مسلمانوں نے زور ڈالا نہیں جناب ہم تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہی لکھیں گے" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علی! تم اسی طرح لکھو جسطرح سہیل کہتے ہیں اسکے آگے لکھو "یہ وہ معاہدۂ صلح ہے جسکو خدا کے رسول محمدؐ نے" سہیل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اگر ہم آپکو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو یہ سارا جھگڑا ہی پیش نہ آتا ہم آپسے اتنی لڑائیاں کیوں لڑتے اور آپکو زیارتِ بیت اللہ سے کیوں روکتے" یوں لکھو "یہ وہ معاہدۂ صلح ہے جسکو محمدؐ بن عبداللہ نے الخ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "فی الواقع میں خدا کا رسول ہوں اگر تم یہ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہو تو میں یہی الفاظ محمدؐ بن عبداللہ لکھوا دیتا ہوں علی! رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو" حضرت علیؓ نے عرض کیا "میں تو کبھی بھی اپنے ہاتھ سے آپکا اسم مبارک نہیں کاٹونگا" آپنے فرمایا "اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے" (حضورؐ اَن پڑھ تھے) حضرت علیؓ نے مسودہ ویکر دکھلایا "کہ یہ آپکا نام مبارک ہے" حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھا، لیکن آپ خوشخط نہیں لکھ سکے اس مشکل کے بعد آپنے دفعات صلح اسطرح لکھنا شروع کیں"

(۱) دس برس تک دونوں فریقین کے درمیان جنگ نہ ہوگی اور جانبین کو آمد و رفت کیلئے ہرطرح کی آزادی حاصل ہے۔

(۲) - قریش اب ہمکو بیت اللہ کا طواف کرنے سے نہیں روکیں گے"

سہیل نے اس دفعہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا "اگر ہم نے اس سال آپکو طواف کرنے کی اجازت دیدی تو سارے عرب میں ہماری ناک کٹ جائے گی کہ دیکھو مسلمانوں سے

دیکھئے لیکن آئندہ سال تمکو کھلے خزانے طواف کرنے کی اجازت ہے مگر دفعہ کے الفاظ یہ ہوں
(۲) اس سال مسلمان کعبۃ اللہ کی زیارت نہیں کرسکتے مگر آئندہ سال انکو اجازت ہے
وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اُن کے بدن پر کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہو گا ہاں دورانِ
سفر میں ہر قسم کے اسلحہ ساتھ رکھ سکتے ہیں"
تیسری شرط لکھو
(۳) اگر قریش کا کوئی شخص اسلام قبول کرکے مدینہ آئے تو مسلمان اسکو واپس کردینگے
اور اگر مسلمانوں سے کوئی شخص مرتد ہو کر قریش سے آملے تو قریش اسے ہرگز واپس
نہیں کرینگے۔"

مسلمانوں نے کہا "سبحان اللہ! ایک مسلمان کافروں کے حوالہ کسطرح کیا جاسکتا ہے مسلمانوں نے حضورؐ سے عرض کیا "کیا ہم یہ دفعہ منظور کرلیں" فرمایا "ہاں اسلئے کہ ہم سے وہی شخص علیحدہ ہوگا جو خدا کی نظر میں بُرا ہوگا۔ اور جو شخص اُنکی طرف سے مسلمان ہو کر آئیگا خدا اسکے لئے کوئی نہ کوئی سبیل نکالدے گا" ابھی اس شق پر بحث ہورہی تھی کہ سہیل کا بیٹا حضرت ابو جندلؓ بیڑیوں میں اُچھلتے کودتے نمودار ہوئے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈالدیا۔ یہ مسلمان ہوگئے تھے۔ اُن کے والد سہیل نے اُنکو بیڑیاں پہنا کر مکہ کے زیریں حصہ میں قید کردیا تھا یہ کسیطرح وہاں سے خلاصی حاصل کرکے چلے آئے مگر بیڑیاں اُتارنے میں قادر نہ ہوسکے سہیل نے انکو دیکھتے ہی کہا "محمد! معاہدہ کا عمل درآمد یہیں سے شروع ہوتا ہے" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابھی معاہدہ قلمبند نہیں ہوا۔ جبتک معاہدہ ناقص ہے تو اسپر عمل درآمد کسطرح ہوسکتا ہے جانبین کے دستخط ہونے کے بعد عمل درآمد شروع ہوگا" سہیل نے کہا "دیں ایک لمحہ کی بھی مُہلت نہیں دونگا" حضورؐ نے فرمایا "آپ مختار ہیں" سہیل اُٹھا اور اپنے صاحبزادے کو قریش کی طرف کھینچنے لگا۔ ابو جندلؓ نے مسلمانوں سے رقت آمیز لہجہ میں کہا "مجھکو اسلام قبول کرنے کے بعد کافروں کے حوالہ کیا جائیگا۔ مجھکو سخت تکلیف پہنچائی گئی ہے اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا گیا ہے۔ مسلمانو! کیا تمکو میری اس حالت پر ترس نہ آئیگا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تسکین دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "ابو جندلؓ! صبر کرو خدا تمہارے لئے اور دوسرے اُن مسلمانوں کے لئے جو اس وقت مکہ میں کمزور حالت میں ہیں عنقریب کوئی اچھی صورت نکالنے والا ہے اب ہم قریش سے معاہدہ کرچکے ہیں اور

معاہدات کی خلاف ورزی کرنا ہم مسلمانوں کا شیوہ نہیں"

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ تلوار لیکر ابو جندل کے قریب گئے تلوار انکے قریب کرتے ہوئے کہا "ابو جندل! صبر کرو یہ تمام مشرک کتوں کے برابر ہیں انکا خون کرنا ایسا ہے جیسے ایک معمولی کتے کو مار ڈالنا، حضرت عمرؓ یہ کہتے جاتے تھے اور تلوار ابو جندل سے قریب کرتے جاتے تھے تاکہ ابو جندلؓ اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کی گردن اڑا دیں مگر انکو اپنے باپ کا لحاظ آگیا اور محبت پدری محبتِ اسلام پر غالب آگئی، جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خواب سنایا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں تو انکو فتح عظیم حاصل ہونے کا یقین ہو گیا تھا مگر جب حضورؐ نے یہ تیسری دفعہ منظور فرمائی تو انکو سخت پریشانی ہوئی علی الخصوص ابو جندل کے واقعہ نے تو انکو قطعاً مایوس کر دیا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "میرے دل میں کبھی بھی اسلام کی صداقت کے متعلق شبہ نہیں ہوا لیکن اس روز مجھ کو اسلام کے متعلق سوءِ ظنی پیدا ہو گئی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا "کیا آپ خدا کے نبی نہیں" فرمایا "ہاں خدا کا برحق نبی ہوں" عرض کیا "کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں" فرمایا "ہاں یہ امر واقعہ ہے" عرض کیا "تو پھر ہم کافروں سے کیوں دبیں" فرمایا "میں خدا کا رسول برحق ہوں وہ ہر حال میں میرا مددگار ہے میں کسی حال میں بھی اسکی نافرمانی نہیں کرتا" عرض کیا "کیا آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کرینگے" فرمایا "کیا مینے یہ وعدہ کیا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ میں آؤ گے" عرض کیا "جی نہیں" فرمایا "تو بس اطمینان رکھو تم بیت اللہ میں ضرور آؤ گے اور اسکا طواف کرو گے"

اسکے بعد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انسے بھی یہی سوالات کئے انہوں نے بھی یہی جوابات دیئے صرف یہ الفاظ زائد کئے "دم مرتے دم تک حضورؐ کا رکاب مضبوطی سے پکڑے رہو خدا کی قسم وہ حق پر ہیں" تکمیل معاہدہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا "اٹھو اور اپنے قربانی کے جانور ذبح کر کے اپنے سر کی حجامت کراؤ" کوئی مسلمان اپنی جگہ سے نہ اٹھا آپنے تین دفعہ حکم دیا لیکن کسی نے سنا تک ہی نہیں یہ حالت دیکھکر حضورؐ اپنے زنانخانہ میں تشریف لے گئے اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے یہ واقعہ ذکر کیا، انہوں نے عرض کیا "اگر آپ ان سے اپنے حکم کی تعمیل کرانا چاہتے ہیں تو باہر جائیے کسی سے کوئی کلام نہ کریئے اپنے قربانی کے جانور ذبح کریئے اور حجام کو طلب کر کے

اپنا سر منڈوا لیجئے،، حضورؐ نے ایسا ہی کیا آپکو دیکھکر تمام مسلمان جانور ذبح کرنے لگے اور ایک دوسرے کی خود ہی حجامت کرنے لگے چونکہ دفعاتِ صلح سے تمام صحابۂ کرام کے دل شکستہ تھے اسواسطے غم کی حالت میں اُسترے اُلٹے سیدھے پڑنے لگے غزوۂ بدر کی غنائم میں مسلمانوں کو ابو جہل کا وہ اونٹ حاصل ہوا تھا جسپر وہ خود سوار ہوتا تھا آج کے روز یہ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں میں شامل تھا آپنے اُسکے گلے میں چاندی کے تراشہ (تراشیدن سے نکالا ہے جسکے معنی ہیں چھیلنا تراشۂ قلم اُن ریزوں کو کہتے ہیں جو قلم چھیلتے وقت گرتے ہیں) کا ہار ڈال رکھا تھا تاکہ قریش اُسکو دیکھکر جلیں پھر خدا نے یہ آئتیں نازل فرمائیں،،

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ۔ مسلمانو! جب تمہارے پاس اسلامی خواتین آئیں الخ یعنی اُنکو واپس نہ کرو عورتیں اس معاہدہ سے مستثنیٰ ہیں اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے جب کراع الغمیم میں پہنچے تو خدا نے یہ خوشخبری سُنائی

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ ہم نے تمکو ایک عظیم الشان فتح عطا فرمائی،،

حضرت عمرؓ نے عرض کیا،، حضورؐ! کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح عظیم ہے؟،، فرمایا ہاں یہ فتح عظیم ہے،، صحابۂ کرام نے عرض کیا،، حضورؐ! آپکو یہ فتح عظیم مبارک ہو،،

ابو بصیرؓ کے حیرت انگیز کارنامے

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس آگئے تو ابو بصیرؓ عتبہ بن اسید قریش سے روپوش ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے قریش نے دو آدمی انکو واپس لانے کیلئے مدینہ بھیجے جب یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا،، حسب معاہدہ آپ ابو بصیر کو ہمارے حوالہ کیجئے،، حضورؐ نے اسی وقت ابو بصیر کو انکے حوالہ کر دیا جب یہ تینوں ذو الحلیفہ (مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں سے اہل مدینہ حج کا احرام باندھتے ہیں) پہنچے تو کھجوریں کھانے کیلئے اپنی سواریوں سے اُترے ابو بصیر نے ایک سے کہا،، یار تمہاری تلوار تو بڑی چمکدار ہے،، دوسرے نے اپنی تلوار سوت کر کہا،، میری تلوار اس سے بھی اچھی ہے میں نے کئی دفعہ اسکو میدان جنگ میں آزمایا ہے اور دشمن کی بہت سی کھوپڑیاں اُتاری ہیں،، ابو بصیرؓ نے کہا،، ذرا مجھکو بھی دکھانا،، اُسنے اپنی تلوار انکے حوالہ کر دی ابو بصیرؓ نے تلوار لیتے ہی اُسکو

وہیں ٹھنڈا کر دیا دوسرا خوفزدہ ہو کر دار الخلافہ کیطرف بھاگا اور سیدھا مسجد النبیؐ میں پناہ گزین ہوا۔ حضورؐ نے اسکو دیکھکر فرمایا "اسکو اپنی جان کا خطرہ ہے" جب حضورؐ کے پاس پہنچا تو ڈر سے کانپ رہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا "کیا بات ہے؟" عرض کیا "میرا ساتھی مارا گیا مجھکو بھی مرا ہوا سمجھو" ابوبصیرؓ بھی اسکا تعاقب کرتے ہوئے تلوار لٹکائے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "آپ حسب معاہدہ ایک دفعہ مجھکو انکے حوالہ کر چکے ہو اب خدا نے مجھ کو انسے بچا کر واپس کیا ہے" (اب آپکو کوئی حق نہیں کہ مجھ کو دوبارہ کافروں کے حوالہ کریں) حضورؐ نے مسلمانوں سے خطاب کیا "خدا اسکو ہدایت کرے یہ ضرور آتش جنگ مشتعل کریگا کاش اور لوگ بھی اسکے ساتھ ہوتے" جب حضرت ابوبصیرؓ نے حضورؐ کا یہ عندیہ دیکھا تو اسکو یقین ہو گیا کہ وہ ضرور دشمن کے حوالہ کیا جائیگا وہ اسی وقت الٹے پاؤں پیچھے بھاگے اور ساحل بحر کا راستہ لیا، اور وہاں اپنا مرکز قائم کیا۔ مکہ کے قید خانہ میں مسلمان قیدیوں کو حضرت ابوبصیرؓ کا واقعہ معلوم ہوا اور حضورؐ کے یہ الفاظ (کاش ابوبصیرؓ کے ساتھ اور لوگ بھی ہوتے) بھی انکے کانوں میں پہنچے اسکے بعد تقریباً ستر مسلمان قیدی ایک ایک کر کے قید خانہ سے بھاگ کر حضرت ابوبصیرؓ کے پاس جمع ہو گئے حضرت ابوجندلؓ بھی کسیطرح چھوٹ کر چلے آئے تھوڑے دنوں تک خاصی ایک چھوٹی فوج تیار ہو گئی اب انہوں نے باقاعدہ قریش کے تجارتی قافلوں پر دھاوے بولنے شروع کر دیئے اور شام سے جو قافلہ آتا یہ اسپر حملہ کر دیتے اہل قافلہ کو قتل کر کے ان کا سب مال چھین لیتے ان حملوں سے تنگ آ کر قریش نے ایک سرکاری وفد دار الخلافہ میں بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی "خدارا آپ ہمپر ترس کھائیے ہم معاہدۂ حدیبیہ کی شرط سوم سے دست بردار ہوتے ہیں اب جو کافر اسلام قبول کر کے مسلمانوں سے جا ملیگا ہم اسکی حوالگی کا مطالبہ نہیں کرینگے مہربانی فرما کر ابوبصیر کی فوج کو دار الخلافہ میں طلب کر لیجئے"

اسکے بعد حضرت ابوبصیرؓ کی فوج کو دار الخلافہ میں طلب کر لیا گیا اس معاہدہ کے بعد خزاعہ مسلمانوں کے ساتھ اور بنوبکر قریش کے ساتھ مل گئے کچھ دنوں بعد حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط مسلمان ہو کر دار الخلافہ میں تشریف لے آئیں جب اُن کے رشتہ داروں نے مسلمانوں سے انکی حوالگی کا مطالبہ کیا تو مسلمانوں نے صاف انکار کر دیا اور مطالبہ مسترد کر دیا کیونکہ خدا نے مستورات کو حوالگی سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ (خازن صفحات ۱۵۵ جلد ۴)

(زاد المعاد صفحات از ۳۸۰ تا ۳۹۵ جلد اول)

حضورؐ کے داماد کا اسلام

بعثت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے حضرت زینبؓ انکی زوجہ تھیں یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھانجے تھے قریش کا سامانِ تجارت شام سے لا رہے تھے تو رستہ میں ابوبصیرؓ کی فوج نے انکو گرفتار کر لیا سب مال چھین کر حضورؐ کا داماد سمجھ کر چھوڑ دیا یہ سیدھے دارالخلافہ میں آئے اور اپنی بیوی حضرت زینبؓ کی وساطت سے حضورؐ کی خدمت میں درخواست پیش کی حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ ابوالعاص میرے داماد ہیں اور اچھے داماد ہیں وہ شام سے قریش کا سامانِ تجارت لا رہے تھے کہ ابوبصیر نے انکا کل مال چھین لیا لیکن کسی کو قتل نہیں کیا میری بیٹی زینبؓ نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں انکو امن و پناہ دوں تو میں اب تم سے پوچھتا ہوں کہ تم ابوالعاص اور اسکے رفیقوں کو پناہ دینے پر طیار ہو؟" سب نے کہا۔ جی ہاں ہمیں منظور ہے" جب ابوجندلؓ کو حضورؐ کا یہ ارشاد پہنچا تو انہوں نے تمام مال بعینہٖ واپس کر دیا ایک حبّہ بھی اپنے پاس نہ رکھا اسکے بعد ابوالعاص مکہ میں آئے اور قریش کو انکی پوری امانت واپس کر دی کہا۔ قریشیو! کیا اب میرے ذمہ کسی کا کچھ باقی ہے" سب نے کہا۔ بالکل نہیں" جزاک اللہ خیراً آپ بہت باوفا اور شریف ہیں،، ابوالعاص نے کہا۔ میں اب تک اس واسطے مسلمان نہیں ہوا تھا کہ تمکو یہ طعنہ دینے کا موقعہ ملتا کہ میں اسلام کے بہانہ سے تمہارا مال غصب کرنا چاہتا ہوں اب جبکہ میں تمہارا مال واپس کر چکا ہوں مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔" (زاد المعاد صفحہ ۳۷۹ جلد اول)

سنہ ۷ھ

غزوۂ خیبر یا یہودیوں کا مکمل استیصال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ کر مدینہ میں تقریباً بیس۲۰ روز ٹھہرے اور پھر غزوۂ خیبر کیلئے کوچ کیا حضورؐ نے رجیع (خیبر اور غطفان کے مابین) کی وادی میں نزول فرمایا اس خوف سے کہ شاید قبیلہ غطفان یہودیوں کی امداد کرے رات اسی مقام پر گذاری صبح کو کوچ کیا دارالخلافہ میں حضرت سباع بن عرفطہؓ کو جانشین مقرر فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ دارالخلافہ میں تشریف لائے تو حضرت سباعؓ فجر کی نماز لوگوں کو پڑھا رہے تھے پہلی رکعت میں کٓھٰیٰعٓصٓ اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھی اثنائے نماز میں فرمایا۔ فلاں شخص دوسرے سے اپنا سامان

تولتے وقت پورا لیتا ہے اور جب بیچنے لگتا ہے تو گاہکوں کو کم دیتا ہے (ویل للمطففین میں ترازو کی ڈنڈی مارنے والوں کا ذکر ہے) نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابو ہریرہ رض حضرت سباع رض کے پاس آئے اور انکو زاد راہ دیکر خیبر کی طرف روانہ کیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے صحابہ کرام نے انکو اپنے حصوں میں شامل کر لیا۔

حضرت سلمہ رض بن اکوع فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف پیشقدمی کر رہے تھے ہم رات کو منازل طے کر رہے تھے قوم کے ایک فرد نے حضرت عامر رض بن اکوع (میرے بھائی) سے کہا "قیا حضرت ہمکو اپنے مبارک ارشادات سے مستفید فرمائیے"

عامر رض خوش الحان شاعر تھے انہوں نے اپنے مخصوص لہجہ میں یہ اشعار کہے "

اللهم لولا انت ما اهتدينا — یا اللہ اگر تیرا فضل ہم پر نہوتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے

ولا تصدقنا ولا صلينا — نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فاغفر فدى لك ما اقتفينا — ہمکو بخش ہم تجھ پر قربان ہم نے اسلام کی تابعداری کی

وثبت الاقدام ان لاقينا — جب ہم کافروں سے میدان جنگ میں ملاقات کریں تو ہمکو ثابت قدم رکھ

وانزلن سكينة علينا — اور ہم پر اپنا سکینہ (تسلی و اطمینان) اتار

وانا اذا صيح بنا اتينا — جب ہمکو آواز دیکر لشکر اسلام میں جمع ہونیکا حکم ہوا تو ہم اسی دم حاضر ہو گئے

وبالصياح عولوا علينا — کافروں نے آواز دے دے کہ ہمارے مقابلہ میں لشکر جمع کیے ہیں

وانا اذا ارادوا فتنة ابينا — جب انہوں نے ہمکو اسلام ترک کرنے کیلئے کہا تو ہمنے صاف انکار کر دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "یہ کون ہے" عرض کیا گیا "عامر رض ہیں" فرمایا "اللہ ان پر اپنا فضل کرے" ایک شخص نے عرض کیا "حضور آپ نے عامر کو خوب دعائے خیر دی"

لڑائی کے وقت حضور کا قاعدہ یہ تھا کہ آپ عین فجر کے وقت اندھیرے میں دشمن کی حدود تک پہنچ جاتے اور ٹھہر جاتے اگر دشمن کے علاقہ سے اذان کی آواز سنائی دیتی تو پیشقدمی روک دیتے اور اگر اذان کی آواز نہ آتی تو جارحانہ اقدام کا حکم دیتے حضور نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی پھر سوار ہو کر خیبر کا رخ کیا جس وقت خیبر کے سامنے پہنچے تو تین دفعہ یہ فرمایا "

اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ — اللہ اکبر، خیبر کے یہودی ہلاک ہو گئے

اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ — جب ہم مسلمان کسی قوم (کافر) کے میدان میں اترتے ہیں تو

 صبح کے وقت ہمارا لشکر انکو مزید ہلاک کر دیتا ہے"۔

اس وقت یہودی اپنے آلات زراعت لیکر کھیتوں پر جا رہے تھے انکو مطلق علم نہیں تھا کہ لشکر اسلام نے انکا محاصرہ کر لیا ہے۔ جب انہوں نے اسلامیوں کو دیکھا تو یہ کہتے ہوئے اپنے شہر کی طرف بھاگے۔ "اللہ کی قسم محمدؐ اپنا خمیس (لشکر) لے آیا لشکر کو خمیس (پانچ رکن والا لشکر) اسواسطے کہتے ہیں کہ اسمیں پانچ رکن ہوتے ہیں مقدمہ۔ قلب۔ میمنہ۔ میسرہ۔ ساقہ حضورؐ نے یہ مسرت افزا منظر دیکھکر ارشاد فرمایا "خیبر مسخر ہو گیا جب ہم کسی دشمن کے سامنے پہنچتے ہیں تو پھر اسکی تباہی یقینی ہے (صحیحین)

جب بستی صاف نظر آنے لگی تو فرمایا "ٹھہر جاؤ" سارا لشکر اسلام ٹھہر گیا حضورؐ نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا

اے اللہ اے رب سات آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جو انہوں نے (آسمانوں نے) اپنے سایہ میں لے رکھا ہے اور رب سات زمینوں کے اور ان چیزوں کے جو انہوں نے (اپنے پیٹ میں دفن کر کے) گم کیا اور رب شیطانوں کے اور ان چیزوں کے جنکو انہوں نے گمراہ کیا ہے ہم تجھسے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمکو اس بستی کی بھلائی اور اسکے نیک باشندوں سے مستفید ہونیکا موقع دے نیز ہم اے اللہ تجھسے استدعا کرتے ہیں کہ تو ہمکو اس بستی کی برائی اور اسکے برے باشندوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھ

اے لشکر اسلام بسم اللہ کر کے آگے قدم بڑھاؤ"۔

مسلمان خیبر پہنچے اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا سخت بھوک لگی مسلمانوں نے شام کیوقت گدہوں کا گوشت چولہوں پر چڑھا دیا نیچے آگ جلادی حضورؐ نے دریافت فرمایا "یہ کیا ہے" عرض کیا "گدہوں کا گوشت" فرمایا "ابھی پھینکدو اور ہنڈیا توڑدو" جب فریقین نے اپنی صفیں سیدھی کرلیں تو یہودیوں کا بادشاہ مرحبہ تلوار سوت کر فاخرانہ لہجہ میں یہ کہتا ہوا آگے بڑھا

قد علمت خیبر انی مرحب — تمام خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار بند،
شاک السلاح بطل مجرب — تجربہ کار، بہادر ہوں
اذا الحروب اقبلت تلتھب — جبکہ آتش جنگ مشتعل ہوتی ہے،

حضرت عامرؓ نے اس کا اسطرح استقبال کیا

قد علمت خیبر انی عامر — خیبر کے تمام یہودی واقف ہیں کہ میں
شاک السلاح بطل عامر — سلح فوجوں میں بے دھڑک گھسنے والا بہادر عامر ہوں،

دونوں دست بدست جنگ کرنے لگے مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال میں لگی حضرت عامرؓ نے نیچے جھک کر اسپر وار کرنا چاہا لیکن تلوار چھوٹی تھی اُنکے گھٹنے پر لگی اور اسی وقت جاں بحق ہو گئے حضرت سلمہؓ انکے بھائی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "مسلمان سپاہیوں کا خیال ہے کہ عامرؓ کے تمام عمل ضایع ہو گئے" حضورؐ نے فرمایا "غلط خیال ہے (اپنی دو انگلیاں ملا کر کہا) بلکہ اُسکو دو اجر ملینگے، ایسا مجاہد اور عرب میں کمتر ملیگا"

صعودِ خیبر میں دخول شبکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دونگا جو اللہ اور اسکے رسول کو محبوب رکھتا ہے اللہ اور اسکا رسول بھی اسکو دوست رکھتا ہے اللہ اُسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا" رات بھر لوگ آپسمیں تذکرہ کرتے رہے کہ یہ سعادت کس کو حاصل ہوتی ہے جب فجر ہوئی تو ہر شخص متمنی ہوا کہ یہ عطیہ اسکو تفویض کیا جائے حضورؐ نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں" عرض کیا گیا "حضورؐ انکی آنکھیں دکھتی ہیں" فرمایا "انکو پیش کرو" یہ پیش کئے گئے حضورؐ نے اپنا لعاب مبارک اُنکی آنکھوں میں پھینکا اور خدا سے دعا کی یہ اچھے ہو گئے گویا انکی آنکھیں دکھنے آئی ہی نہ تھیں اور انکو جھنڈا عطا کیا حضرت علیؓ نے عرض کیا "جبتک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اُن سے لڑتا رہوں" فرمایا "پہلے تم انکے سامنے پہنچو انکو دعوت اسلام دو اور سمجھاؤ کہ مسلمان ہو جانے میں تمہارا فائدہ ہے پھر ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہ رہیگا علی! اللہ کی قسم اللہ اگر تمہارے ذریعہ کسی کافر کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ تمہارے لئے عرب کے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا" (عرب میں سُرخ اونٹ بہت قیمتی ہوتے ہیں) یہودی صفوں میں سے جب مرحب باہر نکلا تو حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر اسکا استقبال اسطرح کیا،

انا الذی سمتنی امی حیدرہ — میں وہ بہادر ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر غضبناک رکھا ہے
کلیث غابات کریہ المنظرہ — میں شیر ببر کیطرح سخت حملہ آور بہادر ہوں
اوفیهم بالصاع کیل السندرہ — میں اپنی (تلوار کی) سخاوت سے انکو بڑے بڑے پیمانے عطا کردونگا

حضرت علیؓ نے ایک ایسا وار کیا کہ اسکی کھوپڑی پھٹ گئی صحیح مسلم کی روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مرحب کو قتل کیا تھا لیکن تاریخ کی دوسری کتابوں میں یہ بھی صرح ہے کہ حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے اسکو قتل کیا تھا مرحب اپنے قلعہ سے ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا باہر نکلا یہ للکار کر کہا "میرے مقابلہ میں کون آتا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسکے مقابلہ میں کون جاتا ہے" حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے عرض کیا "میرے دل میں یہودیوں

کے خلاف آتش غضب مشتعل ہو رہی ہے انہوں نے کل میرے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ
شہید کیا تھا، حضور نے جواب دیا، کھڑے ہو جاؤ یا اللہ تو اسکی امداد کر، جب یہ دونوں قریب
ہوئے تو ایک درخت حائل ہو گیا دونوں میں سے ہر شخص اس درخت سے آڑ لیتا اور تلوار سے
حملہ کرتا مرحب نے محمد پر تلوار ماری انہوں نے اپنی ڈھال آگے کر دی تلوار اس میں گھس کر ٹوٹ
گئی حضرت محمد نے پھر اسکو قتل کر دیا، تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت محمد نے اسکی پنڈلیاں
کاٹ ڈالیں مرحب چلایا، محمد! مجھکو قتل کر دے، حضرت محمد نے جواب دیا موت کا ذائقہ
چکھ تم نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا، حضرت علی وہاں سے گذرے تو اسکی گردن اڑا
دی حضرت محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، حضور! میں نے مرحب کی صرف
ٹانگیں کاٹ ڈالیں تاکہ وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے ورنہ میں اسکو قتل کرنے پر قادر تھا حضرت
علی نے عرض کیا، انکا بیان صحیح ہے لیکن میں نے اسکی گردن اڑا دی، حضور نے مرحب کا
سلب حضرت محمد کو عنایت کیا یہ سلب آخر تک حضرت محمد بن مسلمہ کے خاندان میں رہا
اس میں ایک تلوار تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا وہ پڑھا نہیں جاتا تھا بالآخر ایک یہودی نے
اسکو پڑھا لکھا تھا،

هذا سيف مرحب ❊ من يذقه يعطب

یہ مرحب کی تلوار ہے جو شخص اسکو چکھے گا وہ شخص کو ہلاک کرے گا

اسکے بعد مرحب کا بھائی یاسر صف سے باہر آیا حضرت زبیر اسکے مقابلہ میں گئے ان کی
والدہ ماجدہ حضرت صفیہ نے کہا، حضور! میرا بیٹا قتل ہو جائیگا، فرمایا، نہیں بلکہ
تمہارا بیٹا یاسر کو قتل کر دے گا انشاء اللہ، حضرت زبیر نے اسکو ٹھکانے لگا دیا اسکے
بعد یہودی اپنے مضبوط قلعہ قموص میں گھس گئے حضور نے بیس دنوں تک انکا محاصرہ
رکھا یہودیوں کا ایک کالا غلام حبشی اپنے آقا کی بکریاں باہر چرا رہا تھا جب اس نے یہودیوں
ہتھیار اٹھاتے دیکھا تو پوچھا، کیا ارادہ ہے، یہودیوں نے کہا، ہم اس محمد کا جو نبی ہونے کا مدعی
ہے مقابلہ کرنے جا رہے ہیں، یہ حبشی بکریوں کے ریوڑ سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آپ کیا کہتے ہیں فرمایا، میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تم دل سے
اقرار کرو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، حبشی نے کہا، اگر میں اسلام
قبول کر لوں تو مجھکو کیا معاوضہ ملیگا، فرمایا جنت، وہ اسی دم مسلمان ہو گیا اور عرض کیا

اللہ کے نبی یہ بکریاں میرے آقا کی ہیں" فرمایا "تم انکو شہر کیطرف چھوڑ دو خدا انکو تمہارے آقا کے پاس پہنچا دے گا" اسنے تعمیل کی ریوڑ اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا اسکو معلوم ہو گیا کہ اسکا غلام حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا" اب حضور نے مسلمانوں کو جہاد کیلئے خوب گرمایا انکے دلوں کو اللہ کی آیات مبینات پڑھ کر گرمایا جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ حبشی بھی شہید ہو گیا" مسلمان اسکی نعش اٹھا کر اپنے فوجی مرکز پر لائے اور خیمہ میں لاکر رکھ دیا" حضور نے فرمایا "اللہ نے شہادت سے اسکو سرفراز فرمایا اسکی نیکی دکھلائی کی طرف دھکیلا میں نے اسکے سرہانے جنت کی دو حوریں دیکھی ہیں حالانکہ اسکو اسلام قبول کرنے کے بعد خدا کے سامنے ایک سجدہ کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملا" ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "میرا رنگ کالا ہے قبیح اور بدنما صورت ہے میرے میلے کچیلے کپڑوں سے بدبو نکلتی ہے میرے پاس کچھ مال بھی نہیں اگر میں ان کافروں سے لڑوں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤنگا" حضور نے فرمایا "بے شک ضرور" یہ سنکر وہ آگے بڑھا اور یہودوں سے خوب لڑتا ہوا قتل ہو گیا۔ حضور اس کی نعش پر تشریف لائے فرمایا "اللہ تمہارا چہرہ اچھا بنائے (جنت میں) تمہارے بدن سے خوشبو مہکنے لگے تمہارا مال بہت ہو مسلمانو! میں نے اسکی جنت والی دو بیویاں دیکھی ہیں جو اسکے دنیاوی کپڑے اتار کر اسکو نہلا دھلا کر جنت کے کپڑے پہنا رہی ہیں" ایک اعرابی (بدو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا" اسلام قبول کیا اور عرض کیا "میں آپکے ہمراہ ہو جاؤں" حضور نے ایک مسلمان سے فرمایا "اسکو اپنے ساتھ لے لو" خیبر کی لڑائی میں یہ بھی شامل تھا جب غنیمت تقسیم ہوئی تو حضور نے اسکا حصہ بھی نکالا یہ مسلمانوں کے سرکاری جانور چرایا کرتا تھا جب یہ اپنے کام سے واپس آیا تو صحابہ کرام نے اسکا حصہ اسکے سامنے رکھ دیا اسنے کہا "یہ کیا ہے" اصحابہ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت سے تمہارا حصہ دیا ہے" یہ حصہ لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا "حضور! یہ کیا ہے" فرمایا "تمہارا حصہ" عرض کیا "میں نے یہ مال حاصل کرنیکے لئے تو اسلام قبول نہیں کیا تھا (اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) میرا مقصد یہ ہے کہ یہ راہ خدا میں کٹ جائے" اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں" حضور نے فرمایا "اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو خدا تمہارا مدعا پورا کر دیگا" جب لڑائی شروع ہوئی تو اسکی نعش حضور کے سامنے پیش ہوئی فرمایا "کیا یہ وہی اعرابی ہے" عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "چونکہ یہ اپنے بیان کا سچا تھا خدا نے اسکو سچا ثابت کر دکھایا" پھر آپنے اسکی نماز جنازہ پڑھائی دعا میں یہ بھی کہا تھا "

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِکَ قُتِلَ شَھِیْدًا وَاَنَا عَلَیْہِ شَہِیْدٌ ۔ — یا اللہ یہ تیرا بندہ تیری راہ میں ہجرت کر کے جہاد کے لئے نکلا اور قتل ہو گیا میں اس پر گواہ ہوں

خیبر میں یہودیوں کے دس عظیم الشان قلعے تھے جنمیں دس ہزار جرار فوج ہر وقت تیار رہتی تھی" (فتح الباری)

اُن قلعوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے"

(۱) قلعۂ ناعم
(۲) قلعۂ نطاۃ
(۳) قلعۂ صعب بن معاذ
(۴) ...
— یہ چاروں قلعے اہلِ نطاۃ کے نام سے موسوم ہیں

(۵) قلعۂ شق
(۶) قلعۂ البر
(۷) حصن ابی
— یہ تینوں قلعے قلعۂ شق کے نام سے موسوم ہیں۔

(۸) قلعۂ قموص طری
(۹) قلعۂ وطیح
(۱۰) قلعۂ سلالم جسے حصن بن ابی الحقیق بھی کہتے ہیں
— یہ تینوں قلعے قلعجات کثیبہ کے نام سے موسوم تھے،

اسکے بعد یہودی قلعۂ زبیر کی عظیم الشان چوٹی پر چڑھکر محفوظ ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک انکا محاصرہ کیا عزال نامی یہودی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ ایک ماہ تک بھی انکا محاصرہ رکھیں تو انکا کچھ نقصان نہ ہو گا کیونکہ ان قلعوں کے نیچے زمین دوز پانی کے چشمے بہتے ہیں یہ رات کو نکلکر یہاں سے پانی حاصل کر لیتے ہیں اگر آپ اُن سے چشموں کا پانی منقطع کر دیں تو یہ کھلے میدان میں آپ سے مقابلہ کرنے کیلئے مجبور ہو جائینگے" حضورؐ نے اسی وقت چشموں کا پانی منقطع کروا دیا یہودی قلعوں سے باہر نکل آئے سخت خونریز جنگ ہوئی کئی مسلمان شہید ہو گئے یہودیوں کے دس نفر قتل ہوئے حضورؐ نے یہ قلعہ فتح کر لیا اسکے بعد حضورؐ نے کتیبہ، وطیح، اور سلالم کے قلعوں کا رُخ کیا ان قلعوں کے یہودی مضبوطی سے اندر ہو بیٹھے کیونکہ چاروں طرف کے قلعے مسلمان فتح کر چکے تھے اور یہودیوں کا مرکز ٹوٹ چکا تھا لہذا اب انہوں نے قلعوں سے باہر نکلنا مناسب سمجھا جب حضورؐ نے قلعہ شکن آلات منجنیق نصب کئے تو اب یہودیوں کو اپنی ہلاکت وفنا کا یقین ہو گیا اور محاصرہ بھی چودہ ایام سے قائم تھا لہذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی کوشش کی اور ابی الحقیق کے بیٹے کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا

(مجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپا۔ ... ہندستان پبلشرز نے شائع کیا)

سیرۃ النبیؐ

دو حصے

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی مستند اور مفصل حالات درج ہیں۔ عربی کی مشہور تاریخ ابن کثیر جو البدایہ والنہایہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسمیں اسکا حرف بحرف ترجمہ ہے بہت مقبول ہوئی ہے۔ صفحات چار سو دو حصے۔ قیمت آٹھ روپے

اخلاق النبیؐ

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق تفصیل کے ساتھ درج ہیں اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ کی پوری تفسیر و تشریح ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے صفحات دو سو قیمت چار روپے۔۔۔

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ

تاریخِ اسلام

جلد اوّل

پہلی جلد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات درج ہیں

مصنفہ

عبد الرحمٰن دہلوی

قیمت چار روپے